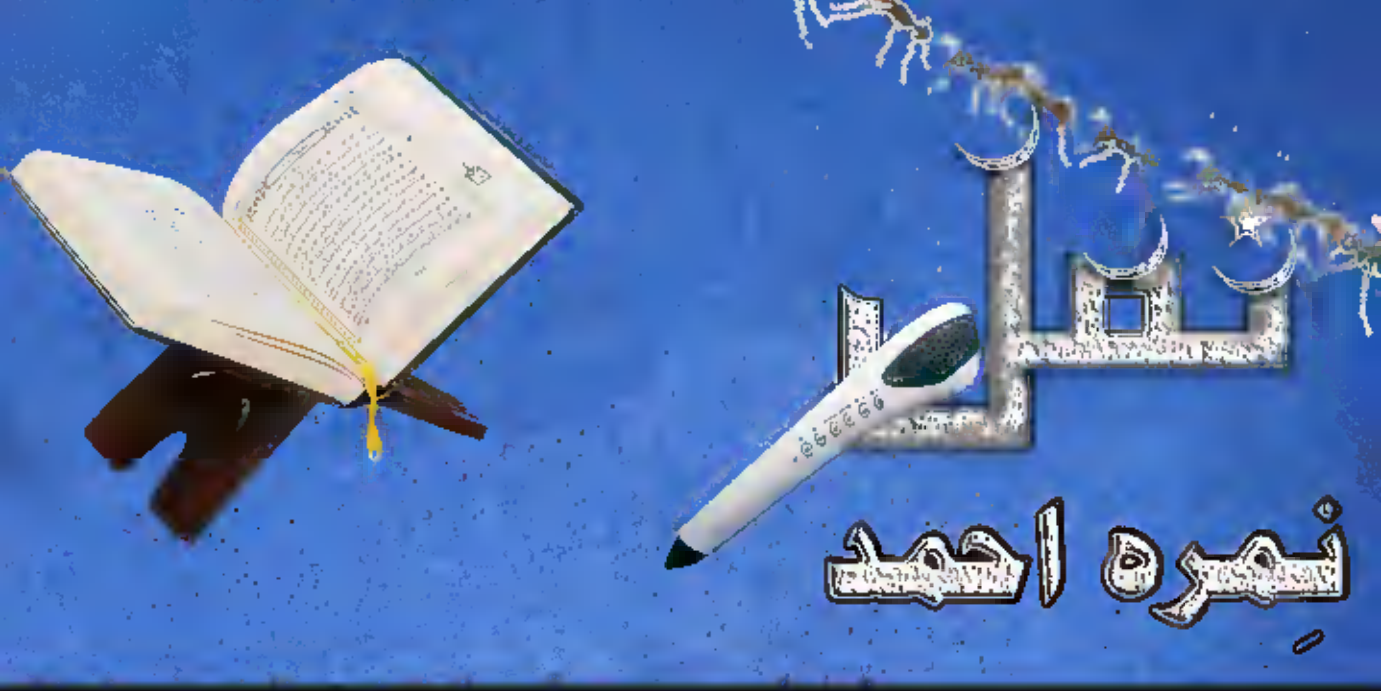

نمل
نمرہ احمد
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official
آخری قسط
ایڈز مارچ ابھی بیتے نہیں۔۔۔۔
The ides of march (idus martiae) have not passed yet
Read Last Episode Of Naml in Khawateen Digest...
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

www.paksociety.com

نمل (نمرہ احمد)

قسط نمبر: 30 (آخری قسط)

''ایڈس مارزِ یئے ابھی بیتے نہیں!''

ایک دن جب آیا
جولیس سیزر اپنی رعایا کے سامنے!
تو اسے پکار کے بولا ایک نجومی...
''اے سیزر خبردار رہنا
ایڈس مارز یئے سے۔''
پوچھا سیزر نے مصاحبوں سے
''کیا کہتا ہے یہ آدمی؟''
بتایا کسی نے۔''یہ کہتا ہے کہ خبردار رہیے
مارچ کی درمیانی تاریخ (ایڈس مارز یئے) سے۔''
جب آئی مارچ کی پندرہ تاریخ
اور داخل ہوا سیزر اپنے دربار میں
تو نظر آیا اسے وہ نجومی۔
اس کو دیکھ کر بولا سیزر اطمینان سے مسکرا کے۔
''ایڈس مارز یئے تو آ چکے ہیں!''
اس پہ کہا نجومی نے سر جھکا کر۔
''بجا فرمایا سیزر۔
وسط مارچ کے دن شروع ہو چکے ہیں'
مگر ابھی ختم نہیں ہوئے۔''

(ولیم شیکسپیئر کے ڈرامے ''جولیس سیزر'' سے ماخوذ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

(اور پھر اسی دن ایڈس مارز یعنی مارچ کی پندرہ تاریخ کو ہی سیزر کو بروٹس اور دوسرے باغیوں نے قتل کیا تھا۔)

رات کا اندھیرا ہر شے کو سالم نگل کر ساوگی سے دنیا والوں کو دیکھ رہا تھا۔ سرونٹ روم میں اس کا بستر خالی تھا اور وہ گھر کی پچھلی طرف لگے درخت پہ چڑھ کر دیوار کے پار اتر رہی تھی۔ جیسے ہی وہ زمین پہ اتری سرخ مفلر والا آدمی کسی کونے سے نکل کر سامنے آ کھڑا ہوا۔ وہ جھنجھلائی ہوئی سی سیدھی ہوئی۔ "اس درخت پہ چڑھتے اترتے میرے جسم پہ دس بار زخم آئے ہیں۔ کیا تم مجھ سے کسی اور طرح سے نہیں مل سکتے؟"

"بات سنو لڑکی!" وہ اندھیرے میں کھڑا تھا اور اس کے چہرے کے خدوخال نظر نہیں آتے۔ "تمہارے نام کا مطلب ہوتا ہے پری چہرہ لڑکی۔ سپید جلد والی حسین لڑکی۔ تمہاری اپنے مالکوں سے غداری کے بدلے میں تمہیں جتنے پیسے میں دے رہا ہوں ان سے تم اپنے نام کی طرح خوبصورت زندگی گزارو گی۔"

اس بات پہ اس کی آنکھیں چمکیں اور لبوں پہ مسکراہٹ در آئی۔

"تمہاری یہی باتیں مجھے اچھی لگتی ہیں۔" پھر گردن اکڑا کر بولی۔ "بتاؤ۔ اب مجھے کیا کرنا ہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دشتِ بستی میں شبِ غم کی سحر کرنے کو

ہجر والوں نے لیا رختِ سفر سناٹا

فارس ابھی ابھی لاؤنج میں داخل ہوا تھا اور بغیر تمہید کے اس نے وہ تکلیف دہ خبر سنا دی تھی۔

لاؤنج میں سناٹا طاری ہو گیا۔ سب شل سے اسے دیکھے گئے۔ وہ اسی طرح کھڑا رہا۔

"ہاشم نے اپنی ماں پہ....؟" زمر کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئی تھیں۔ حنین سے کچھ بولا نہیں گیا۔ ندرت نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔

"اس کو حیا نہیں آئی؟ وہ اس کی ماں تھی۔" ان کا دل کانپا۔

"کوئی اپنی ماں کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟" بڑے ابا انگشت بدنداں تھے۔

"کیونکہ اس کی ماں نے اسے یہی سکھایا ہے۔" سعدی نے افسوس سے سر جھٹکا تھا۔ "میں اسی لئے ان کی اصلیت ہاشم کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔ مجھے ڈر تھا وہ ان کو مار ڈالے گا۔"

"مارا ہی تو نہیں ہے اس نے ان کو۔" فارس سپاٹ سے انداز میں کہہ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ زمر اٹھ کے اس کے پیچھے آئی۔ وہ کمرے میں آکر چپ چاپ صوفے پہ بیٹھ گیا تھا۔

"تمہیں افسوس نہیں ہوا؟" وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

فارس نے وہی بے تاثر نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "ایک انسان ہونے کی حیثیت سے ہاں ہوا ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی ماں کو خود سزا دے۔ وہ دونوں میرے بھائی اور بیوی کے قتل میں شریک جرم تھے۔ البتہ میں اس سے اتنی سفاکی کی توقع نہیں کر رہا تھا مگر یہ وہ عورت ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

جس نے نوشیرواں کی ایسی تربیت کی کہ وہ سعدی کو گولیاں مار کے چلا گیا۔ جس نے ہاشم کی ایسی تربیت کی کہ وہ ہماری زندگیاں اجاڑتا رہا۔ جس نے سعدی کے قتل کا حکم نامہ جاری کیا۔ تمہاری صحت کے ساتھ کھیلتی رہی۔ اس لئے سچ پوچھو تو مجھے کوئی زیادہ افسوس نہیں ہے۔ میں نے کئی برس جن دنوں کا انتظار کیا تھا۔ بالآخر وہ دن آ گئے ہیں۔" اس کی آواز سرد ہو گئی تھی۔

زمر اداسی سے اسے دیکھتی رہی۔ "کیا انتقام پا کر سکون ملتا ہے فارس؟"

وہ زخمی سا مسکرایا۔ "تم نے وہ تین قدیم چینی بددعائیں سن رکھی ہیں؟ خدا کرے تم جیو دلچسپ زمانوں میں.... خدا کرے تمہیں اعلیٰ عہدوں پہ فائز لوگ پہچاننے لگیں..... اور تیسری...." اس نے گہری سانس بھری۔ "خدا کرے تمہیں وہ مل جائے جس کی تمہیں تلاش تھی۔"

"یہ بددعائیں ہیں؟"

"پتہ نہیں مگر مجھے لگتا ہے میری طرف آتی ساری بددعاؤں کی قبولیت کا وقت آ پہنچا ہے۔" اور وہ اٹھ گیا۔

"کتنا شوق تھا مسز کاردار کو پلاسٹک سرجریز کروانے کا۔" باہر بیٹھی حنین خلاء میں دیکھتی کہہ رہی تھی۔ "اب ان کو ساری زندگی جانے کتنی سرجریز کروانی پڑیں گی۔"

"ہاشم ایسا تو نہیں تھا۔" سعدی افسوس سے بولا تو سب نے اسے دیکھا۔ آنکھیں نکال کر۔ ابھی زمر کو لفٹ میں ڈبونے والے واقعے کو دن ہی کتنے ہوئے تھے؟

"میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ وہ پہلے ایسا نہیں تھا۔ جب میں اس کی قید میں تھا' تب وہ پچھتاتا تھا۔ اس کا دل ایسا نہیں تھا۔ اب وہ ہر حد پار کرتا جا رہا ہے۔" وہ ترحم سے کہہ رہا تھا۔ حنین کے دل کے اندر.... کچھ آج بھی ڈوبتا تھا۔ شاید وہ یادیں تھیں۔ شاید کچھ اور....

"وہ ہمیشہ سے ایسا ہی تھا بیٹا۔" بڑے ابا نے تلخی سے مسکرا کے کہا۔ "تم یہ نہ سمجھو کہ وہ شروع میں اچھا تھا، یاد کرو جب اس نے وارث کو قتل کروایا تھا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تب وہ پچھتانے والی باتیں کر کے تمہاری ہمدردی سمیٹ لیتا تھا۔ تمہیں لگتا تھا وہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ مگر اب اس نے سچ بولنا شروع کر دیا ہے۔ وہ کبھی نہیں بدلے گا۔"

سعدی خاموش ہو گیا۔ شیشے کی دیواروں والی قصرِ کاردار کی لائبریری یونہی یاد آ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جنہیں غرور تھا اپنی ستمگری پہ بہت
ستم تو یہ ہے کہ وہ بھی ستم رسیدہ ہوئے

"ایک ہفتے بعد۔"

ہسپتال کے اس پرتعیش کمرے میں جا بجا پھول رکھے تھے۔ کوئی عزیز' رشتے دار ایسا نہ تھا جس نے پھول نہ بھجوائے ہوں۔ وہ جیسے خوشی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کے پھول تھے۔اب ملنے کوئی نہیں آرہا تھا۔پہلے دو دن جو لوگ آئے'سو آئے۔اب سکوت تھا۔

جواہرات کے بیڈ کے آگے پردے گہرے تھے۔نوشیرواں اس طرف کھڑا تھا۔سینے پہ بازو لپیٹے'وہ ان پھڑ پھڑاتے پردوں کو دیکھ رہا تھا۔ کبھی کسی درز سے وہ لیٹی ہوئی نظر آجاتی۔آنکھیں چھت پہ جمی تھیں'اور چہرہ پٹیوں میں جکڑا تھا۔ اس کا صرف دایاں گال اور کان بچ پائے تھے۔باقی چہرہ بائیں طرف اور سامنے سے جل گیا تھا۔چل پھر سکتی تھی کام کر سکتی تھی مگر بینائی پہ اثر پڑا تھا۔ناک غائب ہوگئی تھی۔ آنکھوں کا نور بھی بجھ سا گیا تھا۔

''ان کو گھر کب لے جا سکتے ہیں؟''شیرو نے دھیمی آواز میں پیچھے کھڑی میری سے پوچھا۔

''بہت جلد۔''

''کیا جو نقصان ہوا ہے وہ ٹھیک ہو سکے گا؟''

''نہیں سر۔سرجریز سے تھوڑا بہت فرق پڑے گا۔باقی میڈم کو اب ان زخموں کے ساتھ ہی رہنا ہوگا۔''وہ ٹھنڈے انداز میں بتا رہی تھی۔

''کیا کوئی بات کی انہوں نے تم سے؟''شیرو کی نظریں پردوں پہ جمی تھیں۔

''وہ صرف ہاشم کا نام لیتی ہیں۔ان کو پکارتی ہیں۔ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ یہ وقتی صدمہ ہے۔وہ جلد شاک سے نکل آئیں گی۔''شیرو نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

''تم جانتی تھیں انہوں نے میرے باپ کو مارا'پھر بھی ہمیں نہیں بتایا؟''اس کی آواز میں دبا دبا غصہ اور کرب در آیا۔

''ہاشم مجھ سے یہ بات پوچھ چکے ہیں اور میں بتا چکی ہوں۔میں ایک وفادار ملازمہ ہوں'اور جیسے کورٹ میں آپ کے اور ہاشم کے راز کی حفاظت کی'اسی طرح میڈم کے راز کی بھی حفاظت کی۔اس تیزاب والے واقعے کے بعد جب سب ملازم استعفیٰ دے رہے ہیں'میں اسی لئے یہاں موجود ہوں کیونکہ میں اب بھی مسز کاردار کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔''

وہ اسے چند لمحے دیکھے گیا۔کمرے میں پھولوں کی خوشبو میں کافور کی بو گھلنے لگی تھی۔

''بھائی نے بہت ظلم کیا۔مگر میں ممی کو معاف نہیں کر سکتا۔اگر ڈیڈ مجھے عاق کر رہے تھے'تب بھی ان کو ڈیڈ کو...میرے ڈیڈ کو قتل نہیں کرنا چاہیے تھا۔سن رہی ہیں آپ ممی۔''اس نے چہرہ پھڑ پھڑاتے پردوں کی طرف موڑا۔''ڈیڈ اس حالت میں مرے کہ وہ مجھ سے ناراض تھے۔ میں ان سے معافی نہیں مانگ سکا۔میں ساری عمر اس گلٹ میں رہوں گا کہ میرا باپ مجھ سے ناراض تھا۔'' وہ گیلی آنکھوں کے ساتھ الٹے قدم پیچھے ہٹنے لگا۔''اب عدالت مجھے جیل میں ڈال دے'یا سولی چڑھا دے'میں دوبارہ آپ سے ملنے نہیں آسکوں گا۔باپ تو وہ میرا تھا'مگر منہ پہ آپ کے اب بھی ہاشم کا نام ہے۔شیرو تو آپ کو یاد ہی نہیں۔''وہ اب پیچھے ہٹتا جا رہا تھا۔

اور بستر پہ پٹیوں میں جکڑا وجود اسی طرح چھت کو تک رہا تھا۔ہونٹوں سے صرف ایک آواز نکل رہی تھی۔''کوئی ہاشم کو بلائے...میرے ہاشم کو....''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

شیرو کے جانے کے بعد میری کاؤچ پہ بیٹھ گئی اور اطمینان سے میگزین کھول لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

جن پہ ستم تمام قفس کی فضا کے تھے

مجرم وہ لوگ اپنی شکستِ انا کے تھے

ہاشم کے بیڈروم کی ساری بتیاں روشن تھیں اور وہ آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے کھڑا رئیس کہہ رہا تھا۔

"نیا اسٹاف آج سے کام شروع کر دے گا۔ چھوڑ جانے والے ملازموں کو میں نے سنبھال لیا ہے۔ یہ صرف گیس ہیٹر کا حادثہ تھا اور ہر جگہ یہی بتایا گیا ہے۔ اور سر...." وہ رکا۔ "آپ کی مدر کے علاج کے لئے ڈاکٹرز نے...." ہاشم نے جھٹکے سے ٹائی کی آخری گرہ کھینچی۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرے باپ اور تنگزیب کاردار کی بیوی کے علاج کے لئے تمام رقم کمپنی ادا کرے گی۔ اب مزید میں اس معاملے پہ کچھ نہیں سننا چاہتا۔" اس نے درشتی سے کہتے ہوئے کالر سیدھے کیے۔ رئیس خاموش ہو گیا۔

"اس غیر شناسا نمبر سے پھر میسج آیا سر؟"

"دو روز پہلے آیا تھا۔ وہ سعدی کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے ہماری کوششوں پہ خوش تھا۔ میں نہیں جانتا وہ لوگ سعدی کو دہشت گرد کیوں ثابت کروانا چاہتے ہیں لیکن اتنا یقین ہے کہ وہ ہماری قابلیت جانچ رہے تھے۔ وہ ہمارے ساتھ کام کرنے کا خواہشمند لگتا ہے۔"

رئیس نے کوٹ اٹھا کر اس کی پشت پہ کیا تو وہ اس میں بازو ڈال کر اسے پہننے لگا۔

"سر میں نے کوٹ روم والے آدمی کا.... وہ چشمے والا آدمی.... اس کا پیچھا کیا تھا۔ مگر وہ ہر دفعہ چکمہ دے کر نکل جاتا ہے۔ آپ کو یقین ہے کہ یہ پیغام بھیجنے والا اور سعدی کا پاسپورٹ دینے والا دراصل وہی آدمی ہے۔"

"ظاہر ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے ساتھ کام کرنا چاہتا ہے۔ میں نے سعدی پہ تمام الزامات لگا کر اس کا اعتماد خرید لیا ہے۔ یہاں تمام عسکری گروپ اسی طرح اپنے سہولت کاروں کا اعتماد جانچتے ہیں اور پھر پارٹنرشپ شروع کرتے ہیں۔ جرائم کے سفر کا آغاز ہمیشہ ایک چھوٹے سے فیور سے شروع ہوتا ہے۔"

"سعدی کو دہشت گرد ثابت کر کے ان کو کیا ملے گا؟"

"اس سے میری کریڈیبلٹی بڑھے گی۔ جج اسے دہشت گرد مان نہیں لے گا لیکن لوگ مجھے دہشت گردوں کا مخالف سمجھیں گے اور کوئی بھی عسکری تنظیم ایسے سہولت کار کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ ہمیں بہت جلد نئے بزنس پارٹنرز ملنے والے ہیں۔" اب وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے کمرے سے نکل رہے تھے۔

لاؤنج میں فیونا کھڑی صفائی کر رہی تھی۔ میری اور وہ.... بس دو ملازم رہ گئے تھے۔ ہاشم جب سیڑھیوں سے اترتا ہوا اس کے سامنے سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گزرا تو وہ بولی۔

"سر....میں نیکسٹ منتھ سے چلی جاؤں گی۔" اس کی آواز میں تذبذب تھا۔

"جو چاہے کرو۔" وہ نخوت سے کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

باہر صبح تازہ اور خوبصورت تھی۔ مگر قصر اداس لگتا تھا۔ وہ موسم سے بے نیاز کار کے قریب آیا ہی تھا کہ....

"کاردار صاحب۔" بے چین سی نسوانی آواز پہ وہ ٹھٹکا اور مڑا۔ ڈاکٹر ایمن چند گارڈز کے ہمراہ چلی آ رہی تھی۔ ہاشم کے ماتھے پہ بل پڑے۔ "بی بی میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔"

"میں نے اور میرے شوہر نے ان جج صاحب اور کرنل خاور کے کہنے پہ آپ کے لئے اتنا کچھ کیا۔" وہ تیز تیز چلتی قریب آئی اور غصے سے انگلی اٹھا کر بولنے لگی۔ "اور اب جب ہم کنگال ہو چکے ہیں تو آپ ہماری مدد بھی نہیں کر سکتے۔"

ہاشم نے تند ہی سے اسے گھورا۔ "کیا چاہتی ہو تم؟"

"مجھ سے کوئی نیا کام لیں یا ہمیں مالی طور پہ سپورٹ کریں۔ ہمیں.... ہمارا.... ریوارڈ چاہیے۔ آپ اپنے سہولت کاروں سے یوں منہ نہیں موڑ سکتے۔"

ہاشم چند لمحے اسے دیکھتا رہا' پھر تاثرات نرم ہوئے۔ آگے آیا اور نرمی سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"آئی ایم سوری' میں کچھ پریشان ہوں آج کل۔ بس کچھ روز میں.... یہ کیس ختم ہو جائے.... میں آپ سب کو نوازوں گا۔ میں مدد کرنے والوں کو بھولا نہیں کرتا۔ مگر تب تک آپ کو خاموشی سے انتظار کرنا ہوگا۔" ڈاکٹر ایمن کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے۔ اس نے سر ہلا دیا مگر ابھی تک اضطراری انداز میں انگلی میں پہنی نوکیلے ہیرے والی انگوٹھی مروڑ رہی تھی۔

"کیا آپ مجھے ضمان دے رہے ہیں؟"

"بالکل۔" وہ چند لمحے نرمی سے اس کی تسلی کراتا رہا پھر اس کے جانے کے بعد.... وہ رئیس سے آہستہ سے بولا تھا۔ "ان سب کا بھی کچھ کرنا پڑے گا۔ یہ تو میری جان کو آ رہے ہیں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اِک خواب ہے کہ بار بار دیکھتے ہیں ہم
اِک آشنا سی روشنی سارے مکاں میں ہے

سورج پال پہ رات گہری چھائی تھی۔ گرمی اور حبس دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ لاؤنج نیم روشن تھا۔ فارس ابھی ابھی آیا تھا اور چابیاں کھونٹی پہ لٹکا رہا تھا جب دیکھا' مدرت تن فن کرتیں کچن سے نکلی ہیں اور دھاڑ سے سیم کے کمرے کا دروازہ کھولا ہے جو اندھیرے میں ڈوبا تھا اور حسین اور اسامہ اپنے اپنے بستر پہ لحاف اوڑھے گپ سور ہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"کوئی انسانیت ہے تم لوگوں میں؟" وہ حلق کے بل چلائیں۔ "میں نے کہا تھا آدھے گھنٹے بعد دودھ کے نیچے چولہا بند کر دینا مگر جب تک دودھ کی آبشار نہ بہہ جائے' تم لوگوں کی تسلی نہیں ہوتی۔"

"آپا!" وہ اکتا کر ان کے قریب آیا۔ "وہ سو رہے ہیں' ان کے سر پہ آپ کیوں چلا رہی ہیں۔" نمرت نے اتنے ہی غصے سے مڑ کر اسے دیکھا۔

"بس کرو۔ بڑے سور ہے ہیں۔ ان بے غیرتوں کا واٹس ایپ last seen تو تین منٹ پہلے کا نظر آ رہا ہے۔ بس ماں کو دیکھ کر فرعون کی ممیاں بن جاتے ہیں۔ ہونہہ۔" وہ غصے سے بولتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ فارس نے بے اختیار ان دونوں کے پلنگ دیکھے جن میں جنبش تک نہ ہوئی تھی۔ وہ سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"یار حنہ!" سیم نے جھٹ منہ نکال کر اسے پکارا۔ وہ بھی فوراً اٹھ بیٹھی۔

"ہاں ہاں میں بھی وہی سوچ رہی ہوں جو تم سوچ رہے ہو۔ امی کا انٹرنیٹ بند کرنا پڑے گا۔ یہ تو بگڑتی جا رہی ہیں۔"

"بالکل۔ ماں باپ کو اتنی آزادی دینا اچھی بات نہیں ہے۔ آج کل کے زمانے کا کوئی بھروسہ نہیں۔" دونوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

فارس اپنے کمرے میں آیا تو وہ ہمیشہ کی طرح بہت سی فائلز کے درمیان بیٹھی نظر آ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر سر اٹھایا' اور مسکرائی۔ وہ بھی مسکرا دیا۔

"کام ہو رہا ہے؟" آدمی گھر آئے اور بیوی مسکراتی ہوئی ملے تو.....

"ظاہر ہے' اب کسی بے روزگار کو کیا پتہ جاب کے بکھیڑے۔ خیر کھانا لاؤں یا کسی پرانی دوست کے ساتھ کھا آئے ہو؟"

اور فارس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ "بہت مہربانی۔ کھا چکا ہوں۔" اور اس کے سامنے بیڈ پہ بیٹھا۔

زمر نے مسکراہٹ دبائی۔ "مجھے پتہ ہے میں تمہاری ویسی خاطر مدارت نہیں کرتی جیسی کسی بیوی کو کرنی چاہیے۔ بس یہ کیس ختم ہو جائے۔"

"میں سمجھ سکتا ہوں۔ تم مجھے جیل بھیج سکتی ہو' میرے خلاف بیان دے سکتی ہو مگر تم مجھے کھانا نہیں پوچھ سکتیں۔" وہ اب جھک کر جوتوں کے تسمے کھول رہا تھا۔ زمر بے اختیار ہنس دی۔ گھنگریالے بال آدھے باندھے' آدھے سامنے کو جھول رہے تھے۔ وہ کافی اچھی لگ رہی تھی۔ ناک کی لونگ' انگلی کی نیلے رنگ والی انگوٹھی اسے مزید حسین بناتی تھیں۔

"تم ہمیشہ سے اتنے ہی ظالم تھے یا اب ہوئے ہو؟"

"آپ کی صحبت کا اثر ہے مادام' ورنہ میں تو چند ماہ پہلے تک ایک شریف آدمی تھا۔ ویسے....." وہ اس کے سامنے نیم دراز ہو گیا۔ "اس چڑیا گھر سے ہم کب نکل رہے ہیں۔"

"نکلنا کیوں چاہتے ہو یہاں سے؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"میں چاہتا ہوں ہمارا اپنا علیحدہ گھر ہو۔ جہاں ہم دو نارمل انسانوں کی طرح رہیں۔"

"ابھی ہم نارمل نہیں ہیں کیا؟"

"آپ کے بارے میں تو شک ہے بی بی۔" اس کے سامنے کہنی کے بل لیٹے' کان تلے ہاتھ کا سہارا دیے وہ مسکرا کے اسے دیکھتے بولا تھا۔

"اور نئے گھر میں جا کر تم کوئی نوکری شروع کرو گے یا نہیں؟"

"آپ نا مجھے اپنا ذاتی خدمتگار رکھ لیجئے گا۔ اس سے بڑی نوکری کیا ہو گی؟ ماشاءاللہ وکیل ہیں آپ' لوگوں کی کھال کھینچ کر پیسے لیتے ہیں۔ مجھے بھی تنخواہ اچھی دیں گی۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ اور وہ ہنستی جا رہی تھی۔

"ہمیشہ جاب کی بات ٹال دیتے ہو۔ مگر میں بھی ہار ماننے والی نہیں ہوں۔ پیچھے پڑی رہوں گی۔" قلم سے تنوبہ کرتے وہ دوٹوک بولی اور پھر سے لکھنے لگی۔ پھر سر اٹھا کر بولی۔

"اگر فارس' ہمارے پاس وارث غازی کی فائلز ہوتیں' یا حنین کا میموری کارڈ ہوتا جس میں کاروارز کے خلاف کچھ مواد تھا' تو ہم یہ کیس بہت آسانی سے جیت لیتے۔"

"ہمارے پاس ایک انتہائی قابل وکیل ہے' جو بے شک انتہائی بے مروت اور سفاک واقع ہوئی ہے' مگر میں اچھی امید رکھتا ہوں۔" اور اب بہت ہو چکا تھا۔ زمر نے فائل اٹھا کر اسے دے ماری تھی۔

"کیا کہا تھا میں نے ابھی؟ سفاک اور بے مروت وکیل۔" فارس نے فائل پکڑ کر سامنے سے ہٹائی اور افسوس سے سر جھٹکا۔ وہ ہنس کر سر جھکتی دوبارہ سے کام کرنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آسمانوں سے فرشتے جو اتارے جائیں
وہ بھی اس دور میں سچ بولیں تو مارے جائیں

کمرہ عدالت میں ہمیشہ سے زیادہ گھٹن تھی۔ مگر کم از کم آج کے دن موسم ثانوی شے بن کر رہ گیا تھا۔ کیا بادلوں کی سیاہی اور کیا درختوں کا سبزہ' سب بے اثر تھا۔ لوگ آ رہے تھے۔ نشستیں بھری جا رہی تھیں۔ آوازیں' شور' حرکت۔

دفاع کی کرسیوں پہ رش کم تھا۔ چند ایک کاروباری دوستوں کے ہمراہ ہاشم اور نوشیرواں موجود تھے۔ شیرو سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا اور چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ ہاشم البتہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے اطمینان سے بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ طنزیہ سرد مسکراہٹ۔

استغاثہ کی کرسیوں پہ ان کا سارا خاندان یوں اکٹھا ہو رہا تھا جیسے کوئی تہوار ہو۔ وہ بنی اسرائیل کی مانند ایک جتھہ لگ رہے تھے۔ فارس جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا' مسکرا کے ساتھ کھڑی سارہ کی بات سن رہا تھا' جو سر پہ سفید دوپٹہ اوڑھے' بری آنکھوں سے مسکراتی ہوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنی بیٹیوں کی کوئی بات بتا رہی تھی۔ زمر کرسی پہ بیٹھی' گھنگریالے بال آدھے باندھے' بدستور فائلوں پہ جھکی تھی' اور سیاہ ڈریس شرٹ میں ملبوس سعدی اس کے کندھے پہ جھکا' اس کے ساتھ ہی کاغذات پڑھنے میں لگا تھا۔ شاید کوئی نکتہ مل جائے جو کیس کو لمبا کر سکے۔ کچھ وقت گواہ ڈھونڈنے کا اور مل جائے۔ مدرت ایک کرسی پہ بیٹھیں' تسبیح کے دانے گراتی منہ میں کچھ پڑھ رہی تھیں۔ ایسے میں حسین اور اسامہ سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔

''خنہ.....اگر ہم ہار گئے تو؟''

''اور اگر ہم جیت گئے تو؟'' وہ چہک کر بولی تھی۔

پچھلی نشستوں پہ موجود تماشائی اور رپورٹرز مرعوب' اور کچھ تنقیدی نگاہوں سے اس خاندان کو دیکھ رہے تھے۔ وہ سب ایک ساتھ کھڑے' ایک جتھے کی صورت.....دور بیٹھے' قیمتی ملبوسات' اور مصنوعی مسکراہٹوں والے ''کاردارز'' اور ان کے دوستوں سے زیادہ متاثر کن لگ رہے تھے۔ جنگیں لڑ کر آیا خاندان.....زخموں کو اپنے ہاتھوں سے بغیر نشہ لئے سی کر آیا خاندان.....پانی میں ڈوب کر ڈر اور خوف کو ختم کر کے آیا خاندان.....ظالم کے خوف سے ایک دوسرے کو چپ کروا کے چھپ جانے کی بجائے انصاف اور انتقام کی ایک طویل جنگ لڑ کر آیا خاندان.....وہ یوں کھڑے تھے' اٹھی گردنوں اور فاتحانہ مطمئن مسکراہٹوں کے ساتھ کہ لگتا تھا آج وہ انصاف سے کم کسی شے پہ راضی نہیں ہوں گے.....وہ ایک دوسرے سے مختلف تھے اور ایک دوسرے سے ہزار اختلاف رکھتے تھے مگر وہ ظلم کے خلاف کھڑے ہو کر ایک اونچی دیوار لگنے لگے تھے۔

''کیا استغاثہ کے پاس کوئی مزید گواہ ہے؟'' جج صاحب کی آمد کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی اور انہوں نے پہلا سوال یہی پوچھا۔ زمر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''یور آنر' ہمارا گواہ ملک سے باہر ہے' ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ایک تاریخ اور دی جائے۔''

''سر نیسلی مسز زمر!'' جج صاحب نے تحیر سے اسے دیکھا۔

''Delaying Tactictsl۔'' ہاشم نے بلند سا تبصرہ کیا۔

''مسز زمر!'' جج صاحب کی آواز میں سرزنش تھی۔ ''آپ کے پاس ابھی گواہ ہے یا نہیں؟''

''یور آنر' کاردار صاحب نے گواہوں کو غائب کروا دیا ہے' مگر.....''

''آبجیکشن یور آنر' مسز زمر بغیر ثبوت کے الزام لگا کر خود ہی testify کر رہی ہیں۔'' وہ بیٹھے بیٹھے بولا تھا۔

''آپ کے پاس گواہ ہے یا نہیں؟'' جج صاحب نے زور دے کر پوچھا۔

''نہیں یور آنر' لیکن اگر عدالت وزارتِ داخلہ کو حکم دے تو ہمیں گواہ کو ڈھونڈنے میں مدد مل سکتی ہے اور.....''

''مسز زمر عدالت اپنی حدود میں رہ کر کام کرتی ہے' ثبوت لانا جج کا نہیں استغاثہ کا کام ہوتا ہے۔ اگر آپ کے پاس کچھ پیش کرنے کو نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ہے تو ہم آج اس کیس کا فیصلہ کر دیں گے۔" وہ قدرے ناگواری سے کہہ رہے تھے۔ سب خاموشی سے دم سادھے کبھی زمر کو دیکھتے' کبھی جج صاحب کو۔

"یور آنر اگر آپ ہمیں ایک موقع اور دیں تو....."

"آپ عدالت کا وقت ضائع کر رہی ہیں۔ آپ تمام ثبوت اور گواہ پیش کر چکی ہیں' اب بہت ہو گیا۔" انہوں نے اب کے قدرے نرمی سے اسے اشارہ کیا اور فائل کھول لی۔ زمر نے گہری سانس لی۔ فیصلے کی گھڑی آ پہنچی تھی۔

"عدالت فیصلہ سنانے کے لئے تیار ہے۔" جج صاحب کا یہ کہنا تھا کہ سب نشستوں سے اٹھ گئے۔ دونوں فریق اب برابر کھڑے تھے۔ اور جج صاحب اونچے چبوترے پہ بیٹھے' عینک ناک پہ لگائے کاغذ سے پڑھ کر کہہ رہے تھے۔

"سرکار بنام نوشیرواں کاردار میں مدعی سعدی یوسف نے نوشیرواں کاردار ولد اورنگزیب کاردار.....(ہاشم نے تھوک نگلی۔) کے اوپر اقدامِ قتل' تشدد' اغوا' اور حبسِ بے جا میں قید رکھنے کا الزام لگایا تھا جو کہ تعزیرات پاکستان آرٹیکل 350 ,365 ,307 کے تحت آتے ہیں۔"

فارس سب سے پیچھے کھڑا تھا۔ سب کی طرح وہ بھی بھنویں بھینچے سانس روکے سن رہا تھا۔ البتہ گردن بھی گھمالیتا تھا۔ چشمے والا آج نہیں آیا تھا۔

"عدالت نے ان سنگین الزامات کو دیکھتے ہوئے ان کے اوپر کارروائی شروع کی اور دونوں فریقین کو اپنے اپنے ثبوت اور گواہ لانے کا حکم دیا۔" جج صاحب پڑھتے ہوئے گاہے بگاہے ان کو دیکھ بھی لیتے جو دم سادھے سن رہے تھے۔ (اسامہ بور ہو رہا تھا۔ ڈراموں میں تو ایک ہی فقرے میں فیصلہ کر دیتے تھے' یہ اتنی لمبی تقریر کیوں کر رہے ہیں؟)

"استغاثہ نے ڈاکٹر سارہ غازی کو عدالت میں عینی شاہد کے طور پہ پیش کیا۔" (سارہ نے نروس سے انداز میں کان کے پیچھے بال اڑسے۔) "سعدی یوسف کی بہن نے گواہی دی کہ ملزم کے بھائی نے ان کے سامنے اعتراف کیا تھا۔ مگر اسی واردات کے دوسرے مبینہ ملزم نیاز بیگ نے گواہی دی کہ اس نے سعدی کو گولی ماری ہے' البتہ اس کے بیانات میں تضادات سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قابلِ بھروسہ نہیں ہے۔ (سعدی نے بے چینی سے پہلو بدلا) ملزم کے ملازموں اور گھر والوں کے بیانات استغاثہ کے دعوؤں سے بالکل برعکس تھے اور وہ قابلِ اعتبار تھے یا نہیں' ہمیں یہاں فیصلہ یہ کرنا ہے کہ کیا عینی شاہد کا بیان قابلِ بھروسہ ہے؟"

سب کی سانسیں رک رک کر چل رہی تھیں۔ دل بندھے ہوئے تھے۔

"ڈاکٹر سارہ صرف اقدامِ قتل کی گواہ ہیں۔ اغوا' اور حبس بے جا میں رکھنے کا استغاثہ نے کوئی گواہ پیش نہیں کیا۔ میری ایمبیو کولمبو کی کسی جیل میں سعدی کے ساتھ تھی؟ جواہرات کاردار وہاں سعدی سے ملنے گئی تھیں؟ آبدار عبید کی وہاں سعدی سے ملاقات ہوئی تھی؟ ان باتوں کے حق میں کوئی گواہ یا ثبوت نہیں پیش کیا گیا۔ آلہ واردات سے ملزم کے تعلق کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ اس لئے سارا کیس آخر میں عینی شاہد ڈاکٹر سارہ کی گواہی کے گرد آ کھڑا ہوتا ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

وہ سانس لینے کو رکے۔ بہت سے حلق خشک ہو رہے تھے۔ ہاشم لب کاٹ رہا تھا۔ نوشیرواں کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ سعدی کو پسینے آ رہے تھے۔

"دفاع نے اپنی باری پہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سعدی یوسف ایک دہشت گرد ہے مگر اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں دیا گیا کہ یہ نو ماہ سعدی نے دہشت گردوں کے ساتھ گزارے۔ عدالت سعدی یوسف کے اس دعوے سے اتفاق کرتی ہے کہ اس کو واقعی اغوا کیا گیا' اور حبسِ بے جا میں رکھا گیا' گو کہ سعدی یوسف کی واپسی کے بارے میں اور وہاں ہوئے چند واقعات جیسے دو افراد کا سیلف ڈیفنس میں قتل خود سعدی یوسف کے کردار کو بھی مشکوک بناتا ہے مگر یہ باتیں اس کیس کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔ عدالت میں استغاثہ کا کام یہ ثابت کرنا تھا کہ اغوا کرنے والا اور گولی مارنے والا ایک شخص نوشیرواں کاردار تھا۔ استغاثہ ملزم کے گواہوں جیسے کاردار صاحب کی سیکرٹری حلیمہ یا ملازمہ میری اینجیو کو جھوٹا ثابت کر دے' تب بھی کیا نوشیرواں حملہ آور اور اغوا کار ثابت ہوتا ہے؟۔ اگر سعدی اکیس مئی کو ہاشم کاردار کے آفس گیا بھی تھا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کئی گھنٹے بعد اسے گولیاں نوشیرواں نے ہی ماریں۔ آفس میں تو نہیں مارا گیا تھا نا سعدی کو۔ گھوم پھر کے ہم واپس ڈاکٹر سارہ کی گواہی کی طرف آ کر رک جاتے ہیں۔"

اب تو دل کی دھڑکنیں بھی رک گئی تھیں۔

"ڈاکٹر سارہ ایک طرف ایک پروفیشنل سائنسدان ہیں اور اعلیٰ عہدے پہ فائز ہیں' ایسے عہدے انسان کو باہمت اور بہادر بناتے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے ایک سال تک ایسا کوئی بیان نہیں دیا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ عینی شاہد ہیں۔ ان کا بیان آخری وقت آیا اور اگر اس کو درست مان لیں تو یہ بات کہ وہ ذہنی سکون کے لئے دواؤں کا استعمال کرتی ہیں' سائیکیٹرسٹ کے پاس زیرِ علاج ہیں' اور سعدی کی نہ صرف باس بلکہ رشتے دار ہیں' یہ بات ان کی گواہی کو جانبدار بنا دیتی ہے اور کیس میں شک پیدا ہو جاتا ہے' اور قانون کہتا ہے کہ شک کا فائدہ ملزم کو دیا جائے اس لئے ....یہ عدالت....آج نوشیرواں کاردار کو....ان تمام الزامات سے جو سعدی یوسف نے ان پہ لگائے تھے.....باعزت بری کرتی ہے۔"

اور سارے میں ایسا سناٹا چھایا تھا جیسے کسی کے مرنے پہ چھا جاتا ہے۔

چند لمحے کے لئے تو ہر شخص پھٹی پھٹی آنکھوں سے جج صاحب کو دیکھے گیا۔ خود ہاشم بھی۔ پھر ایک دم دفاع کی کرسیوں پہ شور سا بلند ہوا۔

"مبارک سلامت" کے نعرے۔ قہقہے۔ خوشی کی چہکار۔ سعدی نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ گردن موڑی تو دیکھا۔ ہاشم خوشی سے مسکراتے ہوئے نوشیرواں کو گلے لگا رہا تھا' جو شل کھڑا تھا۔ پیچھے سے سب مبارک بادیں دے رہے تھے۔

زمر سر جھکتی اپنے کاغذ سمیٹنے لگی۔ ندرت نے سر جھکا کر آنسو پونچھے۔ سیم نے آسمان کو دیکھا۔ فارس زخمی سا مسکرا دیا۔

"یہ سب میرا قصور ہے۔" سارہ نے گیلی آواز میں کہتے سر جھکا دیا۔ اس نے آگے بڑھ کر سارہ کا سر تھپکا۔

"آپ نے اپنی بساط سے بڑھ کر جدوجہد کی ہے۔ یہ انصاف کی عدالتیں نہیں ہیں' یہ قانون کی عدالتیں ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"ہم اپیل کریں گے۔خیر ہے سعدی!" زمر نے باہر نکلتے ہوئے اسے تسلی دی جو شل سا تھا۔فکرمندی حنین نے بھی دوسری طرف سے پکارا۔"ہاں بھائی ہم اپیل کریں گے۔"

"فائدہ کیا ہوا اس سب کا پھر؟" سیم مایوسی سے بول اٹھا تھا۔وہ اب راہداری میں آ کھڑے ہوئے تھے۔سعدی ابھی تک سن تھا۔ ششدر۔جامد۔

"کاردار صاحب' مبارک ہو۔" ہاشم وکلاء کے جھرمٹ میں مسکراتا ہوا' لوگوں سے ہاتھ ملاتا باہر نکل رہا تھا۔نوشیرواں کے حواس بحال ہو رہے تھے' اور وہ اب وکیلوں کے بڑھے ہاتھوں سے مصافحہ کر رہا تھا۔ہر شخص فاتح وکیل سے ہاتھ ملانے اور مبارکباد دینے کا خواہاں تھا۔ سب چاہتے تھے کہ ہاشم ان کو یاد رکھے۔وہ جو کچھ عرصے سے نیچے جا رہا تھا' آج اس کا گراف پوری شان و شوکت سے بلند ہو گیا تھا۔

دونوں گروہ ساتھ ساتھ احاطے سے باہر آئے تھے۔رپورٹرز کے مائیک تیزی سے سب کے سامنے آئے تو زمر محض "ہم اپیل کریں گے" جیسے چند فقرے کہہ کر سعدی کا بازو تھامے آگے بڑھ گئی۔فارس سمیت باقی گھر والے پارکنگ کی طرف جا رہے تھے' مگر سعدی نے بازو چھڑا لیا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا۔

وہاں ہاشم اور شیرو کھڑے تھے۔ان کی پشت پہ مجمع تھا' اور سامنے مائیکس۔ہاشم ون کی روشنی میں کھڑا' مسکرا کر بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔"آج انصاف اور قانون کی فتح ہوئی ہے۔آج معزز عدالت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کوئی گولڈ ڈگر مشکوک کردار کا مالک غریب لڑکا اٹھ کر کسی باعزت شہری کو اس کی امیری کی سزا نہیں دے سکتا۔" وہ فاتحانہ انداز میں اطراف میں نظریں دوڑاتا کہہ رہا تھا۔کیمرے کلک کلک کرتے اس کی تصاویر اتار رہے تھے۔ساتھ کھڑے شیرو کی نظر سعدی پہ پڑی تو وہ نظریں چرا گیا۔وہ خود بھی اتنا ہی بے یقین تھا جتنا کہ سعدی۔

"سعدی یوسف نے کیس کے دوران متعدد بار ہم سے بھاری رقوم کا مطالبہ کیا مگر ہم جانتے تھے کہ عدالت میں فتح سچ اور حق کی ہی ہو گی۔ ہم ان وکلاء میں سے ہیں جنہوں نے چیف جسٹس کی بحالی اور عدلیہ تحریک کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ہم نے اس ملک میں جمہوریت کی بقا کے لئے قربانیاں دی ہیں۔اب وہ زمانے چلے گئے جب لالچی لوگ اس طرح غریب کارڈ کھیلتے تھے۔اب عدالتیں آزاد ہیں۔"

"سعدی چلو۔" زمر اسے کہنی سے کھینچنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس نے پھر سے بازو چھڑا لیا اور پتلیاں سکیڑے ہاشم کو دیکھے گیا۔فارس آدھے راستے سے مڑ کر واپس آیا اور برہمی سے اسے پکارنے لگا۔"سعدی! کیا کر رہے ہو؟"

ادھر ہاشم کہہ رہا تھا "میں اعلیٰ حکام سے درخواست کرتا ہوں کہ بھلے ہم نے سعدی یوسف کو معاف کر دیا ہو' مگر کیس کے دوران جو سعدی کے دہشت گردوں کی معاونت کے ثبوت اور گواہ سامنے آئے ہیں' ان کے بارے میں مکمل تحقیقات ہونی چاہئیں۔"

"کاردار صاحب۔آپ کے اپنے ہی بھائی نے آپ کی کمپنی کے خلاف پریس کانفرنس کی تھی اور پیپر شائع کیا تھا جس سے آپ کی کمپنی کو کافی نقصان ہوا۔اس بارے میں کیا کہیں گے؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''اسی سے آپ اندازہ لگالیں کہ کیا اتنا سچا اور مخلص انسان کسی کو گولی مار سکتا ہے؟'' وہ شیرو کی طرف اشارہ کر کے ترکی بہ ترکی بولا تھا۔

''کاردار صاحب آپ اپنی والدہ کے حادثے کے بارے میں کیا کہیں گے؟''

مگر وہ سوال مکمل ہونے سے پہلے ہی ''ابھی کے لئے اتنا ہی کافی ہے'' کہہ کر مسکراتا ہوا آگے آنے لگا۔ رپورٹرز بکھرنے لگے' اور وہ دونوں بھائی جھرمٹ میں راستہ بناتے چلتے ہوئے اس طرف آنے لگے۔ سعدی اسی طرح کھڑا تھا۔ اس کا تنفس تیز ہو رہا تھا' ہاتھ کانپ رہے تھے۔ چہرہ دھوپ کی تمازت سے سرخ پڑ رہا تھا۔ وہ سامنے سے آتے فاتح ہجوم کو دیکھ کر چلایا تھا۔

''جھوٹ بول رہے ہو تم لوگ۔''

ہاشم نے دھوپ کے باعث ماتھے پہ ہاتھ کا چھجا بنا کر مسکرا کے اسے دیکھا۔ رپورٹرز اب اس طرف گھوم گئے تھے۔

''اللہ قہر نازل کرے تم پہ۔ اللہ غارت کرے تمہیں۔'' کیمرے دھڑا دھڑ سعدی کی تصاویر اتار رہے تھے' ویڈیو بنا رہے تھے۔

ہاشم مجمع کی طرف گھوما اور تبصرے کے سے انداز میں کہنے لگا۔ ''شکست کے بعد بہت سے لوگوں کو نفسیاتی امراض کے ہسپتالوں میں داخلے کی ضرورت ہوتی ہے' مجھے افسوس ہے اس بچے کے لئے۔ لیکن میں نے اس کے جھوٹوں کے لئے اس کو معاف کیا۔'' ہاشم پھر سے چلنے لگا۔ وہ اسی طرف آ رہا تھا۔ اسے آگے بڑھنے کے لئے سعدی کے پاس سے گزرنا تھا۔

اور سعدی مٹھی بھینچ کر آگے بڑھا' کہ اس کے منہ پہ دے مارے' مگر فارس نے پیچھے سے اس کو کہنی اور بازو سے جکڑ لیا۔

''چلو یہاں سے۔'' وہ دبے دبے سختی سے بولا تھا۔ ''وہ تمہیں اکسا کر تماشہ کرنا چاہتا ہے' چلو یہاں سے۔'' ہاشم اب مسکراتا ہوا قریب آ چکا تھا۔ آخری بات پہ بھی سعدی نہ رکتا' اگر فارس اسے زبردستی کھینچتا ہوا وہاں سے نہ لے جاتا۔ ساتھ ہی وہ اس کو ڈانٹ بھی رہا تھا۔ ''کیا کر رہے تھے تم؟ اس کو مکا مارتے تو وہ اقدامِ قتل کا مقدمہ کر دیتا' اور اس کے پاس ثبوت بھی ہوتے اور گواہ بھی۔ وہ یہی تو چاہتا ہے۔''

سعدی لڑکھڑاتے قدموں سے چلنے لگا۔ چلتے چلتے کندھا جھٹک کر اس نے بازو چھڑا لیا۔ چہرہ سرخ تھا' آنکھوں میں پانی تھا۔ سب گھر والے کار پارکنگ میں رکے کھڑے تھے اس نے کسی کو نہیں دیکھا.... کسی سے بات نہیں کی۔ بس آگے بڑھتا گیا.... بڑھتا گیا....

نوشیرواں اور ہاشم کافی دیر بعد اپنی اپنی کار کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔ مبارکبادوں اور تعریفوں کو سمیٹنے میں وقت لگا تھا۔ نوشیرواں اب سنبھل چکا تھا اور صرف سنجیدہ دکھائی دیتا تھا۔ ہاشم نے مسکرا کر اسے دیکھا اور بولا۔

''تم آزاد ہو۔ آج سے نئی زندگی شروع کر سکتے ہو۔''

''آپ کو یقین تھا ہم جیت جائیں گے؟''

''اگر میں شروع میں اسے نہیں لڑنا چاہتا تھا تو اس لئے کہ ہم بدنام ہوں گے' کاروبار کو نقصان پہنچے گا مگر مجھے معلوم تھا کہ یہ کیس وہ نہیں جیت سکتے۔ قتل کرنا آسان ہے شیرو' اسے ثابت کرنا بہت مشکل۔'' اس نے مسکرا کے شیرو کا شانہ تھپکا۔ نوشیرواں جواباً اس کے گلے لگ گیا۔

''مجھے بچانے کا شکریہ بھائی۔'' اس کے کان کے قریب شیرو بولا تھا۔ ''مگر مجھے افسوس ہے کہ دوسروں کی طرح میں نے بھی آپ کو استعمال

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کیا۔ یہ جو ٹوٹی ہوئی ہینڈ زفری میں آپ کی جیب میں ڈال رہا ہوں' یہ وہ ہے جس کا ائیر بڈ آبدار نے اس روز توڑ کر جھوٹ بولا تھا کہ وہ بگ ہے۔" ایک ہاتھ سے اس کی جیب میں ٹوٹی ہوئی تاریں ڈالتے' وہ دھیرے سے زہر اس کے کانوں میں انڈیل رہا تھا۔ "زمر کو اس نے نہیں' میں نے بچایا تھا۔ جس جرم کی آپ نے اس کو سزا دی' وہ اس نے کیا ہی نہیں تھا۔" یہ کہہ کر وہ اس سے الگ ہوا تو دیکھا.... ہاشم کی تلخ مسکراہٹ ویسی ہی قائم تھی۔

"میرے بے وقوف بھائی!" اس نے شیرو کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر دبایا تو سرد سی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑتی گئی۔ "تمہیں لگتا ہے مجھے یہ نہیں معلوم؟ تم ہمیشہ بیوقوف رہو گے شیرو۔ فارس کو لفٹ کا علم پہلے سے تھا' یہ دیکھ کر ہی مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تم نے کیا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا بھی تھا' تم نے انکار کر دیا' لیکن میں تمہارے ساتھ وہ نہ کرتا جو آبی کے ساتھ کیا۔ میں نے اس کو اس لئے مارا کیونکہ وہ مجھے اکسا رہی تھی' وہ خود اپنا قتل چاہتی تھی۔ وہ پیپر نائف سے مجھے نہیں مار سکتی تھی' وہ صرف چاہتی تھی کہ میں اسے مار ڈالوں۔ میں نے اس کی خواہش پوری کی۔ میں نے اس پہ احسان کیا۔ اس کا جرم وہ تمام دھوکے تھے جو وہ مجھے اس سے پہلے دے چکی تھی۔ مجھے اب کسی شے کا کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔ اور میں تمہارا کیس تمہیں بچانے کے لئے نہیں لڑتا رہا۔ صرف اپنے نام کو کلئیر کرنے کے لئے لڑتا رہا ہوں۔"

نوشیرواں شل ہو گیا تھا۔ یہ عدالتی دھچکے سے زیادہ بڑا دھچکا تھا۔

"اگر وہ الزام اپنے سر نہ لیتی تو میرے... میرے ساتھ کیا کرتے آپ؟"

"وہی جواب کرنے جا رہا ہوں۔" وہ زخمی سا مسکرایا۔ "ہم دونوں الگ الگ گاڑیوں میں واپس جائیں گے' الگ زندگیوں کی طرف۔ سونیا کے ساتھ میں قصر سے شفٹ ہو رہا ہوں۔ تم اور تمہاری ماں وہاں رہ سکتے ہو۔" پھر ایک ملامتی مسکراہٹ کے ساتھ اسے چند لمحے دیکھتا رہا۔ "تم سب نے مجھے تباہی کی طرف دھکیلا ہے شیرو۔ تم.... ممی.... سعدی.... شہرین.... آبی.... تم سب سے محبت کی تھی میں نے۔ تم سب نے مجھے میری محبت کی سزا دی۔" کہہ کر اس نے سن گلاسز آنکھوں پہ چڑھائے... ان کی سرخی اور نمی چھپا لی اور کار میں بیٹھ گیا۔ کالا شیشہ بند ہو گیا تو شیرو اسے دیکھنے کے قابل بھی نہ رہا۔

چند لمحے بعد وہاں سے دو کاریں دو الگ راستوں پہ روانہ ہوئی تھیں۔ اور عدالت کی اونچی عمارت کی قدیم دیواریں خاموشی سے اپنے جہنمی شور کو سنتی رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دیکھا نہ کسی نے بھی مری سمت پلٹ کر
محسن میں بکھرتے ہوئے شیشوں کی صدا تھا

وہ کن قدموں سے گھر پہنچا اسے معلوم نہ تھا۔ سب خاموشی سے اندر آئے تھے صرف وہ تیزی سے آگے بھاگتا گیا تھا۔ کمرے میں آ کر اس نے دروازہ لاک کر دیا۔ پردے گرے تھے اور دوپہر کے باوجود روشنی نہ تھی۔ اسٹڈی ٹیبل پہ قانون کی کتابیں رکھی تھیں۔ سعدی چند لمحے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا

ہے پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈاور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

www.paksociety.com

گلابی پڑتی آنکھوں سے ان کتابوں کو دیکھتا رہا۔

"میں سچ بول رہا تھا۔" اس نے موٹی کتاب اٹھا کر زور سے دیوار پہ دے ماری۔

"میں سچ بول رہا تھا۔" اس نے بوٹ کی ٹھوکر سے میز الٹ گرا دی۔ اسٹڈی لیمپ نیچے آگرا۔ فرش سے ٹکرا کر بلب چکنا چور ہو گیا....

"میں سچ بول رہا تھا۔" وہ اب ریک میں رکھی کتابیں نکال نکال کر زمین پہ پھینک رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔

"میں سچ بول رہا تھا۔" وہ روتے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین پہ گرتا گیا۔ سر جھکائے' آنکھیں سختی سے میچے' وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ سامنے کتابوں کا ڈھیر لگا پڑا تھا جن میں ہزاروں قوانین اور دستور درج تھے۔

"میں سچ بول رہا تھا۔" اس نے گیلی آنکھیں کھولیں۔ پھر غصے اور بے بسی سے ایک کتاب اٹھائی' اور کھول کر صفحے پھاڑنے چاہے۔ مگر ہاتھ کانپ گئے۔ وہ یہ نہیں کر سکا.....

"میں سچ بول رہا تھا۔" وہ سیاہ جلد والی سیاہ و سفید کی مانک کتابوں کے سامنے اکڑوں بیٹھا تھا اور سر گھٹنوں میں دیے بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ "مگر کیا فائدہ ہوا سچ بولنے کا؟ سچ کے لئے لڑنے کا؟"

باہر سب خاموشی سے اس کی توڑ پھوڑ اور اب سسکیوں کی آوازیں سن رہے تھے مگر ایک دوسرے سے نظریں چرائے ہوئے تھے۔ بڑے ابا نے کسی سے کچھ نہ پوچھا تھا۔ چہرے بتا رہے تھے کہ جو انصاف مانگنے گئے تھے' وہ "مصلحتوں" میں لپٹے نظریہ ضرورت جیسے فیصلے کو اٹھا لائے تھے۔

ادھر اپنے آفس' کی راہداری میں تیز تیز چلتے ہاشم نے رئیس سے پوچھا تھا۔ "آخری کارڈ کھیلنے کا وقت آ گیا ہے۔ پارٹی کی تیاری مکمل ہے؟"

"جی سر۔ سب تیار ہے۔"

"اچھا۔ میں نیا گھر دیکھنے جا رہا ہوں۔ انٹیریئر ڈیزائنر نے آج کام ختم کر لینا تھا۔ کیا وہ ہو گیا؟" وہ سیل فون دیکھتے تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ زندگی کی مصروفیت پھر سے شروع ہو چکی تھی۔

"یس سر۔ آپ کیس کے سلسلے میں بزی تھے میں نے اس کو سنبھال لیا تھا۔"

"تم نے نہیں۔" اس نے مسکرا کے ٹوکا۔ "میں نے.... ہاشم نے سنبھالا ہے ہر شے کو۔" اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ناشناسائی کے موسم کا اثر تو دیکھو
آئینہ خال و خد آئینہ گر کو ترسے

اس تپتی صبح لگتا تھا سارے شہر پہ سونے کا ملمع چڑھا دیا گیا ہو۔ شاید زمین کے اندر بڑے بڑے جہنم دہک رہے تھے جس سے اوپر چلنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

والے بے خبر تھے۔ ایسے میں ہسپتال کی مرمریں راہداری میں وہ دونوں چلتے جا رہے تھے۔ زمر سبز رنگ کے لباس میں ملبوس تھی اور سن گلاسز بالوں پہ ٹکا رکھے تھے۔ فارس سیاہ شرٹ پہنے ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے چلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''تم واقعی ان سے ملنا چاہتی ہو؟''

ایک دروازے کے سامنے وہ رک گئی اور مڑ کر اسے دیکھا۔ ''تم اپنی آنٹی سے نہیں ملو گے؟''

''میرا دل تمہاری طرح نہیں ہے۔ میں ابھی کچھ نہیں بھولا۔'' وہ سنجیدگی سے کہہ کر وہیں رک گیا۔ زمر گہری سانس لے کر آگے بڑھ گئی۔

زمر اندر آئی ہی تھی کہ شہرین باہر آتی دکھائی دی۔ اس نے سونی کی انگلی پکڑ رکھی تھی اور میری اینجو تحکم سے اسے کہہ رہی تھی۔

''ہاشم کا حکم ہے کہ آپ آخری دفعہ سونی کو ساتھ لے جا رہی ہیں ویک اینڈ پہ جب آپ اسے چھوڑنے آئیں گی تو اس کے بعد....'' زمر کو دیکھ کر وہ چپ ہوئی۔ شہری نے بھی دیکھا تو سر جھٹک کر سونی کو لئے آگے بڑھ گئی۔

میک اپ اور ڈائمنڈ جیولری پہنے کھڑی میری نے ملکہ کی شان سے گردن کڑا کے اسے مخاطب کیا۔ ''خوش آمدید مسز زمر۔ اندر آیئے۔ مسز کاردار آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔''

وہ اندر چلی آئی۔ آج کمرے میں کوئی پھول نہ تھا۔ پردے ہٹے تھے اور چمکیلی روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔ کھڑکی کے سامنے آرام کرسی پہ جواہرات بیٹھی تھی۔ رخ موڑ رکھا تھا اور سر پہ شال لے کر چہرہ ڈھک رکھا تھا۔ زمر کافی پیچھے بیٹھ گئی تاکہ اس کا چہرہ نہ دیکھ سکے۔

''تم جاؤ میری!'' جواہرات نے گلا خراب کی سی آواز میں میری کو کہا' مگر میری زمر کے قریب صوفے پہ بیٹھ چکی تھی۔ ''نہیں مسز کاردار' مجھے یہاں ہونا چاہیے۔'' اس کی آواز میں تمکنت تھی' ایسی تمکنت جسے جواہرات رد نہ کر سکی۔ خاموش ہو گئی۔

''کیوں آئی ہو زمر؟'' وہ باہر دیکھتے ہوئے آزردہ سی ہو کر پوچھنے لگی۔

''آپ کی خیریت لینے آئی تھی۔'' توقف کیا۔ ''میں جانتی ہوں کہ میری رپورٹس' میری صحت' میری زندگی کے ساتھ آپ کیسے کھیلتی رہی ہیں۔ شاید آپ مجھ سے حسد کرتی تھیں۔ حالانکہ میں آپ جیسی خوبصورت بھی نہ تھی' مگر آپ کو اپنے سامنے کسی کی تمکنت اچھی نہیں لگتی۔ بہر حال۔'' اس نے سر جھٹک کر گہری سانس لی۔ آنکھیں جواہرات کی پشت پہ جمی تھیں۔ ''میں آپ کو معاف کرنے آئی ہوں۔ دل سے ابھی تک بھولی کچھ بھی نہیں ہوں مگر میں آپ کو معاف کرنا چاہتی ہوں۔ ہاشم کا معاملہ میں نے اللہ پہ چھوڑ دیا ہے۔''

ایک آنسو جواہرات کی آنکھ سے ٹپکا اور چہرے پہ پھسلتا گیا۔

''میں نے تم جیسے بہت سے لوگوں کو اجاڑا ہے زمر۔ مجھے کون کون معاف کرے گا؟''

''آپ معافی مانگ لیں' یہی اہم ہوتا ہے۔''

''ہاشم مجھے معاف نہیں کرے گا' شیرو مجھے معاف نہیں کرے گا۔ اب کچھ پہلے جیسا نہیں ہو گا۔ ہاشم سے کہو' مجھے معاف کر دے۔ مجھ سے ملنے آ جائے۔''

''میں یہ نہیں کر سکتی مسز کاردار' مگر میں آپ کو اپنے اوپر کیے گئے تمام مظالم کی قید سے آزاد کرتی ہوں۔ میرے اور میرے خاندان کا کوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حساب اب آپ پہ ادھار نہیں ہے۔"

جواہرات اسی طرح باہر دیکھتی رہی۔ آنسو گر رہے تھے۔ "میں تم سب سے بہت شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف کردو۔ میری مدد کرو۔ مجھے اکیلا مت چھوڑو۔ مجھے اپنے سارے گناہوں کا احساس ہے۔"

زمرد زخمی سا مسکرائی اور پرس کندھے پہ ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "نہیں مسز کاردار۔ آپ نہ شرمندہ ہیں نہ آپ کو احساس ہے۔ آپ اب بھی مجھے استعمال کرنا چاہتی ہیں ہاشم کو منانے کے لئے۔ اکثر انسان نہیں بدلتے۔" جواہرات بالکل چپ ہو گئی۔ آنسو بہنا رک گئے۔

"یعنی تم لوگ اب مجھے دشمنی کے قابل بھی نہیں سمجھتے۔" پھر اس کے لبوں سے سرد آہ نکلی۔

"اللہ آپ کو صحت دے اور آپ پہ رحم کرے۔ میں چلتی ہوں۔" وہ باہر کی طرف بڑھ گئی۔

فارس راہداری میں دیوار کے ساتھ کھڑا تھا' ہاتھ جیبوں میں ڈال رکھے تھے' اور چھت کو دیکھتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔ یونہی نگاہ پھیری تو سامنے سے شہری اور سونی آتی دکھائی دیں۔ شہرین نے اسے دیکھ کر فوراً نظریں پھیر لیں۔ فارس نے سونی کو دیکھا' وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھے گیا۔ انتہائی خوبصورت بچی تھی وہ۔ وہ نرمی سے مسکرایا۔ تو سونیا نے غصیلی آنکھوں کے ساتھ ہونٹوں کو بنا آواز کے ہلا کے کہا۔ "آئی ہیٹ یو۔" اور منہ موڑ کے آگے بڑھتی گئی۔

فارس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ آنکھوں میں اچنبھا بھر آیا۔ کچھ دور اندر زخمی بھی ہوا تھا۔

پھر اس نے سر جھٹکا۔ چند لمحے بعد زمرد آتی دکھائی دی تو وہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ مگر وہ سیاہ خوبصورت آنکھیں' ان کا یک ٹک اسے دیکھنا' اور ہونٹوں کا ہلا کر بنا آواز کے تین الفاظ بولنا' وہ دماغ سے زیادہ دل کے اندر تک پیوست ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وقت رکتا ہی نہیں خواب ٹھہرتے ہی نہیں

پاؤں جمتے ہی نہیں بہتے ہوئے پانی پہ

کتنی راتیں اتریں' کتنے دن ڈھلے' زندگی میں گھل جانے والی مایوسی سعدی کو ہر شے سے بے نیاز کر چکی تھی۔ وہ تمام گھر والوں سے نظریں چرا کے صبح جلدی نکل جاتا۔ پھر یونہی سڑکوں پہ پھرتا رہتا۔ یا سارا سارا دن کمرے میں پڑا رہتا۔ اس روز سے اس کا جیسے دل ہی ٹوٹ گیا تھا۔ ملک' قانون' انصاف کے ادارے ہر شے سے اعتماد اٹھ گیا تھا۔ پاکستان کا کوئی مستقبل نہیں ہے' وہ جان گیا تھا۔

آج پھر وہ کمرے میں پڑا تھا۔ صوفے پہ لمبا لیٹا' موبائل پہ انگلی پھیرتا سوشل میڈیا دیکھ رہا تھا۔ سید سعدی یوسف چیچ کے علاوہ۔ وہاں تو شرمندگی سے وہ جاتا ہی نہیں تھا۔

باہر لاؤنج میں آؤ تو ٹی وی ہنوز غائب تھا' اور بڑے ابا' اسامہ اور حنین سے محو گفتگو دکھائی دیتے تھے۔ اسی اثناء میں ندرت سامنے والے صوفے پہ آ بیٹھیں' اور میز پہ کبابوں کے کچے آمیزے کا برتن رکھا۔ ساتھ میں پانی کا پیالہ' اور بڑی ٹرے جس میں ٹکیاں بنا بنا کر رکھنی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

چند لمحے گزرے اور دونوں اولادیں ان کے دائیں بائیں آبیٹھیں۔آنکھوں میں زمانے بھر کی لالچ تھی۔

"امی صبح جو آپ نے حلیم بنایا تھا وہ بہت مزے کا تھا۔"

ندرت نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔"کسی کا ہاتھ کبابوں کے ایک فٹ بھی قریب آیا تو میں نے جوتے مار مار کر شکل بدل دینی ہے۔"

"یہ دھمکی اب پرانی ہو چکی مام ڈارلنگ!"حنہ نے دو انگلیوں سے مصالحہ اچک کر منہ میں رکھا۔امی کی ناک کے نیچے سے کچے کبابوں کا آمیزہ کھانا....آدہ...من وسلویٰ تھا یہ۔

ایک زور کا تھپڑ اس کے ہاتھ پہ آلگا۔"ہزار دفعہ کہا ہے درمیان سے مت اچک لیا کرو۔بے برکتی ہوتی ہے۔"مگر ان کو فرق نہیں پڑتا تھا۔

"ندرت"ابا کو کچھ یاد آیا۔"فارس کہہ رہا تھا وہ لوگ نیا گھر لینا چاہ رہے ہیں۔"

"حالانکہ یہ اتنا بڑا گھر کافی ہے سب پہ۔"ندرت کو بات پسند نہیں آئی تھی۔

"امی آپ کیوں اسٹار پلس والی ساس بننا چاہ رہی ہیں؟ان کو رہنے دیں جہاں وہ چاہتے ہیں۔"حنہ نے ناک سکوڑی تھی۔

"لو..میں تو ایک بات کہہ رہی تھی۔"

"امی آپ نا بھائی کی شادی کر دیں۔یوں رونق آجائے گی گھر میں۔"اس نے چٹکی میں حل بتایا۔ندرت نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کے سعدی کے کمرے کو دیکھا۔(سیم نے آنکھ بچا کر ذرا سا آمیزہ اٹھا کر منہ میں رکھا۔من وسلویٰ۔)"پتہ نہیں کس کی نظر لگ گئی میرے بیٹے کو۔"

"چلو جی۔"حنہ نے منہ بنایا۔"ساری دنیا کے لوگوں کو مسئلے ان کے اعمال کی وجہ سے پیش آتے ہیں'ایک ہم پاکستانیوں کو ہر بات میں یا تو نظر لگتی ہے یا جادو ہوتا ہے۔"

"نظر برحق ہے بیٹا۔"ابا نے تنبیہہ کی۔

"جی ابا'بالکل برحق ہے'یہ اونٹ کو باندھنے اور انسان کو قبر تک پہنچا دیتی ہے'مگر جب قرآن میں اللہ تعالیٰ لوگوں پہ آنے والی مصیبتوں کا ذکر کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ نمبر ایک'وہ ان کو ان کے اعمال کے سبب پہنچیں'نمبر دو'وہ لوح محفوظ میں اللہ نے ایسی ہی لکھ رکھی تھیں۔مجھے لگتا ہے ابا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم پاکستانی نظر اور جادو سے نکل آئیں'اور اپنے مسئلوں اور اعمال کو own کرنا سیکھیں۔نظر لگتی ہے اور جادو بھی ہوتا ہے مگر ذرا ذرا سی باتوں میں نہیں ہوتا۔رہا آپ کا بیٹا تو والدہ ماجدہ'ادب کے ساتھ'مگر آپ کے بیٹے اور بھائیوں کے اعمال ہی ایسے تھے۔انہوں نے برے لوگوں کے ساتھ پنگا لیا'گو کہ انہوں نے اچھا کیا تھا'مگر برا اچھے کام کے نتیجے میں اچھائی تو نہیں ملتی نا۔"

سر پہ ندرت کا تھپڑ لگا تو وہ چپ ہوئی۔"زیادہ بک بک نہ کرتی رہا کرو ہر وقت۔بس ماں کی غلطیاں نکالنے پہ لگتا ہے انعام ملنا ہوتا ہے تم لوگوں کو۔اب جاؤ'بھائی کو بلا کر لاؤ'کھانے کا بتائے'کیا کھائے گا'میں وہی بناؤں۔"

"امی یہ کباب فرائی کر دیں۔"اسامہ چہکا۔

"یہ مہمانوں کے لئے ہیں۔ہنواب۔"اور جب حسین بھائی کے کمرے کی طرف جا رہی تھی تو پیچھے سے سیم کے "مہمانوں" کی شان میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

قصیدے سن سکتی تھی۔ (کسی کے گھر جاؤ تو نہیں کھانے دیتیں.... اور اپنے گھر میں ہر اچھی چیز مہمانوں کے لیے رکھ دیتی ہیں۔)

سعدی اندھیرا کیے صوفے پہ بیٹھا فون دیکھ رہا تھا۔

"بھائی۔" حنہ اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی' پھر جھک کر دیکھا۔ وہ ہاشم کا ٹوئیٹر دیکھ رہا تھا۔ تصویر میں ہاشم تھا' اسٹانلسٹ اس کے کوٹ کا کالر درست کر رہا تھا' اور آگے پیچھے لوگ کام کرتے دکھائی دیتے تھے۔ "وکٹری پارٹی۔ کاردارز کا جج۔ تھینک یو پاکستان۔ سرکار بنام نوشیرواں کاردار۔" یہ تمام الفاظ Hashtag کر کے لکھے گئے تھے۔

"اس کو مت دیکھا کریں بھائی۔ اب بس نکل چکے ہیں یہ لوگ ہماری زندگی سے۔"

"یہ ملیا ہے.... ڈاکٹر ملیا..." وہ تیزی سے بولا تو حنین سناٹے میں رہ گئی۔

"یہ جولڑکی کونے میں نظر آ رہی ہے' سائیڈ پوز!" وہ زوم کر کے دیکھ رہا تھا۔ بے یقینی سے۔ حیرت سے۔ "یہ ملیا ہی ہے۔ یہ ہے وہ گواہ جو ہم ڈھونڈ رہے تھے۔" مگر حنہ نے اسکرین پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"مگر اب کوئی فائدہ نہیں۔ اس کو بند کریں اور باہر آئیں۔ امی بلا رہی ہیں۔"

وہ کہہ کر خود آ گئی' مگر جب کافی دیر گزرنے کے بعد سعدی نہ آیا تو حنہ دوبارہ اس کے کمرے میں گئی۔

کمرہ خالی تھا۔ بیرونی گیلری کو جاتا دروازہ کھلا تھا۔ الماری کے پٹ کھلے تھے' ہینگر بیڈ پہ پڑا تھا۔ گویا اس نے لباس بدلا تھا۔ حنین دم بخود سی کھڑی رہ گئی۔ پھر میز پہ نظر پڑی جہاں سیاہ فون بک کھلی نظر آ رہی تھی۔ یہ زمر کی تھی جس میں وہ عرصے سے وکلاء اور ججز کے گھر کے پتے لکھ کر محفوظ کرتی تھی۔ حنہ نے صفحے پلٹائے۔ ایچ نکلا۔ ہاشم کاردار۔ اس کے دو تین پتے لکھے تھے۔ تیسرا کاردارز کا جج کا تھا.... اس کا فارم ہاؤس جو چک شہزاد کی طرف تھا۔

وہ فوراً باہر بھاگی۔ اس کا دل بری طرح سے کانپ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ مئی کی صبح پھر سے آن پہنچی ہو.... وہ تب بھی تیار ہو کر.... سوٹ پہن کر گھر سے گیا تھا... بغیر بتائے... نہیں.... آج نہیں.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منظر جو آنکھ میں ہے گنوا دیجئے اسے
پتھر جو دل پہ ہے اسے کیسے ہٹائیے

ذرا سی بارش ہوئی تھی مگر درخت اور پودے نہا کر سرسبز نکل آئے تھے۔ مٹی کی سوندھی خوشبو سارے میں رچ بس گئی تھی۔ زمر کار سے نیچے اتری اور گردن اٹھا کر دھلے دھلائے خوبصورت بنگلے کو دیکھا تو ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ سن گلاسز آنکھوں سے اوپر لے جا کر ماتھے پہ ٹکا لیں۔ فارس ڈرائیونگ ڈور بند کر کے باہر نکلا اور مسکراتا اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

"کیسا لگا ممکنہ طور پہ ہمارا نیا گھر؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اچھا ہے۔'' اس نے مسکرا کے سراہا۔ وہ دونوں اب کار کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے بنگلے کو دیکھ رہے تھے۔

''اس چڑیا گھر سے تو بہت ہی اچھا ہے۔'' وہ کہے بغیر نہ رہ سکا۔ زمر نے خفگی سے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا۔

''میرے گھر والوں کے پیچھے کیوں پڑے رہتے ہو؟''

''کیونکہ بی بی آپ سے زیادہ وہ میرے گھر والے ہیں۔''

''مس کرو گے تم ان کو۔'' زمر نے واپس گھر کی طرف چہرہ موڑ لیا۔

''میں انشاءاللہ تعالیٰ کسی کو بھی مس نہیں کروں گا۔'' وہ جھرجھری لے کر بولا تھا۔

''مگر میں ان کے بغیر رہوں گی کیسے؟'' وہ مصنوعی اداسی سے بولی۔ فارس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

''جی جی۔ آپ تو جیسے بڑی خدمت گزار ہو ہیں۔ دن میں چھ قسم کے کھانے بناتی ہیں' اور بڑا لگاؤ ہے آپ کو جوائنٹ فیملی سے۔''

''یہ تم ہمیشہ سے اتنے ہی طنز کرتے تھے کیا؟'' وہ اب سچ مچ برا مان گئی تھی۔

''آپ کی صحبت کا اثر ہے۔''

''ہم گھر دیکھنے آئے ہیں یا لڑنے؟''

''جو آپ کا موڈ ہو' آپ بتا دیں۔''

''ہونہہ۔'' ناک سکوڑ کر اس نے سر جھٹکا اور اندر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ وہ آگے گئی تو فارس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر آئی' مگر جلدی سے سنجیدہ چہرہ بنا تا اس کے پیچھے لپکا۔

''تم خوش ہو؟'' اس کے ساتھ اندر جاتے اس نے پھر سے اسے چھیڑا۔

''ہم کیس ہار گئے۔ مجھے کیسا ہونا چاہیے۔'' وہ واقعی اداس ہوئی۔

''جیت کر کیا ہوتا۔ وہ اپیل کرتے اور شیرو بری ہو جاتا۔ یا ہاشم اسے جیل سے غائب کروا دیتا اور ملک سے باہر بھجوا دیتا۔ سب کا وقت بچ گیا۔ اب نئی زندگی کا سوچو۔'' وہ اس نئے تعمیر شدہ مکان کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ وہ آگے تھی اور وہ پیچھے چل رہا تھا۔

''نئی زندگی میں تم اچھے اور شریف ہو جاؤ گے کیا؟'' وہ مڑ کر سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

''استغفراللہ۔'' وہ بڑبڑایا۔ دو چار نشتر زبان تک آئے تھے مگر فون کی گھنٹی... اس نے برے موڈ سے موبائل نکال کر دیکھا۔ حنین کالنگ۔ اس کا دماغ گویا بھنا اٹھا۔

''حنین تم آخر پیدا کیوں ہوئی تھیں ہمارے گھر؟ کیا تم پہ لازم ہے کہ جب آدمی مصروف ہو' تم کوئی نہ کوئی کال کر کے ضرور دماغ خراب کرو گی۔'' وہ واقعی غصے سے بول رہا تھا مگر دوسری طرف کے الفاظ سن کر اس کے ماتھے کے بل ڈھیلے پڑے۔ چہرہ پھیکا پڑا۔

''کب گیا ہے وہ؟ ہم آ رہے ہیں۔'' ساتھ ہی فون بند کرتے زمر کو دیکھا جو چونک کر اسے دیکھ رہی تھی۔ ''کیا ہوا؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"سعدی....." اور وہ نیچے دوڑا۔ وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔ ایک دم سے سب کچھ بدل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اہلِ ہجر کی بستی ہے احتیاط سے چل!
مصیبتوں کی یہاں انتہا گزرتی ہے

کاردارز کا بیچ چھوٹا سا تھا مگر اس کے چاروں اطراف کھلے سبزہ زار بکھرے تھے۔ کاٹیج کی چار دیواری لکڑی اور شیشوں کی بنی تھی۔ دروازے کھڑکیاں.... سب اونچے شیشوں سے مرصع تھے۔ دعوت شروع ہو چکی تھی اور ایئر کنڈیشنڈ لاؤنج میں کھڑے مہمانوں کو شیشے کی کھڑکیوں سے اطراف میں پھیلا سبزہ زار صاف دکھائی دیتا تھا۔ اندر میوزک کا شور کافی تھا' لوگ ہاتھوں میں گلاس لئے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔ کاٹیج کے کچن میں آؤٹو اس کے ساتھ ایک اور کمرہ بنا تھا۔ اس میں دیوار گیر آئینہ لگا تھا اور سامنے کھڑا ہاشم نائی کی ناٹ باندھ رہا تھا۔

"سب ٹھیک جا رہا ہے؟" اس نے اپنے عکس کے پیچھے نظر آتے رئیس کو دیکھ کر پوچھا۔

"یس سر! آپ کے ٹوئیٹر پہ وہ فوٹو شاپڈ پکچر لگا دی ہے۔ سعدی دیکھے گا تو سمجھے گا کہ یہ ڈاکٹر مایا ہے اور وہ دیکھنے ضرور آئے گا...."

پن اسٹرائپ کوٹ پہنتے ہوئے وہ آئینے میں خود کو دیکھ کر مسکرایا۔ "میک شیور کہ اسے آرام سے اندر داخل ہونے دیا جائے۔ وہ مایا کو ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا' جو یہاں ہے ہی نہیں۔" وہ اب دھیمی آواز میں مزید ہدایات دے رہا تھا.....

فارس جس وقت دھاڑ سے دروازہ کھول کر مور چال کے لاؤنج میں داخل ہوا' حنین بے چینی سے دائیں بائیں ٹہل رہی تھی اور پیچھے ابا' مدرت اور سیم پریشان سے بیٹھے تھے۔

"کون سی ڈائری ہے' دکھاؤ۔" وہ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ راستے میں جتنا سن چکا تھا' وہ بہت تھا۔ آگے بڑھا' حنہ سے ڈائری خود ہی جھپٹ لی اور صفحے پلٹائے۔ بار بار بالوں میں انگلیاں چلاتا' آستین سے پیشانی پونچھتا۔

"اس کا فون کیوں آف ہے؟" پیچھے پریشان سی زمر فون کان سے لگائے اندر آ رہی تھی' وہ سارا راستہ اسے کال کرتی رہی تھی۔

"مجھے نہیں پتہ۔" حنہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "میرے بھائی کو واپس لائیں۔"

"فارس.... وہ کیا کرنے گیا ہے ادھر...." مدرت نے کچھ کہنا چاہا مگر گلا رندھ گیا۔ انہوں نے سر پکڑ لیا۔ مگر وہ کسی کو نہیں سن رہا تھا۔ اس نے بس ڈائری سے ایک صفحہ پھاڑا اور باہر کو بھاگا۔ "میرے آنے تک کوئی گھر سے نہیں نکلے گا۔ میں اس کو لے کر آتا ہوں۔" جاتے جاتے ایک نظر زمر پہ ڈالی۔ "میں آ رہا ہوں۔ بس اس کو لے کر!" کوئی وعدہ تھا جو اس نے کیا۔ ایسا ہی ایک وعدہ مدرت کے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر بائیس مئی کی صبح بھی کیا تھا۔ وہ سب پرامید آنکھوں سے اسے دیکھے گئے اور وہ کسی الوداع' کسی سلام کے بغیر باہر نکل گیا۔

"اوہ سعدی.... تم ایسا کیوں کرتے ہو؟" زمر سر ہاتھوں میں لیے صوفے پہ بیٹھتی چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

22

پتھر ہوتو کیوں خوفِ شبِ غم سے ہو لرزاں؟
انساں ہو تو جینے کی ادا کیوں نہیں آتی

وہ خوبصورت سا بنگلہ شام کے اس پہر تاریکی میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ سعدی ملازم کی معیت میں اندر داخل ہو رہا تھا۔ کوٹ کے نیچے سفید شرٹ پہنے' بال بنائے' وہ کافی سنجیدہ اور سوبر دکھائی دے رہا تھا۔ ملازم اسے اسٹڈی روم کے دروازے تک لے آیا اور پھر رخصت ہو گیا۔ اس نے گہری سانس لے کر دروازہ دھکیلا۔

اندر میز کے پیچھے جج صاحب عابد آغا بیٹھے تھے۔ دونوں ہاتھ باہم ملائے' وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا تمہارا یہاں آنا' کیونکہ میں عدالت میں فیصلہ دے چکا ہوں۔ تمہارا مجھ سے ملنا ہر طرح سے غلط ہے۔ لیکن تم نے درخواست کی تھی' اس لئے میں نرمی برت رہا ہوں۔ بیٹھو۔" وہ سنجیدگی سے بولے تھے۔

سعدی دروازہ بند کر کے ان کے سامنے آ کر بیٹھا۔ کمرے میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔ شیلف میں رکھی موٹی موٹی قانون کی کتابیں بوریت سے اس خاموشی کو سننے لگیں۔

"آج ہاشم کاردار وکٹری پارٹی دے رہا ہے یور آنر۔ اور اس میں وہ گواہ بھی شامل ہے جس کو میں ڈھونڈ رہا تھا۔" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "پہلے میں نے سوچا کہ وہیں جاؤں۔ زمر کی ڈائری کھولی تا کہ اس کے کالج کا ایڈریس دیکھوں مگر وہاں آپ کا نام دیکھا تو یہیں چلا آیا۔" وہ غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"میں یہاں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں یور آنر۔ کیا میں واقعی ساری دنیا کو چھوٹا لگتا ہوں؟"

"سعدی!" ہاتھ باہم پھنسائے جج صاحب نے گہری سانس لی۔ اسٹڈی میں پھیلی مدھم روشنی نے ماحول کے تناؤ کو بڑھا دیا تھا۔ "جس وقت تم لوگ.... پہلے دن.... میرے کورٹ روم میں داخل ہوئے تھے.... میں کیا' کچہری کا ہر ریڈر' رپورٹر' ہر وکیل' جج' حتیٰ کہ جھاڑو لگانے والا خاکروب اور جو باہر فوٹو کاپی کرنے والے بیٹھے ہوتے ہیں' وہ بھی یہ جانتے تھے کہ تمہیں کس بھائی نے گولیاں ماریں' اور کس بھائی نے اغوا کر کے سری لنکا بھیجا۔ سب کو پہلے دن سے معلوم تھا کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔"

سعدی دم سادھے بیٹھا رہا۔ "آپ سب جانتے تھے؟"

"آج تمہیں ایک بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا ہوگا۔" وہ قدرے آگے کو جھکے۔ "عدالت میں دو طرح کے مقدمے ہوتے ہیں۔ یعنی جرائم دو طرح کے ہوتے ہیں۔ کرمنل کیسز۔ اور کرپشنز کیسز۔ کرمنل کیسز جیسے قتل' چوری' اغوا وغیرہ کے مقدمے۔ اور کرپشن کیسز جیسے کسی سیاستدان یا سرکاری افسر نے اپنے عہدے کا فائدہ اٹھا کر ملک کی ترقی کے لئے جو فنڈز ہوتے ہیں ان میں سے رقم ہیر پھیر کر کے اپنے اکاؤنٹس میں بھری ہو۔ جب کسی پہ کرپشن کا الزام لگتا ہے تو ساری دنیا میں قانون یہی ہے کہ بارِ ثبوت ملزم پہ ہوتا ہے' یعنی جس سیاست دان پہ الزام لگا ہے' اس کو خود ثبوت دے کر اپنے پیسے کو حلال کا پیسہ ثابت کرنا ہے۔ کرپشن کیسز میں الزام لگانے والا ثبوت نہیں دیتا۔ سمجھ آ گیا؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سعدی کا سر اثبات میں ہلا۔

"اسی طرح پوری دنیا میں.... جب کرمنل کیس چلتا ہے.... قتل' چوری' اغوا وغیرہ کے مقدمے.... تو ثبوت الزام لگانے والے کو دینا ہوتا ہے۔ کرپشن کیس کے برعکس۔ ٹھیک؟"

"ٹھیک!" وہ جانتا تھا' مگر سر کو خم دیے سنے گیا۔

"تمہارے کیس میں سب کو معلوم تھا کہ تم سچے ہو' وہ جھوٹے ہیں' مگر سعدی یوسف خان' تمہارے پاس ثبوت نہیں تھے۔ میں نے سنا ہے تمہارے پاس کوئی ویڈیو بھی تھی ہاشم کے دفتر کی مگر تم نے اور ہاشم نے ڈیلنگ کر کے اس کو دبا دیا کیونکہ اس میں تمہاری بہن پہ انگلی اٹھنے کا خطرہ تھا۔ یہ باتیں کچہری میں کبھی نہیں چھپتیں۔ سب کو سب پتہ ہوتا ہے۔ پاکستان میں ہر سو میں سے ننانوے قتل جب ہوتے ہیں تو چوبیس گھنٹوں میں سب کو قاتل کا پتہ چل جاتا ہے۔ مگر سزا اس لئے نہیں ملتی کیونکہ قانون کمزور ہے۔ یہ قانون ججز نے نہیں بنائے' ہم نے صرف اس قانون کو مدِ نظر رکھ کر فیصلے کرنے ہیں۔ یہ جن کو تم ووٹ دے کر اسمبلیوں میں بھیجتے ہو انہوں نے بنانے ہیں قانون۔ قانون کہتا ہے کیس میں reasonabla doubt تک نہ آئے مگر تمہارے کیس میں شک تھا۔ جج انتظار کرتا ہے کہ ثبوت لاؤ' ثبوت لاؤ' گواہ لاؤ' گواہ لاؤ۔ تم لوگ گواہ اور ثبوت نہیں لاتے تو جج کا کیا قصور؟ ڈاکٹر سارہ اسٹینڈ پہ کھڑے ہو کر ہاشم سے کہتی ہیں کہ تم میرے شوہر کے قاتل ہو۔ مگر تم لوگ ہاشم کے خلاف کوئی کیس پر سو ہی نہیں کر رہے تھے۔ تمہارا سارا زور نوشیرواں پہ تھا' اور میں جانتا ہوں کہ وہ مجرم تھا' accompila تھا لیکن اگر تم اسی کیس کو ہاشم کے خلاف لڑتے تو شاید ثبوت مل جاتے۔ میرا کام اپنی معلومات' اپنے دل کی گواہی اور سنی سنائی باتوں پہ فیصلے کرنا نہیں ہے۔ مجھے ان چیزوں کو دیکھنا ہے جو تم لائے ہو وہ کمزور تھیں اور پھر مجھے مجبوراً ملزم کو فائدہ دینا پڑا۔"

"بھلے آپ کو اندر سے معلوم ہو کہ وہ مجرم ہے؟"

"بھلے مجھے معلوم ہو کہ وہ مجرم ہے' مجھے فیصلہ اپنے اندر کی گواہیوں پہ نہیں کرنا۔ تم نے دو قتل کیے' تمہارے خلاف کارروائی کیوں نہیں ہوئی؟ کیونکہ قانون شہادت تمہیں پروٹیکٹ کرتا ہے۔ اگر ملزم قانون کی محبوب اولاد نہ ہو تو فارس غازی جیسے بے گناہ بھی کبھی جیلوں سے نہ نکل سکیں۔ یہ "شک کے فائدے" کا قانون جہاں نوشیرواں جیسے لوگوں کو بچا لیتا ہے' وہاں فارس غازی جیسوں کو بھی بچاتا ہے۔ اب پوچھو اور کیا پوچھنا ہے۔"

"یور آنر۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ اور آگے کو ہوا۔ آنکھیں ان کی آنکھوں میں ڈالے' اس نے بات کا آغاز کیا۔ "آپ نے واللہ بہت اچھی تقریر کی' چند لمحوں کے لئے تو میں بھی کنوینس ہو گیا' لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں ہوں اکیسویں صدی کا پاکستانی نوجوان۔ آپ میں اور مجھ میں فرق ہے۔ آپ کے زمانے کی یوتھ نے اس ملک کو لوٹ کھایا تھا' ہماری یوتھ ویسی نہیں ہے۔ اس لئے اب میری بات تحمل سے سنیں' اور سمجھیں' اور میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ آگے جا کر اپنے تمام ججز کو بھی بتا دیں۔ اور جو میں کہنے جا رہا ہوں اس کے کسی لفظ پہ توہینِ عدالت لاگو نہیں ہوتی۔ اب وہ وقت آ گیا ہے جب ججز کو توہینِ عدالت کے پیچھے چھپنے کی بجائے اپنے اوپر ہونے والی تنقید برداشت کرنی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

چاہیے۔آپ کہتے ہیں' بارِ ثبوت میرے اوپر تھا۔ٹھیک۔مگر میں ثبوت لایا تھا۔میں گواہ لایا تھا۔جانتے ہیں سب سے بڑا گواہ کون تھا؟ میں تھا۔میں سعدی یوسف سب سے بڑا گواہ تھا۔ڈاکٹر سارہ اگر نفسیاتی مریض تھیں تو اتنے بڑے عہدے پہ کیسے کام کر رہی تھیں۔پھر بھی' اگر وہ کریڈیبل نہیں تھیں تو میں تو تھا نا۔میری گواہی کا کیا ہوا سر؟ مجھ پہ تو دو قتل ثابت بھی نہیں ہوئے تھے۔مجھ پہ دہشت گردی ثابت بھی نہیں ہوئی تھی۔ہاشم نے تو صرف الزام لگائے' اس نے کوئی ثبوت تو نہیں دیا میرے خلاف۔اس کے گواہ بھی کریڈیبل نہیں تھے' پھر میں کیسے ڈس کریڈٹ ہو گیا سر؟ آپ کی جگہ اگر یہ کیس کسی امریکی یا مغربی عدالت میں لڑا جاتا تو میری گواہی پہ فیصلہ ہو جانا تھا۔لیکن میرے ملک کے ججز جو "ثبوت" سے کہتے ہیں کہ خود کو ثابت کرو' کیا یہ ججز بچے ہیں؟ کیا اس ملک میں اندھے قانون' بہرے جج اور گونگے ملزموں کا ہی راج رہے گا؟ اندھا قانون جو دیکھ نہیں سکتا کہ کون کریڈیبل ہے اور کون نہیں۔بہرہ جج جو مدعی کی بات نہیں سنتا...اور ملزم جو اپنا خاموشی کا حق انجوائے کرتے ہوئے گونگا بنا رہتا ہے۔یور آنر آپ بے شک ایک ایماندار جج ہیں لیکن سارا مسئلہ یہی ہے کہ میرے ملک کو ایماندار ججز کی نہیں' بہادر ججز کی ضرورت ہے۔ججز قانون نہیں بناتے' ٹھیک...قانون سیاست دان بناتے ہیں' ٹھیک۔مگر ججز Precedents تو سیٹ کر سکتے ہیں نا۔ججز کے فیصلے قانون بن جاتے ہیں' اگر اس ملک کو بہادر جج مل جائیں اور وہ فیصلے کرنے پہ آ جائیں تو انہی فیصلوں کی بنیاد پہ کمزور ثبوت کے باوجود آئندہ فیصلے درست دیے جائیں گے۔ہمارے ملک میں ایماندار ججز بہت زیادہ' مگر بہادر ججز بہت کم ہیں سر۔مجھے آج یہ کہہ لینے دیجئے یور آنر' بہت ادب سے' کہ ججز کا کام بنچ پہ بیٹھ کر گھمنڈ ظاہر کرنا یا مزاحیہ ریمارکس دے کر کے ہیڈ لائن بنانا نہیں ہوتا۔یہ اینکرز اور سیاست دانوں کا کام ہوتا ہے۔آپ کا کام ہے آخر میں درست فیصلہ کرنا۔انصاف نہیں کرنا' بلکہ عدل کرنا۔عدل اور انصاف میں فرق ہوتا ہے یور آنر۔انصاف کہتا ہے کہ دو لوگ ہوں اور روٹیاں تین تو دونوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی دو' مگر عدل کہتا ہے کہ دونوں آدمیوں پہ غور کرو۔جو کئی دن سے بھوکا ہے' اس کو دو روٹیاں دو' اور جو پہلے ہی سیر ہے اس کو ایک دو۔انصاف کہتا ہے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹو مگر عدل کہتا ہے' جو قانون روٹی نہیں دے سکتا وہ ہاتھ نہیں کاٹ سکتا۔انصاف کہتا ہے سعدی یوسف قاتل ہے' عدل کہتا ہے' سعدی یوسف کو اس راستے پہ نہ چلنا پڑتا اگر قانون فارس غازی کو چار سال تک لٹکا کر نہ رکھتا۔ہمیں منصف جج نہیں چاہئیں۔ہمیں عادل ججز چاہئیں۔اگر ہارون عبید جیسے سیاستدان' ہاشم جیسے وکیل اور جواہرات کاروار جیسے کاروباری لوگ کرپٹ ہیں تو آپ ججز ان سے زیادہ کرپٹ ہیں کیونکہ آپ کی ذمہ داری دہری تھی۔آپ کہتے ہیں سر' ملزم کو شک کا فائدہ دیا جاتا ہے' درست' مگر یہی فائدہ غریب ملزم کو کیوں نہیں دیا جاتا؟ امیر ملزم کی ضمانت کیوں منظور ہو جاتی ہے؟ فارس غازی کی چار سال تک کیوں نہیں منظور ہوئی تھی؟ آپ نے جو فیصلہ دیا' بالکل قانون کے مطابق دیا' میں مانتا ہوں' مگر یہ انصاف کیا آپ ججز قانون کے لئے کرتے ہیں یا اسلئے کہ ٹی وی پہ اینکرز تنکتے نہ اٹھائیں؟ سر میں تب اٹھارہ سال کا تھا جب ججز کی بحالی کی تحریک چلی تھی۔میں تب انگلینڈ نہیں گیا تھا۔اور جتنا ہو سکا' میں اس تحریک میں شامل رہا تھا۔مجھے آج بھی اپنے کردار پہ فخر ہے' کیونکہ ہم نے عدلیہ کے لئے تحریک چلائی تھی۔یہ الگ بات ہے کہ سابق چیف جسٹس اپنے الگ ایجنڈے پہ چل پڑے' لیکن آج مجھے یہ کہہ لینے دیجئے' کہ عدلیہ تو آزاد نہیں ہوئی' مگر دو چیزیں دیں ہمیں اس تحریک نے۔دو باقیات۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اس نے انگلیوں کی وی بنا کر دکھائی۔ ”متکبر جج اور متشدد وکلاء!“

اسٹڈی میں ایسا گہرا سناٹا چھا گیا کہ سوئی گرنے سے بھی آواز پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ جج صاحب سنجیدہ چہرے سے اسے دیکھے گئے۔ وہ وکٹری کی وی دکھا کر کہہ رہا تھا۔ ”متکبر اور متشدد۔ یہ بنا دیا ہے اس تحریک نے آپ ججوں اور وکیلوں کو۔ آپ لوگ تو جانتے ہیں کہ اس ملک میں ثبوت اور گواہ کیسے غائب کرا دیے جاتے ہیں' پھر کیوں آپ کی ناک پہ ممکنہ ثبوت نہیں ٹکتے؟ کیوں ناممکن ثبوت مانگتے ہیں آپ ملزموں کو سزا دینے کے لیے؟“ جج صاحب نے گہری سانس لی اور ٹھنڈے انداز میں کہا۔

”تم اگر جج ہوتے تو قانونی پیچیدگیاں اور باریکیاں زیادہ بہتر سمجھ سکتے۔ میں مجبور تھا۔“

”اگر میری جگہ آپ کا بیٹا ہوتا' اور وہ اپنے ظلم کی داستان سناتا' اور اپنے زخم دکھاتا' کیا تب بھی آپ اس کو کریڈیبل گواہ تصور نہ کرتے؟“

اور وہ کتنی ہی دیر کچھ بول نہ سکے۔ لب کھولے' پھر بند کیے۔ سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔ سعدی نے ایک آخری ملامتی نظر ان پہ ڈالی' وہ الفاظ بولے۔ ”متکبر جج اور متشدد وکلاء! یہ الفاظ آپ سب ججز اور وکلاء کو یاد رکھنے چاہئیں۔“

جب وہ کار میں آ کر بیٹھا تو چند لمحے گہرے سانس لے کر خود کو ٹھنڈا کیا۔ جج صاحب کو اتنا سب سنا کر بھی ایک سوال کا جواب نہیں ڈھونڈ پایا تھا وہ۔ آخر فائدہ کیا ہوا اس سب کا؟ اتنی جہد' اتنی خواری' عدالتوں کے دھکوں کے بعد ہار جانے کا؟ شاید یہ سب واقعی بے کار تھا' جیسے فارس کہتا تھا۔ اس نے فون اٹھایا اور ائیر پلین موڈ آف کیا۔ جو اس نے عادتاً لگا دیا تھا کہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔ فون کی جان واپس آئی تو فوراً چیخنے لگا۔

”جی زمر۔“ اس نے آواز کو ہموار کر کے فون کان سے لگایا۔

”او شکر سعدی..... تم.....“ وہ پہلے خوشی اور نڈھال انداز میں بولی پھر آواز میں غصہ در آیا۔ ”تم کیوں جا رہے ہو ادھر؟ فوراً واپس آؤ۔“

”کدھر گیا تھا میں؟“ وہ حیرت سے بولا۔

”تم ہاشم کی پارٹی میں جا رہے ہو نا؟ جھوٹ مت بولنا مجھ سے۔ فوراً واپس آؤ۔“

”میں ادھر نہیں گیا۔“ آواز دھیمی ہوئی۔ ”میں جج صاحب سے ملنے گیا تھا۔ مگر واپس آ رہا ہوں۔ ہاشم کی طرف جا کر کیا کرنا ہے میں نے؟“

ادھر زمر نے فون بند کیا تو سب خوشی اور فکرمندی کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھ رہے تھے۔

”وہ ٹھیک ہے۔ واپس آ رہا ہے۔“ وہ تھک کر صوفے پہ بیٹھ گئی۔ ”شکر“ لاؤنج میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور ابھی وہ ٹھیک سے پرسکون بھی نہ ہو پائی تھی جب.....

”فارس کو کال کرو' اسے کہو کہ وہ واپس آئے۔“ بڑے ابا کی آواز نے اس کے کانوں میں صور پھونکا۔ وہ کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی اور جلدی جلدی نمبر ملایا۔

”کچھ پتہ چلا؟“ وہ ڈرائیو کر رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"وہ آرہا ہے۔میری ڈائری سے جج صاحب کا پتہ لے کر گیا تھا۔تم واپس آجاؤ۔"

"اچھا۔" وہ اب کار روک چکا تھا اور باہر دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔کار دارز کا کیج سامنے تھا۔

"فارس تم فوراً واپس آؤ۔ہاشم سے کچھ بعید نہیں ہے۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"میں ....آرہا ہوں۔" اس نے فون بند کیا' اور اسے سائیلنٹ کر کے جیب میں ڈال دیا۔چند لمحے اسٹیئرنگ کو دیکھتا رہا۔واپس جائے یا....نگاہیں دور نظر آتے گیٹ اور مہمانوں کی گاڑیوں کی طرف اٹھائیں....آخر وہ کرنا کیا چاہتا ہے؟ ڈاکٹر مایا کی تصویر پوسٹ کرنے کا مقصد سعدی کو مدعو کرنا تھا۔وہ عموماً ہاشم کے پلان دیر سے سمجھا کرتا تھا۔آج جلدی سمجھ گیا تھا۔تو کیا وہ واپس مڑ جائے؟

ایک فیصلہ کر کے وہ باہر نکل آیا۔

بالائی منزل پہ کھڑے رئیس نے کوٹ کی آستین چہرے کے قریب لے جا کر کہا۔"سر فارس آیا ہے۔"

اندر مہمانوں کے درمیان کھڑے ہاشم نے کان میں لگا آلہ دبایا۔"خیر....ایک ہی بات ہے۔سعدی نہیں' تو فارس سہی۔اسے اندر آنے دو۔"

"راجر باس!" وہ مسکرایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میں نہ کہتا تھا کہ سانپوں سے اُٹے ہیں رستے
گھر سے نکلے تھے تو ہاتھوں میں عصا رکھنا تھا

گیٹ پہ مستعد کھڑے گارڈز غیر معمولی طور پہ کسی کا دعوت نامہ چیک نہیں کر رہے تھے۔جو آرہا تھا اس کو اندر جانے دے رہے تھے۔اسے بھی کسی نے نہیں روکا۔ایک تلخ مسکراہٹ اس کے لبوں پہ بکھر آئی۔(سو ہاشم چاہتا ہے کہ میں اندر آؤں؟ انٹرسٹنگ۔اتنے لوگوں کے سامنے گولی تو مار نہیں سکتے یہ مجھے۔کیا کر لیں گے زیادہ سے زیادہ۔) کچھ دلچسپی تھی' کچھ تجسس تھا' وہ اسی طرح چلتا پتھریلی روش پہ آگے بڑھتا گیا۔آنکھیں سکوڑ کر ساری اطراف کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔سبزہ زار خالی تھا۔اندر شیشے اور لکڑی کے کاٹیج میں مہمان ہی مہمان بھرے تھے۔آخر کیا ہونے جا رہا ہے پارٹی میں؟ اچنبھا سا اچنبھا تھا۔

وہ کاٹیج کے شیشے کے دروازے کے باہر آ کھڑا ہوا۔اندر نہیں گیا۔اندھیرا پھیل رہا تھا' جس کے باعث چمکتا ہوا ڈنج صاف نظر آرہا تھا۔جا بجا لوگ ٹولیوں کی صورت کھڑے تھے۔ویٹرز ٹرے اٹھائے سرو کر رہے تھے۔تبھی ہاشم برآمدے کی سیڑھیاں اتر کے باہر آتا دکھائی دیا۔اسے دیکھ کر بھی مسکراہٹ چہرے سے جدا نہیں ہوئی۔

"تم کیسے آئے؟" ہلکے سے طنز سے فارس کے قریب آ کر بولا۔

"میں ڈاکٹر مایا کو ڈھونڈنے آیا ہوں۔تم نے ہی کھلم کھلا دعوت نامہ دیا تھا نا' کزن!" وہ بھی ہلکا سا مسکرایا۔ہاشم آگے بڑھا' اسکا کندھا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھپتھپایا' کان کے قریب جا کر Happy Searching بولا' اور واپس مڑ گیا۔ فارس نے نگاہ اٹھا کر اوپر فضا میں اڑتے ڈرون کیمرے کو دیکھا جو کسی بڑی مکڑی کی طرح اس کے آس پاس چکر کاٹ رہا تھا۔ دور ایک سیکیورٹی کا نوجوان ڈرون کا ریموٹ اٹھائے ہوئے تھا۔ وہ بھی فارس کو دیکھ رہا تھا۔ نگاہیں ملنے پہ دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

(یہ میری فلم بنا کر مجھے پھر سے فریم کرنے جا رہا ہے۔ ہوں۔ گڈ۔) وہ ہلکا سا محظوظ ہوا اور اندر داخل ہو گیا۔ آنکھیں متلاشی انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں۔ خوش باش مہمان۔ مصنوعی قہقہے۔ خوبصورت سجاوٹ' باربی کیو کی خوشبو۔ سب نارمل تھا۔

"واٹ اے سرپرائز!" شناسا سی آواز پہ وہ پلٹا' پھر منجمد ہو گیا۔ ڈاکٹر ایمن مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ انگلی کا ہیرا ہمیشہ کی طرح دمک رہا تھا۔

"آپ؟ ادھر؟" وہ حیرت چھپا نہ سکا۔

"بالآخر ہاشم کاردار نے وفاداری کا صلہ دینے کے لئے ہمیں بلا ہی لیا۔ تم بھی یہاں ہو گے' امید نہیں تھی۔ انجوائے دی پارٹی!" جتا کر کہتے ہوئے اس نے جاتے جاتے اس کی کہنی کو ہلکا سا چھوا۔ نوکیلی انگوٹھی اسے چبھی تھی اور اس کی چبھن نے اس کے دماغ کی ساری گرہیں کھول دی تھیں۔ سحر زدہ سی کیفیت میں اس نے چہرہ مشرق مغرب شمال غروب۔

سب نارمل تھا۔ سوائے مہمانوں کے۔ ان میں شناسا چہرے بھی تھے۔ بہت ہی شناسا۔ وہ الیاس فاطمی تھا جو کونے میں کھڑا' کافی کمزور سا لگ رہا تھا اور سر ہلاتے ہوئے کسی مہمان سے بات کر رہا تھا۔ وہ نیاز بیگ تھا جو ایک طرف کھڑا مشروب پی رہا تھا۔ (وہ ضمانت پہ رہا ہو چکا تھا۔) ڈاکٹر ایمن اور اس کا شوہر... سیکرٹری حلیمہ.... پراسیکیوٹر بصیرت.... جس کی وکالت نے چار سال فارس کو جیل سے نہیں نکلنے دیا تھا۔ وہ مزید گھوما... جسٹس سکندر.... چند پولیس افسران جن کا سعدی کی گمشدگی سے تعلق رہا تھا... ڈاکٹر آفتاب.... پوسٹ مارٹم کا ماہر... کرنل خاور اور اس کا بیٹا جو بجھا بجھا سا باپ کی وہیل چیئر کے ساتھ کھڑا تھا۔ زندگی اور فارس کی دی گئی سزاؤں کے بعد بھی وہ زندہ سلامت کھڑے تھے۔ اجڑے اجڑے مگر زندہ تھے۔ ان کے علاوہ چند مہمان اور بھی تھے' مگر یہ شناسا چہرے... وہ سناٹے میں رہ گیا۔

وہ واقعی وکٹری پارٹی تھی۔ وہ ان کو... اپنے مددگاروں کو اکٹھا کر کے انعام سے نوانا چاہتا تھا۔ مگر وہ فارس کو ان کے درمیان گھومنے سے روک بھی نہیں پا رہا تھا۔ اس کی چھٹی اور ساتویں آٹھویں حس' سب نے سرخ بتی دکھانا شروع کی۔ یہاں مایا نہیں تھی' اگر ہو بھی تو اس کو ڈھونڈنا بے سود تھا۔ اسے یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیے۔

وہ آگے بڑھا۔ داخلی دروازہ لاؤنج کے وہ دور آخری کنارے پہ تھا۔ وہ دروازے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا' راستے میں بہت لوگ تھے۔ گھٹن' پھنس جانے کا احساس.... تنکھیوں سے نظر آیا' ایک ویٹر باری باری مخصوص لوگوں کے پاس جا رہا تھا۔ ان کے کان میں کچھ کہتا اور وہ سر ہلا کر ایک طرف چلے جاتے۔ یہ مخصوص لوگ وہی شناسا مجرم تھے۔ فارس آگے بڑھتا گیا۔ ڈاکٹر ایمن اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ تبھی ویٹر ادھر آ پہنچا اور سرگوشی کی۔ "کاردار صاحب.... بلا رہے ہیں...." ایمن نے زخمی سا مسکرا کر سر ہلایا اور ویٹر کی معیت میں ایک طرف بڑھ گئی۔ وہ نظر انداز کر کے آگے بڑھتا گیا۔ بڑھتا گیا' دروازہ قریب تھا۔ اس نے جھپٹ کر کھولا اور باہر نکلا۔ گویا سانس میں سانس آئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

باہر تاریکی تھی۔ وہ کاریج کی کھڑکیوں کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔ لاؤنج گزر گیا تو وہ کچن کی کھڑکی پہ رکا۔ کچن روشن تھا۔ فارس نے چہرہ جھکا کر جھانکا۔

وہاں بڑے بڑے کریٹ پڑے تھے اور ان میں غیر ملکی الکحل کی بوتلیں رکھی تھیں ان کے منہ کھلے تھے' اور سر پہ کھڑا ایک گارڈ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا' اور دوسرا بوتلوں کے گرد ڈوری سی لپیٹ رہا تھا۔ ایک گارڈ کی نظریں فارس پہ پڑی مگر اس نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ سر جھکا کر کام کرتا رہا۔ فارس کی نگاہیں کچن کی دیوار تک گئیں۔ وہاں ایک دروازہ تھا جو آگے ایک اور کمرے میں کھلتا تھا۔

وہ کاریج کی دیوار کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔ اب اگلا کمرہ نظر آیا۔ اونچی شیشے کی کھڑکیوں سے سارا کمرہ روشن نظر آتا تھا۔ وہاں ہاشم ان تمام شناسا چہروں کو اکٹھا کیے کھڑا تھا۔ اور مسکرا کر ان سے کچھ کہہ رہا تھا۔ شیشے ساؤنڈ پروف تھے۔ وہ آوازیں نہیں سن سکتا تھا۔ مگر جس طرح وہ فائلز ان میں تقسیم کر رہا تھا' جس طرح ان کے چہرے دمکنے لگے تھے' وہ سمجھ سکتا تھا کہ یہ اس کی ہاؤسنگ اسکیم کی فائلز تھیں۔ پلاٹس۔ گھر۔ وہ تحفے بانٹ رہا تھا۔ اس کمرے کا ایک دروازہ لاؤنج کو جاتی گیلری میں کھلتا تھا اور دوسرا کچن میں۔

ہاشم کا فون بجا تو وہ اسے نکال کر دیکھنے لگا۔ پھر مسکرا کر مہمانوں سے معذرت کی اور کچن کے دروازے کی طرف بڑھا۔ پھر اسے عبور کر کے کچن میں چلا گیا۔ فارس اچنبھے سے واپس آیا اور کچن کی کھڑکی کے سامنے ٹھہرا۔

ہاشم اب وہاں اپنے دونوں گارڈز سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ سر ہلا کر کچن سے لاؤنج کی طرف باہر چلے گئے۔ اب وہ کچن میں تنہا کھڑا تھا۔ اس نے لائیٹر اٹھایا اور انگوٹھے سے دبا کر شعلہ جلایا۔ پھر وہ کھڑکی کی طرف گھوما۔ باہر کھڑے فارس کو دیکھا اور مسکرایا۔ پھر اسی طرح مسکراتے ہوئے لائیٹر ڈوری کے قریب لے کر گیا۔ فارس کا سانس تھم گیا۔ دل رک گیا۔ ہاشم نے ڈوری کو آنچ دکھائی تو اس نے شعلہ پکڑ لیا اور وہ شعلہ ڈوری کو کھاتے بوتلوں کی طرف دوڑنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہاشم نے ایک انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ ''You did this!'' آواز نہ سنائی دیتی تھی مگر ہلتے لب بتا رہے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ پھر اس نے لائیٹر جیب میں ڈالا اور لاؤنج میں کھلتے دروازے سے باہر نکل گیا۔

بس لمحے بھر کا عمل تھا اور سارا کھیل اس کی سمجھ میں آ گیا۔

وہ تقسیم انعامات نہیں تھی۔ وہ کوراپ تھا۔ وہ تمام گواہوں کو ایک کمرے میں جمع کر کے ان کو آگ لگا کر مارنا چاہتا تھا۔ کچن کے دروازے بند تھے۔ الکحل کی بوتلیں باری باری آگ پکڑ رہی تھیں۔ (الکحل مٹی کے تیل کی طرح جل جاتی ہے۔) کچن کے اوپر وینٹ تھا' جو شناسا مجرموں کے کمرے میں کھلتا تھا جہاں وہ ہاشم کا انتظار کر رہے تھے۔ کچن میں دھواں بھرنے لگا۔ اب دھواں وینٹ سے اس کمرے میں جائے گا اور وہ مر جائیں گے۔ دم گھٹنے سے۔ جبکہ لاؤنج کے مہمان سلامت رہیں گے۔ چند مہمانوں کے مرنے سے شک نہیں ہوگا کسی کو۔ اور الزام؟ فارس غازی وہاں موجود تھا' اس کی فوٹیج تھی یہاں وہاں ٹہلنے کی۔

''خدا کا قہر نازل ہو تم پہ ہاشم!'' وہ ہکا بکا سا چند قدم پیچھے ہٹا۔ پھر الٹے قدموں سبزہ زار کی طرف دوڑا۔ اسے وہاں سے بھاگ جانا چاہیے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

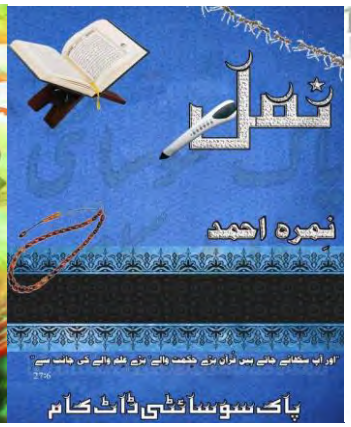

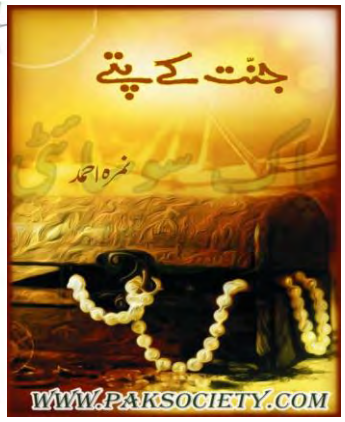

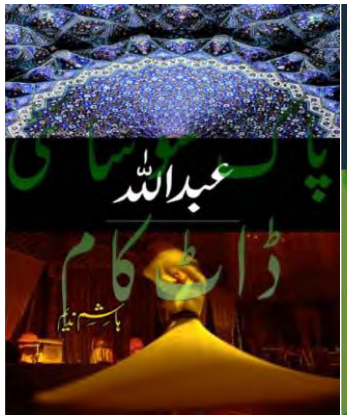

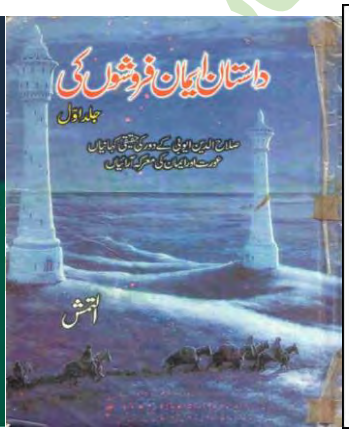

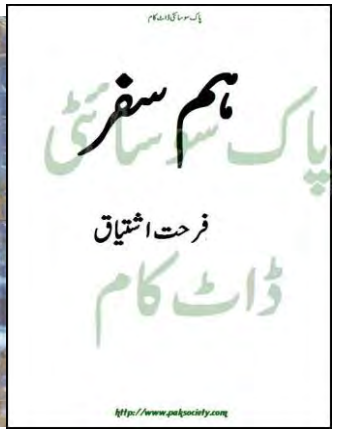

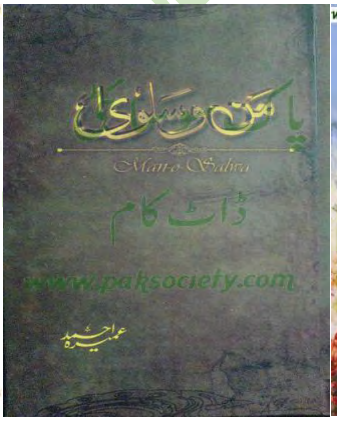

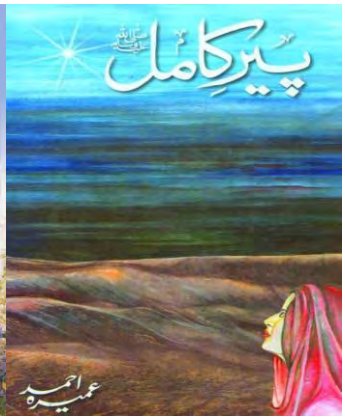

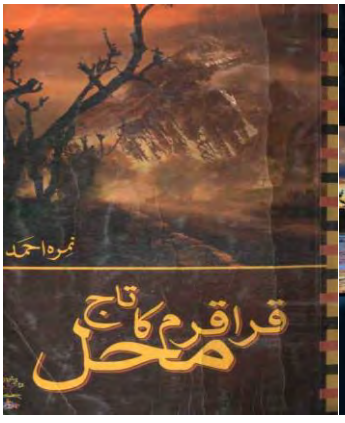

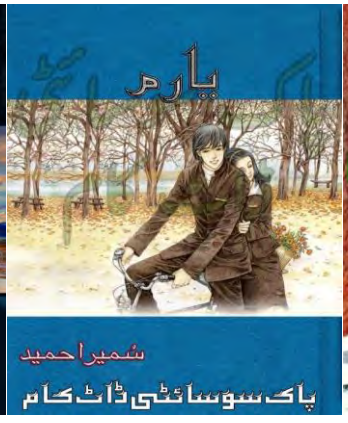

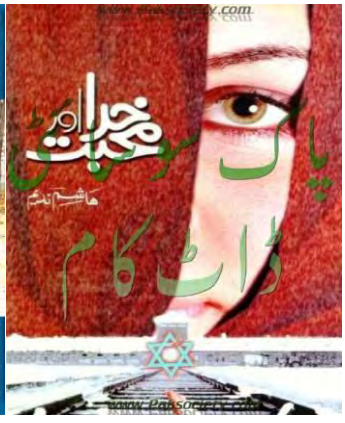

تھا۔جلد از جلد اسے وہاں سے نکلنا تھا۔وہ چند قدم ہی چل پایا۔پھر مڑ کر دیکھا۔ننھا سا مجرموں کے کمرے میں سیاہ دھواں بھرتا دکھائی دے رہا تھا۔پہلے لوگ حیران ہوئے'پھر ادھر ادھر دوڑے۔گیلری میں کھلتے دروازے کو ڈاکٹر ایمن نے پیٹا۔مگر وہ لاک تھا۔لاؤنج میں میوزک تیز تھا۔اب مزید تیز ہو گیا۔چند افراد شیشے کی کھڑکیوں کو پیٹ رہے تھے۔مگر وہ unbreakable glass کی بنی تھیں۔فارس کی جیب میں اس کا فون تھرتھرا رہا تھا۔وہ جانتا تھا یہ زمر ہو گی' وہ اسے واپس بلا رہی ہو گی مگر اسے سب بھول گیا۔وہ تیزی سے اس دھواں بھرتے کمرے کی طرف لپکا۔اسے ان لوگوں کو وہاں سے نکالنا تھا۔

اور تب اس نے دیکھا....گھاس پہ اس کے سامنے ایک سایہ سا آ کھڑا ہوا۔سفید سایہ۔عینک لگائے۔اس کا بھائی....وارث....وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم گھر جاؤ فارس....وہاں کیا جا رہے ہو؟ یہ گناہگار لوگ ہیں۔ان کو مرنے دو۔کیا تم بھول گئے کس طرح انہوں نے مجھے پنکھے سے لٹکایا تھا؟" وہ ملامتی انداز میں بولا تھا۔فارس کے قدم لڑکھڑائے۔سانس تیز تیز چلنے لگی۔اس نے آگے بڑھنا چاہا تو ایک اور سایہ سامنے نمودار ہوا۔

"آپ نے کہا تھا آپ میرے لئے لڑیں گے۔" وہ سفیدی زرتاشہ تھی۔اس کی آنکھوں میں گلہ تھا۔"ان لوگوں کو ان کا بدلہ ملنے والا ہے۔انہوں نے عدالت میں میرے اوپر کیچڑ اچھالا۔میرے کردار کو اخباروں کی زینت بنایا۔مجھے گولیاں ماریں۔ان کو مرنے دیں' میرا سوچیں۔"

اس نے سر جھٹکا مگر سایے غائب نہیں ہوئے۔ان دونوں کے درمیان سعدی چلتا ہوا آتا دکھائی دیا۔سفید سایہ...ہیولہ سا۔

"یہ میرے گناہگار ہیں۔آپ ان کی فکر کیوں کر رہے ہیں۔جائیں اپنی جان بچائیں۔بھاگیں۔"

اس نے چہرہ موڑا۔ایک اور کا سایہ بھی ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔

"انہوں نے میرا خاندان تباہ کر دیا۔غازی۔ان کو ان کے حال پہ چھوڑ دو۔تم ان کو نہیں بچا سکتے۔جاؤ۔نئی زندگی شروع کرو۔نئے گھر میں۔"

اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔بھاری بھاری بیڑیوں سے کس دیے گئے تھے۔وہ کسی طرف نہیں مڑ پا رہا تھا۔وہ پتھر کا ہو گیا تھا۔

"چلے جاؤ فارس۔"

"ان کو مرنے دو غازی۔" وہ سارے سایے ایک ساتھ بولنے لگے تھے۔چیخنے لگے تھے۔وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹا۔تیز ہوتے تنفس سے ان سب کو دیکھا۔

"ہاں' یہ سب....گناہگار ہیں....قاتل ہیں۔" اس کی آواز کپکپائی۔آنکھیں سرخ پڑ کے بھیگ رہی تھیں۔"ہاں یہ میرے دشمن ہیں...برے لوگ ہیں۔" وہ ٹھہرا۔پھر گردن تن کر ان سایوں کو دیکھا۔"مگر میں....میں ان جیسا نہیں ہوں۔" اور وہ اس کمرے کی طرف سر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پٹ دوڑا تھا۔ سارے فضا میں تحلیل ہو گئے۔ ایسے جیسے خدا کا نام لینے پہ آسیب بھاگ جاتے ہیں۔

اب اسے کچھ یاد نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ انسان تھے۔ اور وہ تکلیف میں تھے۔ سارے انتقام' سارے زخم' سارے جرائم ....وہ سب بھول گیا تھا۔ وہ انسان تھے اور وہ تکلیف میں تھے۔

ہاشم تیز چلتا ...راہداری عبور کرتا کانچ کے آخری کمرے میں آ پہنچا تھا۔ دونوں گارڈز اس کے ہمراہ تھے اور رئیس اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

"کتنے منٹ ہیں ہمارے پاس؟" اس نے آتے ساتھ ہی اپنی ٹائی کھینچی۔

"زیادہ نہیں ہیں۔ جس وقت دوسرے مہمان اور فائر بریگیڈ کا عملہ جل جانے والے افراد کو نکالنے آئے گا' آپ کو ان کے درمیان ہم پہنچا دیں گے۔ یہ ادھر...." وہ اب ہاشم کی شرٹ کا گریبان پھاڑ رہا تھا۔ دوسرے لڑکے نے کمال مہارت سے اس کے ماتھے کے اوپر چاقو سے چیر لگانا شروع کیا جس سے بھل بھل خون بہنے لگا۔

"اس کو sterlize کیا تھا۔" اس نے درد کی شدت سے آنکھیں بند کر کے پوچھا۔

"یس سر۔" وہ فرمانبرداری سے کہتا اسے تیار کر رہا تھا.....حادثے والے کمرے کے واحد سروائیور کو اچھا خاصا زخمی لگنا چاہیے تھا۔ وہ شناسا مجرم مر جائیں گے تو کون بتائے گا کہ ہاشم اس وقت کمرے میں نہیں تھا؟ اور چونکہ لاؤنج کے مہمانوں کو بچ جانا تھا اس لئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ہاشم واحد بچنے والا انسان تھا۔ کوئی اس پہ شک نہ کرتا اور وہ ہیرو بننے جا رہا تھا.....

کمرے میں دھواں بھر رہا تھا....درمیانی دروازے کو آگ نے پکڑ لیا تھا اور وہ جل رہا تھا...لوگ کھانس رہے تھے' اوندھے منہ گر رہے تھے....دھکم پیل مچی تھی....کوئی کھڑکیوں کو کھٹکھٹا رہا تھا' کوئی لاکڈ دروازہ پیٹ رہا تھا۔ مگر وہ دونوں تو زندے نہیں جا سکتے تھے۔

فارس تیزی سے دوڑتا ہوا کھڑکی تک آیا۔ حلیمہ کھانستی ہوئی اس کے ساتھ کھڑی شیشے کو زور زور سے تھپڑ مار رہی تھی۔ فارس نے ایک گملا اٹھایا اور زور سے کھڑکی پہ دے مارا۔ چند خراشیں آئیں مگر بے سود۔ گملا ہاتھ سے چھوٹ گیا' اس کا اپنا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ وہ پرواہ کیے بنا آگے کو دوڑا۔ کانچ کی دیوار کے ساتھ بھاگتا ہوا مرکزی دروازے تک آیا۔ لاؤنج کی شیشے کی کھڑکیوں سے اندر مگن' خوش باش ٹہلتے لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ میوزک بہت تیز تھا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اس نے شیشے کا دروازہ زور زور سے بجایا۔

"دروازہ کھولو...اندر آگ لگ گئی ہے۔ کھولو...." مگر دروازے کے اندر کھڑے گارڈ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ریموٹ ہوا میں بلند کر کے بٹن دبایا۔ تمام شیشوں کے اوپر لگے بلائنڈز کھل کر نیچے گرنے لگے۔ وہ آگے دوڑا۔ چند مہمانوں کے قریب موجود کھڑکی کو زور زور سے پیٹا مگر وہ متوجہ نہ ہوئے' باتیں کرتے رہے' یہاں تک کہ بلاک آؤٹ بلائنڈز بالکل نیچے گر گئے اور اب وہ اندر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"اللہ کا قہر ہو تم پہ ہاشم۔" وہ غصے سے چلاتا وہ واپس اس جلتے ہوئے کچن کی طرف بھاگا۔ اس کو پسینہ آ رہا تھا' اور سانس بے ترتیب تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آج وہ لفٹ کی طرح لوگوں کو اٹھا نہیں کر سکتا تھا....آج اسے خود کچھ کرنا تھا.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کچن کے سامنے رک کر اس نے چند گہرے سانس لئے اور سوچنے کی کوشش کی۔ جلتے کمرے میں لوگ ابھی تک چیخ چلا رہے تھے مگر مدد نہیں آ رہی تھی۔ دونوں دروازے بند تھے' اور کھڑکیاں توڑی نہیں جا سکتی تھیں۔

مگر وہ کھولی تو جا سکتی تھیں۔ وہ تیزی سے آگے آیا کھڑکی کے فریم کو ہاتھ سے ٹٹولا۔ وہ اندر سے لاکڈ تھیں اور افراتفری کے عالم میں آگے پیچھے بھاگتے بھاگتے لوگ کالے دھوئیں کی زیادتی کے باعث انہیں کھول نہیں پا رہے تھے.... کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کھڑکی کہاں سے کھولنی ہے۔ اسے معلوم تھا۔ وہ اس کالج میں نوجوانی کے دنوں میں آتا رہا تھا۔ اور تگڑیب لائے تھے اسے ایک دفعہ۔ یہ عام سلائیڈنگ ونڈو تھی مگر یہ اندر سے کھلتی تھی۔ اور اس جلتے کمرے کو جاتے دونوں دروازے بند تھے۔ تیسرا دروازہ جل رہا تھا۔

تیسرا دروازہ.... وہ چونکا' پھر کچن کی کھڑکی تک آیا۔ یہ بند تھی مگر لاکڈ نہیں تھی۔ ہر پلان میں جھول ہوتا ہے۔ ان کا خیال تھا کوئی جلتے کچن کے راستے بھاگنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ مگر یہ اندازہ نہ تھا کہ کوئی باہر سے یہاں آ سکتا تھا۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر اس کے شیشے کو دائیں طرف دھکیلا۔ وہ سرکنے لگا۔ اندر سے بہت سا دھواں باہر نکلنے لگا۔

محفوظ کمرے میں بیٹھے رئیس نے نیب اسکرین دیکھ کر ہاشم کو مخاطب کیا۔ ''وہ کچن کی کھڑکی سے اندر جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہم نے اسے بند کیوں نہیں کیا؟'' اس نے دونوں گارڈز کو گھورا۔

''جانے دو۔ اسے بھی ان کے ساتھ جلنے دو۔'' وہ آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے بے نیازی سے بولا تھا....

کھڑکی آدھی کھل گئی تھی وہ منڈیر پہ چڑھ کر اندر پھلانگ گیا۔ فوراً اسے کھانسی آئی۔ دھواں.... مرغولے.... کالک.... وہ جھک کر ذرا سا کھانسا.... پھر گہرے گہرے سانس لئے ادھر ادھر دیکھا۔ دروازہ جل رہا تھا... شعلے درمیان میں حائل تھے۔ کاؤنٹر سے دروازے تک سب جل رہا تھا۔ وہ کیا کرے؟ وقت نہیں تھا.... اوہ خدایا وہ کیا کرے؟

چولہے کے قریب سلنڈر پڑے تھے۔ اس نے جلدی سے ایک سلنڈر اٹھایا۔ وہ اندر سے غالباً خالی تھا۔ تبھی ہلکا تھا۔ وہ لوگ دھماکے افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔ کچن کی گیس بھی بند ہوئی تھی۔ اسے زور کی کھانسی آئی' مگر بدقت سلنڈر کو اٹھا کر اس نے پوری قوت سے دروازے پہ دے مارا۔ سلنڈر مارتے مارتے وہ خود بھی نیچے گر گیا۔ شاید ماتھے پہ چوٹ بھی آئی' مگر جب بمشکل ہتھیلیوں کے بل اٹھا تو دیکھا۔ سلنڈر دروازے سے ٹکرا کر ریزہ ہوتا ہوا واپس آ رہا تھا۔ دروازے کو کچھ نہیں ہوا تھا۔ اف۔ اس نے سلنڈر کے قریب آتے ہی اس کو واپس دھکیلا۔ اب کی بار وہ دروازے کے قریب سے ہی واپس پلٹ گیا۔ مگر تب تک فارس اٹھ چکا تھا۔ ہاتھ جھاڑتے وہ کھڑا ہوا اور جیسے ہی سلنڈر قریب آیا' اس نے پوری قوت سے' کسی بولنگ بال کی طرح اس کو دروازے کی جانب ریڑھ دیا۔ وہ تیزی سے آگے گیا' اور دروازے سے ٹکرایا اور پھر.... جلتا ہوا دروازے.... درمیان سے ٹوٹ کر نیچے آن گرا۔ ٹکڑے' چنگاریاں اسے بھی آ کر لگی تھیں۔ تکلیف ہوئی تھی.... مگر.... اب چوکھٹ خالی تھی' وہ دیکھ سکتا تھا.... اس کے پار.... جلتا ہوا کمرہ.... جس میں دھواں بھرا تھا اور لوگ چیخ چلا رہے تھے.....

اس نے شرٹ اتار کر ناک کے گرد لپیٹی اور تیزی سے دوڑا.... لکڑی کے جلتے شہتیر پھلانگے' شعلوں کے اوپر سے گزرتا' وہ دھوئیں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

بھرے کمرے میں دوڑتا گیا۔لوگ کچن سے کافی دور کونے میں جمع تھے'ایک دوسرے کو پرے ہٹا رہے تھے۔دعائیں پڑھ رہے تھے....وہ تیزی سے کھڑکیوں کی طرف لپکا۔شرٹ کہیں گر گئی۔ناک میں پھر سے دھواں اندر جانے لگا مگر اس کو پرواہ نہ تھی۔وہ فریم کے کنارے ٹٹولنے لگا۔ہک یہیں کہیں تھی۔یہیں کہیں....

اس کے ہاتھوں نے کھڑکی کے ڈنڈے کو چھوا۔اندر تالہ پڑا تھا۔مقفل تالہ۔ڈیم اِٹ۔اسے پھر سے کھانسی آنے لگی۔ادھر ادھر دیکھا۔کوئی بھاری چیز مل جائے جس کو وہ تالے پہ دے مارے۔ساتھ کھڑی حلیمہ روتے ہوئے ابھی تک کھڑکی کا شیشہ پیٹ رہی تھی۔چند افراد بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔آگ اب کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔

اس نے جیب سے چابیوں کا گچھا نکالا اس میں ایک پک بھی تھی جسے کئی سالوں سے وہ جاب کے حصے کے طور پہ ساتھ رکھتا تھا۔اس نے تیزی سے وہ تالے میں گھسائی۔تار نیا تھا اور غالباً پولیس کے آنے سے پہلے گارڈز نے اتار لیا تھا۔دھوئیں کے باعث وہ کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا' مگر آنکھیں بند کر کے اس نے محسوس کرنا چاہا۔چھے pins....دن ٹوتھری....وہ باری باری پک کی مدد سے سب کو چھو رہا تھا...فور فائیو سکس۔

''کلک!''اس کے لبوں سے نکلا۔تالہ کھل گیا۔اس وحشیانہ انداز میں تالہ نوچ کر اتارا اور شیشہ زور سے پرے دھکیلا۔

کھڑکی کھلتی گئی۔حلیمہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور نیچے گر گئی' مگر وہ لپک کر آگے آیا' اور اسے کھینچ کر باہر نکالتا یا۔وہ فرنچ ونڈوز تھیں۔پوری دیوار کی جگہ پہ حائل تھیں۔اس کو لا کر باہر گھاس پہ ڈالتے ساتھ وہ اندر کی طرف لپکا۔

''اس طرف آؤ....کھڑکی کی طرف آؤ....''اب وہ چلا چلا کر دھوئیں میں پھنسے لوگوں کو کہہ رہا تھا۔وہ سب اس کے دشمن تھے....وہ سب اس کے مجرم تھے....وہ سب اس کے گناہگار تھے....مگر وہ ان جیسا نہیں تھا....وہ ان کو پکڑ کر' گھسیٹ کر شیشے کی کھلی دیوار کے باہر لا رہا تھا۔

کچھ نے کھلا روز دیکھ لیا....کچھ نے نہیں دیکھا۔دھکم پیل پھر سے مچ گئی تھی....بے ہوش ہوئے لوگوں کو اٹھانا اور کھینچنا سب سے بڑا مسئلہ تھا۔آگ کمرے میں داخل ہو چکی تھی اور فرنیچر کو پکڑ چکی تھی۔وہ درمیان میں ایک دفعہ گرا بھی تھا' کہیں درد بھی ہو رہا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔وہ بے ہوش ہوئے فاطمی کو کندھوں سے گھسیٹ کر باہر لا رہا تھا....

لاؤنج کے مہمانوں میں سے کوئی کچن کی طرف آیا تھا....جلتا بند دروازہ دیکھا تو شور مچا دیا....لاؤنج کا میوزک تھم گیا....لوگ دیوانوں کی طرح باہر لان میں بھاگے.....

محفوظ کمرے میں بیٹھے ہاشم کو رئیس نے تسلی دی....''لوگ بچ جائیں یا مر جائیں....الزام فارس پہ ہی آئے گا.....''

مگر ہاشم کی تیوریاں چڑھ رہی تھیں اور وہ شدید برہم نظر آتا اسکرین پہ لائیو فوٹیج دیکھ رہا تھا۔''اس کو یوں کھلا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔''

فرنیچر کو شعلے اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔بہت سے لوگ باہر نکل چکے تھے اور اب سبزہ زار پہ گرتے ہوئے بھاگتے آگے جا رہے تھے....وہ بدقت الیاس فاطمی کو کھینچ کر باہر لایا' پھر اسے گھاس پہ ڈالا اور وہیں گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے جھکے کھڑے گہرے گہرے سانس لئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

تمام شناسا مجرم باہر آ چکے تھے....لاؤنج کے محفوظ مہمان وہاں سے نکل کر اس طرف نہیں آئے تھے....وہ پارکنگ کی طرف بھاگ رہے تھے....اپنی جان بچانے....اپنی گاڑیوں کی طرف....عجب قیامت کا عالم تھا.....افراتفری دھکم پیل.....

کمرہ جل رہا تھا۔دھوئیں کے مرغولے اٹھ کر فضا میں گم ہو رہے تھے'ایسے میں وہ اس دہکتے جہنم کے سامنے کھڑا' گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔نڈھال۔زخمی۔مگر اس کے اندر اطمینان بھر رہا تھا۔اس نے ان کو بچا لیا تھا....سب ٹھیک ہو گیا تھا.....

"ابا....ابا...."اور تب اس نے وہ حلق پھاڑ کر چیخنے کی آواز سنی۔شناسا آواز۔اس نے گردن موڑی۔لاؤنج کے بھاگتے مہمانوں میں سے صرف ایک مہمان دوڑتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔نوجوان لڑکا جو اپنے باپ کو پکار رہا تھا....خاور کا بیٹا.....

فارس غازی کا سانس تک رک گیا۔

"میرے ابو کہاں ہیں...."وہ دوڑ دوڑ کر ایک ایک شخص کے پاس بھاگ رہا تھا۔کسی خواب کی سی کیفیت میں فارس نے گردن گھمائی۔لوگ بھاگ رہے تھے....نجات کی طرف....بچاؤ کی طرف....وہاں کوئی وہیل چیئر نہ تھی....وہاں کوئی خاور نہ تھا....وہ تیزی سے لڑکے کی طرف بھاگا۔

"خاور کہاں ہے؟"وہ شور کے باعث چلا کر'لڑکے کو کندھوں سے جھنجھوڑ کر پوچھ رہا تھا.....

"ابو کو کاردار صاحب نے اس کمرے میں بلوایا تھا....مجھے نہیں جانے دیا....میرے ابو اندر ہیں....میرے ابو کو نکالو....."وہ اونچا اونچا رو رہا تھا۔ہاتھ پیر مار رہا تھا...."میرے ابو چل نہیں سکتے....میرے ابو چیخ نہیں سکتے...."

اور اس نے مزید کچھ نہیں سنا....وہ پلٹا اور جلتے کمرے کی طرف دوڑا....کسی نے آواز لگا کر اسے روکا.....منع کیا.....شاید وہ ڈاکٹر ایمن تھی....وہ اسے کہہ رہی تھی کہ سب آ چکے....ایک شخص کے پیچھے وہ اندر نہ کودے...وہ شخص شاید مر چکا ہو...وہ واپس آ جائے....مگر اس نے کچھ نہیں سنا...وہ دھوئیں سے بھرے کمرے میں بھاگتا چلا گیا۔

"خاور....خاور...."وہ چلا رہا تھا....جانتا تھا وہ آواز نہیں دے سکتا'مگر پھر بھی اور ادھر ادھر دوڑتا چلا رہا تھا..شروع میں کچھ نظر نہیں آیا۔وہ مزید آگے بڑھا اور تب اسے دھوئیں کی گھنی چادر میں وہیل چیئر نظر آئی۔وہ کونے میں تھا...بالکل کونے میں....فارس اس کی طرف دوڑا....چھت سے لکڑی کے ٹکڑے جل جل کر نیچے گر رہے تھے مگر اس نے پرواہ نہیں کی....وہ جلتے فرنیچر کو ٹھوکریں مارتے....دوڑتے ہوئے وہیل چیئر کے قریب آیا....خاور کا چہرہ سرخ'پسینے میں بھیگا تھا۔آکسیجن ماسک منہ پہ لگا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے....وہ سفید سایے ایک دفعہ پھر سے آگے پیچھے نظر آنے لگے تھے۔وہ اسے ملامتی نظروں سے دیکھ رہے تھے مگر دل کی سفیدی سارے کالے دھوئیں پہ حاوی آ گئی۔اس نے وہیل چیئر کو زور سے آگے دھکیلا۔وہ آگے دوڑتی گئی۔خاور کا بیٹا دھوئیں کی چادر کے پار کھڑا تھا...اس نے بھاگ کر وہیل چیئر کو تھاما اور باہر نکالتا لے گیا....فارس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک گہری کالی سانس لی اور اسی پل.....

اسی پل پیچھے سے کسی نے اسے ٹھوکر ماری تھی۔وہ لڑکھڑا کے آگے کو گرا۔حملہ اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ سنبھل نہ پایا۔بدقت اٹھنے کی کوشش

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کرتے گردن موڑی.... پیچھے زخمی' سیاہ کالک چہرے پہ لگائے' پھٹے جلے کپڑوں والا ہاشم کھڑا تھا....اس کے عقب میں راہداری میں کھلتا دروازہ اب کھلا تھا۔(غالباً وہ ابھی اندر آیا تھا۔) فارس کے بازوؤں میں ایک دم قوت سی بھر گئی' وہ اٹھا اور زور سے ہاشم کا گریبان پکڑا۔

"گھٹیا آدمی۔" مکا مارنا چاہا مگر نہیں مار سکا۔

"نکلو یہاں سے اس سے پہلے کہ تم جل جاؤ۔" اس نے ہاشم کو کھلی کھڑکی کی طرف دھکیلا۔گریبان ہاتھ سے چھوٹ گیا....چھت سے لکڑی کا بڑا سا جلتا ہوا ٹکڑا دھماکے سے نیچے کی طرف آیا....ہاشم نے دیکھ لیا تھا' وہ فوراً سے دائیں طرف کو لپک گیا...فارس نے وہ نہیں دیکھا تھا....وہ بھاگ نہیں سکا....جلتا ہوا تارہ....شہاب ثاقب کی طرح....اس کے اوپر آن گرا....

ساری ہمت ساری طاقت دم توڑ گئی....وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ گرا....اور پھر منہ کے بل فرش پہ آن لگا....ساری دنیا اندھیر ہوتی گئی ....ساری آوازیں....سارے رنگ....ساری روشنیاں دم توڑ گئیں....سفید سائے اور کالا دھواں....سب ختم ہو گیا.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اب اپنا دل بھی شہر خموشاں سے کم نہیں

سن ہو گئے ہیں کان صدا پر دھرے دھرے

مور چال رات کے اندھیرے میں ڈوبا تھا۔لاؤنج میں سب جمع تھے۔بے چین' فکر مند۔منتظر۔سعدی بار بار فارس کو کال ملا رہا تھا اور زمر مسلسل دائیں بائیں ٹہل رہی تھی۔اس کی رنگت زرد پڑ رہی تھی اور اب دل گھبرا رہا تھا لگتا تھا ابھی سینہ توڑ کر باہر آ گرے گا۔

"وہ کیوں نہیں آیا؟ وہ کہاں رہ گیا ہے؟" وہ مسلسل آگے پیچھے چلتے کہے جا رہی تھی۔

"زمر بیٹھ جاؤ۔ وہ آ جائے گا۔" ابا نے اسے تسلی دینی چاہی۔

"ماموں نے وعدہ کیا تھا' وہ واپس آئیں گے۔" حنہ گھٹنوں پہ سر رکھے بیٹھی عجیب سے انداز میں بولی۔

"مجھے نہیں پتہ۔سعدی چلو ہم وہاں چلتے ہیں۔" زمر نے ایک دم اسے کہنی سے پکڑا اور آگے لے جانے لگی۔

"میں کب سے جانا چاہ رہا ہوں آپ مجھے جانے نہیں دے رہیں۔اب آپ ادھر بیٹھیں' میں خود جاتا ہوں۔" وہ نرمی سے کہنی چھڑاتا اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ نہیں رکی۔وہ اسی طرح آگے دوڑتی گئی۔سعدی اس کے پیچھے لپکا۔ابا نے آواز دی۔مدثر نے منع کیا۔مگر اس پہ کوئی وحشت طاری تھی۔کوئی جنون سوار تھا۔اب نہ گئی تو شاید دل پھٹ جائے گا۔یہیں کھڑی رہی تو پیروں سے خون بہنے لگے گا۔اب نہ گئی تو.....

شہرین کے گھر آؤ تو ٹی وی لاؤنج کی ایل سی ڈی اسکرین خوب شور مچاتی روشن نظر آ رہی تھی۔سامنے صوفے پہ سوئی لیٹے ہوئے اپنے ٹیب پہ بٹن دبا رہی تھی جب کانوں میں آواز گونجی۔ہاشم کاردار۔کسی نے اس کے باپ کا نام لیا تھا۔اس نے چونک کر گردن موڑی۔ اسکرین کو دیکھا۔چند لمحے کو اس کی سانس تھم گئی اور پھر وہ ٹیب پھینک کر چیخ مارتی اٹھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''ماما.... ماما....'' اب وہ روتے ہوئے زور زور سے چلا رہی تھی۔ شہرین جو اپنے کمرے میں سیل فون پہ لگی تھی، ہڑبڑا کر اٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر آئی۔

''ماما.... میرے بابا... میرے بابا....'' بچی روتے ہوئے اسکرین کی طرف اشارہ کر رہی تھی اور جب شہرین نے اس طرف دیکھا تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

''کاردارز کا ہیج میں آتشزدگی۔ ہاشم کاردار کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ بار افراد زخمی، ایک شخص جاں بحق۔''

''میرے بابا... میرے بابا....'' سونیا اب زور زور سے چیخ رہی تھی....

سعدی ڈرائیو کر رہا تھا، اور زمر ساتھ بیٹھی، مسلسل انگلیاں اضطرابی انداز میں مروڑ رہی تھی۔ وہ لبوں میں کچھ پڑھ بھی رہی تھی مگر ہر شے بار بار دھندلی ہو جاتی۔ پھر منظر صاف ہوتا۔ پھر کالے دھوئیں جیسی دھند چھا جاتی۔ آنسو بس آنکھوں کے کنارے پہ ٹھہرے تھے۔ گرنے کو بس ایک دھکا چاہیے تھا....

سعدی کا فون بجا تو اس نے تیزی سے کان سے لگایا۔ ''ہاں حنہ۔'' بات سنتے ہوئے وہ چونک کر زمر کو دیکھنے لگا۔ رفتار آہستہ کی۔ زمر نے بے اختیار دل پہ ہاتھ رکھ دیا۔

''ٹھیک ہے۔'' اس نے فون بند کیا اور اسٹیئرنگ گھمایا۔

''کیا کہہ رہی تھی حنین؟'' وہ کپکپاتی آواز میں بولی۔

''وہ.... کہہ رہی تھی کہ.... ہم ذرا ابھی....''

''مجھے چکر مت دو.... میں ایک فٹ کے فاصلے پہ بیٹھی ہوں۔ مجھے.... مجھے تمہارے فون سے آواز آ رہی تھی۔ کیا دکھا رہے ہیں نیوز میں؟ کہاں لگی ہے آگ؟'' آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر چہرے پہ گرنے لگے۔

''کچھ نہیں پتہ زمر۔ آگ لگی ہے اور زخمیوں کو قریبی ہسپتال میں شفٹ کیا گیا ہے۔ میں اے ایس پی صاحب کو کال کرتا ہوں۔ ہسپتال کا پوچھتا ہوں۔'' وہ پریشانی سے حواس باختہ نمبر ملانے لگا۔

''جلدی کرو۔'' اس نے کہنے کے ساتھ لبوں پہ ہاتھ رکھ لیا۔ آنکھوں کو بھینچ لیا۔ گرم گرم پانی گالوں پہ بہنے لگا....

سرکاری ہسپتال میں پولیس اور میڈیا کے نمائندوں کا جم غفیر لگا تھا.... شہری سونیا کی انگلی پکڑے پریشانی سے رش کو چیرتی آگے بڑھ رہی تھی۔ سونی مسلسل روئے جا رہی تھی۔ خاموش سسکیوں ہچکیوں کے باعث اس کا بدن آہستہ آہستہ ہچکولے لیتا تھا.....

زمر اور سعدی دوڑتے ہوئے ہسپتال کی عمارت میں داخل ہوئے تھے۔ زمر نے آنسو صاف کر لیے تھے اور اب وہ ہراساں انداز میں ادھر ادھر گردن گھماتی آگے بڑھ رہی تھی۔ اس یونٹ میں عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ رپورٹرز، کیمرے، پولیس.... رش ہی رش.... جانے سعدی نے کس کو روک کر کچھ پوچھا تھا اس نے نسوانی آواز کو کہتے سنا۔ ''آپ ادھر آئیں۔'' وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ بس سعدی کے پیچھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھاگ رہی تھی۔کوئی عجیب وحشت زدہ سی مسافت تھی جو طے کر رہی تھی۔

''ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' ایک کمرے کے سامنے رک کر اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔شور بہت تھا۔کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

وہ اس کی طرف مڑا۔اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا' مگر بظاہر خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔

''وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک باڈی ہے' پہلے دیکھ لیں' پھر ہم زخمیوں کو.....''

''نہیں۔'' وہ بدک کر پیچھے ہوئی اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔''اس کو ایمرجنسی میں ڈھونڈو....ادھر کیوں؟ نہیں۔''

''ہاں ہاں وہ کوئی اور ہوگا۔'' وہ اس کو کندھوں سے تھام کر تسلی دینے لگا۔''مگر اس کے لواحقین نہیں آئے اور ان کو اس کی شناخت کرنی ہے' اس لئے میں ایک دفعہ دیکھ لوں۔'' وہ ٹوٹی پھوٹی امید سے کہتا آگے بڑھنے لگا مگر زمر نے زور سے اس کی کہنی دبوچی۔

''نہیں۔'' وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔آنسو جل تھل بہنے لگے تھے۔''میں کہہ رہی ہوں' وہ فارس نہیں ہوگا۔اس کو کہیں اور ڈھونڈتے ہیں۔''

''میں آتا ہوں۔'' وہ بمشکل اپنا بازو چھڑا پایا تھا۔زمر نے پیچھے جانے کو قدم اٹھائے مگر پیر لڑکھڑا گئے۔اس نے دیوار کا سہارا لیتے خود کو سنبھالا۔پھر دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی۔آنکھیں بند کیے' گہرے گہرے سانس لینے لگی....مگر سارا مسئلہ یہی تھا کہ آنکھیں بند کرنے پہ وہ فوراً آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا.....

''زمر بی بی.....آپ.....'' وہ مسکراتے ہوئے کچھ کہہ بھی رہا تھا.....نئے گھر کی باتیں....چڑیا گھر میں گھومنے کی باتیں....یونیورسٹی کی دو لڑکیاں جو اس کو پسند تھیں....ان کی باتیں....اس نے آنکھیں کھولیں....یہاں بھی قیامت سی قیامت تھی....وہ کہاں جائے؟

سعدی دروازہ کھول کر باہر نکلا تو وہ بول نہیں سکی۔آواز نہیں نکال سکی۔آنسو نہیں روک سکی۔وہ اس کے قریب آیا۔زمر نے نفی میں سر ہلایا۔

''وہ.....وہ فارس نہیں تھا نا.....مجھے مت بتاؤ.....مجھے کچھ نہیں سننا.....'' وہ اسے کچھ بھی کہنے سے روکنا چاہتی تھی مگر وہ آگے آیا اور اسے گلے لگایا۔زمر کا سانس تھم گیا۔پھر اس کا سر تھپکتے ہوئے وہ دھیرے سے بولا۔

''مرنے والا نیاز بیگ تھا.....وہ فارس غازی نہیں تھا.....''

وہ کرنٹ کھا کر اس سے علیحدہ ہوئی.....بے یقینی سے اسے دیکھا....

''وہ فارس نہیں تھا؟ تو فارس کہاں ہے؟''

''آئیں ان کو وارڈ میں ڈھونڈتے ہیں۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑے آگے چلنے لگا۔اسے لگا وہ پانی پہ چل رہی ہے....جسم' دماغ ہر شے سن ہو گئی تھی....آنسو بہنا رک گئے تھے...

''مسز زمر؟'' وہ آگے جاتے جاتے پلٹی۔راہداری کے اختتام پہ ڈاکٹر ایمن کھڑی نظر آرہی تھی۔شال لپیٹے' ویران چہرہ لئے جیسے ابھی بستر سے اٹھی ہو۔

''فارس کہاں....'' الفاظ ٹوٹ گئے.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''وہ زخمی ہے' مگر ٹھیک ہے۔ اس کو میں نے منع بھی کیا تھا' مگر وہ...'' وہ قریب آتے ہوئے تلخی سے ہنسی۔ ''مگر وہ خاور کو بچانے کے لئے آگ میں کود پڑا....''

''وہ ٹھیک ہے؟'' زمر دوڑ کر اس کے پاس گئی۔ وہ سخت ہراساں تھی۔

''ہاں' اس کی کمر اور ٹانگ پہ زخم آئے ہیں' اس کے اوپر لوہے کا ٹکڑا آ گرا تھا۔ چند burns بھی ہیں' مگر اسی وقت چھت پہ لگے آگ بجھانے والے شاور پانی گرانے لگے' جو پہلے بالکل کام نہیں کر رہے تھے... تو اس کی بہت بچت ہو گئی۔'' زمر نے گہری سانس لی۔

''آپ... ٹھیک ہیں؟'' سعدی نے رسماً پوچھ لیا۔

''میں؟'' وہ زخمی پن سے مسکرائی۔ ''میں ہر آگ سروائیو کر جاتی ہوں' ٹھیک ہوں۔ آپ فارس کو وارڈز میں ڈھونڈیے۔'' وہ دونوں پوری بات سنے بغیر آگے کو بھاگے۔ ایمن اسی زخمی مسکراہٹ سے ان کو بھاگتے دیکھتی رہی' پھر وہ مڑی تو کسی پہ نگاہ پڑی۔ زخمی مسکراہٹ خوشی بھری مسکراہٹ میں ڈھل گئی... اس نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو اپنے پاس بلایا....

''ادھر آؤ......''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مجھ سے کیا پوچھتے ہو شہرِ وفا کیسا ہے
ایسے لگتا ہے صلیبوں سے اتر کر آیا

وارڈ میں کسی نے کس طرف اشارہ کیا' کسی نے کس طرف۔ وہ دونوں تیز تیز قدموں سے چلتے آگے بڑھتے گئے۔ بیڈز کی طویل قطار میں جا بجا پردے لگے تھے۔ سعدی نے ایک پردہ ہٹایا... تو... بالآخر وہ بستر پہ لیٹا نظر آیا۔

آنکھیں بند تھیں... غالباً نشہ آور ادویات کے زیرِ اثر تھا۔ چہرے پہ زخموں کے نشان تھے... دو نرسز سر پہ موجود تھیں۔ سعدی نے گہری سانس لی اور مڑ کے دیکھا۔ زمر پیچھے آ رہی تھی۔ اس نے راستہ چھوڑ دیا۔ وہ تیزی سے آگے آئی۔ فارس کو دیکھ کر قدم زنجیر ہو گئے۔ بے جان۔ پتھر کا بت۔ آنکھوں میں ڈھیر سارا دکھ اترا۔ اسے کبھی بیمار' کبھی یوں بے ہوش نہ دیکھا تھا اور آج پتہ چلا تھا کہ ایسے دیکھنے میں کتنی اذیت تھی.....

''فارس....'' وہ لپک کر اس کے قریب آئی' پھر اضطراری انداز میں سر پہ کھڑی نرسز سے بولی۔ ''یہ ٹھیک ہے نا؟ اور ٹھیک ہو جائے گا نا؟''

''آہستہ بولیں۔ مریض کے سر پہ شور نہ کریں۔'' نرس نے بےزاری سے کہا تھا۔ ''وہ ہوش میں آ رہا تھا مگر تکلیف میں تھا۔ اسے انجکشن لگایا ہے۔'' زمر کچھ دیر بھیگی نظروں سے اسے دیکھتی رہی پھر آنسو رگڑ کر صاف کیے اور غصے سے سعدی کی طرف گھومی۔

''کیا کہا تھا میں نے تمہیں؟ ہاں؟'' اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے سینے پہ زور دے کر اسے پرے دھکیلا۔ ''کیا کہہ رہی تھی میں؟ اس کو زخمیوں میں ڈھونڈو! مگر تم.... تم.... پہلے ادھر وڈیا باڈی کے پاس چلے گئے.... تمہیں شرم نہیں آئی؟ ہاں؟ تمہیں کوئی احساس نہیں ہوا؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ اب غصے اور بے بسی سے اس کے سینے کو تھپڑوں اور مٹھیوں سے مار رہی تھی۔ آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔

"اچھا...اچھا...اب تو ٹھیک ہیں نا وہ۔" وہ اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اسے بہلانے والے انداز میں بولا۔ "آپ کو انہیں میرے پیچھے جانے ہی نہیں دینا چاہیے تھا۔"

"کیسے نہ جانے دیتی' ہاں؟ تم "ہمارے سعدی" ہو' ہمیں ہمیشہ تمہاری حفاظت کرنی ہوتی ہے۔" اور ساتھ ہی زور سے اس کے کندھے پہ تھپڑ مار کر اسے پرے ہٹایا۔ سعدی نے برا سا منہ بنایا۔

"واہ.... یہ صاحب تو آپ کو زہر لگا کرتے تھے۔"

"اب بھی لگتا ہے۔" آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے ناک سکوڑ کر سانس اندر کھینچی۔ "مگر تم نے مجھے اتنا ڈرا دیا۔ اوہ سعدی میں اتنی ڈر گئی تھی۔" وہ اب نڈھال سی بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی اور سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ وہ تکان سے مسکرایا۔

"چلیں آپ بیٹھیں' میں ان کو روم میں شفٹ کروانے کا بندوبست کرتا ہوں' اور گھر فون کرتا ہوں۔"

زمر نے تیزی سے سر اٹھایا۔ "سب کو مت بتانا کہ وہ زخمی ہے۔ یونہی وہ پریشان ہوں گے۔"

"زمر!" وہ اسی طرح مسکرایا۔ "ہمیں ایک دوسرے سے اب کچھ نہیں چھپانا۔ میں اگر کاردارز کا پیج بھی جاتا تو بتا کر جاتا۔ آپ بیٹھیں' میں آتا ہوں۔" اسے تسلی دیتا وہ باہر نکل گیا' اور وہ گردن موڑے فکرمندی سے فارس کو دیکھنے لگی.... جو آنکھیں بند کیے.... غنودگی کے عالم میں تھا....

"آئی ہیٹ یو فارس غازی۔ آئی رئیلی رئیلی ہیٹ یو۔" وہ بے بسی بھرے دکھ سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی۔ وہ بے خبر سو رہا تھا....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیسے ہیں لوگ ان کی تمہیں کیا مثال دوں
جا کر مجسمے کہیں پتھر کے دیکھ لو

اسی ہسپتال کے پرتعیش اور نفاست سے سجے اک پرائیویٹ روم میں ہاشم کاردار صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے براجمان تھا۔ ہسپتال کی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس' وہ بظاہر زخمی دکھائی دیتا تھا۔ ہاتھ پہ پٹی بھی بندھی تھی' ماتھے اور سر پہ بینڈیج بھی تھی مگر چہرے پہ سکون تھا اور دلچسپی سے دیوار پہ لگی ٹی وی اسکرین کو دیکھ رہا تھا....

"وہ لوگ بچ گئے مگر it worked۔ ہے نا؟" مسکرا کے ساتھ ہاتھ باندھے کھڑے رئیس کو دیکھا۔

"جی سر... مگر انہوں نے آپ کو کمرے سے باہر جاتے دیکھا تھا۔" اسے خیال آیا۔

"اتنی افراتفری میں کسے یاد رہتا ہے کہ میں کمرے میں تھا یا نہیں۔ ٹی وی چینلز کو دیکھو۔ وہ مجھے پروموٹ کر رہے ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"یس سر!" رئیس جوش سے بتانے لگا۔ "ہمارے پاس غازی کی فوٹیج ہے۔ وہ بھی وہاں موجود تھا۔ الزام اس کے سر ڈال دیں گے یا اس کو حادثہ کہیں گے۔ آپ پہ کوئی شک نہیں کرے گا۔ میڈیا آپ کو ہیرو بنا کر پیش کر رہا ہے۔ بار بار اینکرز گلا پھاڑ کر کہہ رہے ہیں کہ ہاشم کاردار نے ابھی چند دن پہلے عدالت میں اپنے خاندان کی بے گناہی ثابت کی تھی۔"

"ویری گڈ۔" وہ محظوظ ہو کر اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ "ہم ہر کرائسز سے نکل آئے۔" رک کر تصحیح کی۔ "میں ہر کرائسز سے نکل آیا.... کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ نہ عدالت' نہ قانون' نہ میری ماں.... میں نے ہر شے کو سروائیو کر لیا۔ میں رئیس' سب سے بڑا سروائیور ہوں۔ فیصلے کی گھڑی آ بھی گئی مگر میں اپنے قدموں پہ کھڑا ہوں۔" وہ گردن کڑا کر کہہ رہا تھا۔ "اور اب ہم نئی شروعات کرنے جا رہے ہیں۔ ہم نئے کاروباری دوست بنانے جا رہے ہیں۔ نئے پارٹنرز' نئے مواقع.... نیا گھر!" وہ طمانیت سے بولا تھا۔ پھر گھڑی دیکھی۔ "کتنی دیر ہے؟"

"بس سر' میڈیا کو آپ کا انتظار کروا رہا ہوں۔ گھنٹے بعد آپ باہر نکلیں گے' اور میڈیا کے سامنے علی الاعلان کہیں گے کہ یہ سب فارس غازی نے عدالتی شکست کا بدلہ لینے کے لئے کیا ہے۔ اور فی الحال عوام کو آپ سے ہمدردی ہے' میڈیا کو آپ سے ہمدردی ہے' سب آپ کا یقین کریں گے۔"

"زبردست!" وہ مسکرا کے ٹی وی کو دیکھنے لگا۔ "It did work after all !"

فیصلے کی گھڑی آ چکی تھی۔

مگر ابھی بیتی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جو نقش تھا خارِ گلو بنا، جو اٹھے تو ہاتھ لہو ہوئے

وہ نشاطِ آہِ سحر گئی وہ وقارِ دستِ دعا گیا

بالائی منزل پہ نوشیرواں کے کمرے کی بتی روشن تھی۔ بیڈ پہ بیگ کھلا پڑا تھا اور وہ اس میں کپڑے رکھ رہا تھا۔ پاسپورٹ' سفری دستاویزات' لیپ ٹاپ سب بکھرا پڑا تھا۔ صبح اس کی فلائیٹ تھی اور وہ جلد از جلد تیاری مکمل کرنا چاہتا تھا۔ اسے ایک منٹ بھی اس گھر میں اضافی رہنا منظور نہ تھا۔ دستک ہوئی تو اس نے بے زار سا یس کہا اور خود کپڑے تہہ کرتا رہا۔

"سر۔" خفیفہ نا اندر داخل ہوئی۔ "کاردار صاحب ہسپتال میں ہیں۔" اطلاع دی۔

"معلوم ہے۔ سارا شہر جانتا ہے۔ میرے بھائی کا کوئی نیا ڈرامہ۔"

"کیا فارس کو بھی زخم آئے ہیں؟ نیوز میں بتا رہے تھے۔"

"مجھے ان میں دلچسپی نہیں ہے۔" اس نے بے زاری سے بیگ کا ڈھکن دے مارنے والے انداز میں بند کیا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" وہ حیران ہوئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مجھے امریکہ میں نوکری مل گئی ہے۔ اب زیادہ سوال نہ کرو اور جاؤ یہاں سے۔'' اس نے ہاتھ جھلا کر اسے اشارہ کیا۔ وہ فوراً سر جھکا کر باہر نکل گئی۔ اب وہ جھک کر سفری دستاویزات اٹھا اٹھا کر دستی بیگ میں ڈال رہا تھا۔ آخر میں چونکا۔ بیگ کے اندر اس کا ایک گلاک پستول رکھا تھا۔ یہ وہ نہیں تھا جس سے اس نے سعدی کو مارا تھا۔ یہ اس کی کلیکشن میں سے ایک اور تھا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا' پھر اسے نکالا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز میں ڈال کر مقفل کر دیا۔ پھر ہاتھ صاف کیے۔ جیسے بہت سا ان دیکھا مائع صاف کیا ہو۔

نئی زندگی میں اس کی جگہ نہیں تھی..... ہرگز نہیں.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ورنہ یہ تیز دھوپ تو چبھتی ہمیں بھی ہے

ہم چپ کھڑے ہوئے ہیں کہ تُو سائباں میں ہے

فارس نے آنکھیں کھولیں تو سفید دیواریں خوب روشن نظر آ رہی تھیں۔ اس نے نقاہت سے پلکیں جھپکیں۔ منظر واضح ہوا۔ ہسپتال کا کمرہ..... اس نے کہنی کے بل اٹھ کر بیٹھنا چاہا تو.....

''ایزی..... ایزی!'' سعدی اس کے سرہانے کھڑا' دونوں ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا تھا۔ فارس نے بدقت اسے دیکھا' پھر گردن موڑی۔ ندرت' حنین' زمر' سیم..... سب کمرے میں موجود تھے۔ اونچی آواز میں خوش گپیاں جاری تھیں۔ وہ اٹھ نہیں سکا۔ کمر اور ٹانگ میں درد کی لہریں اٹھی تھیں۔ گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے واپس سر تکیے پر رکھ دیا۔

''تھوڑی بہت مکافاتِ عمل والی فیلنگ آ رہی ہے؟'' سعدی اس کے قریب جھکا مسکراہٹ دبائے پوچھنے لگا۔ ''وہ جو میرے ساتھ کینڈی میں کیا تھا..... یاد ہیں وہ زخم جو مجھے دیے تھے۔''

''زیادہ بک بک مت کرو۔'' فارس نے ناگواری سے کہہ کر آنکھیں شدتِ ضبط سے میچ لیں۔ سعدی مسکرا کر سیدھا ہوا۔ ''اسی لئے کہتے ہیں کسی معصوم کی بددعا نہیں لیتے۔''

''فارس!'' وہ اسے جاگتے دیکھ کر صوفے سے اٹھ کر سامنے آئی۔ گھنگریالے بال آدھے کیچر میں بندھے تھے اور ناک گلابی پڑ رہی تھی۔ البتہ اب وہ خوش اور فریش نظر آ رہی تھی۔ ''کیسا محسوس کر رہے ہو؟ جیسے جیل میں دوبارہ پہنچ گئے ہو' ہوں؟''

ندرت نے خفگی سے بڑبڑا کے اسے ٹوکا تھا مگر ان چاروں کے تیور بدلے ہوئے تھے۔ فارس نے بھنویں بھینچ لیں اور ادھر ادھر دیکھا۔ ''بلاؤ کسی ڈاکٹر کو۔''

''ڈاکٹر والی بریفنگ ہم دے دیتے ہیں نا۔'' حنین پیکٹ سے چپس نکال نکال کر منہ میں رکھتی سامنے آتے ہوئے بولی۔ ''آپ کو چند زخم آئے ہیں۔ زیادہ گہرے نہیں ہیں۔ بے ہوش آپ دھوئیں کی وجہ سے ہوئے تھے۔ اس لئے ہم سے خاطر کی توقع مت رکھیے گا۔''

''اور یہ..... یہ سارے پھل ہم اپنا ٹائم پاس کرنے کے لئے لائے ہیں۔'' سیم چہکا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"ہٹو یار!" وہ بے زاری سے ہاتھ جھلا کر کہتا پھر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ سعدی فوراً آگے بڑھا اور اسے سہارا دیتے ہوئے تکیے پیچھے جوڑے' پھر لیور کی مدد سے بیڈ کو سرہانے سے اوپر اٹھایا۔ وہ اب ٹیک لگا کر بیٹھا تو شدید تکلیف میں لگ رہا تھا۔ کندھے کا زخم درد کرنے لگا تھا جس سے چہرے پہ شدید بے زاری اللہ آئی تھی۔

"اور باقی لوگ... وہ ٹھیک ہیں؟" اس نے پھر ندرت کو مخاطب کیا مگر جواب میں حنین چہک کر بولی تھی۔ "ارے واہ۔ ان لوگوں کا کتنا خیال ہے آپ کو۔ کیا آگ میں کودتے وقت تھوڑی دیر کے لئے بھی اپنی ایک بہن' ایک بیوی' ایک بھانجی اور....." سعدی اور سیم کو دیکھا... "اور ڈیڑھ بھانجوں کا خیال نہیں آیا تھا' ہاں؟"

"یار تم لوگ اپنا چڑیا گھر لے کر میرے سر سے چلے کیوں نہیں جاتے۔" وہ کروٹ لینے کی کوشش میں شدید بے زار ہو رہا تھا مگر سعدی کے بدلے ابھی پورے نہیں ہوئے تھے۔

"واہ ماموں! مجھے تو خوب لیکچر دیتے تھے' میری کے بیٹے کو بچانے کیوں خطرے میں کود پڑے۔ اپنی دفعہ تو کوئی خود غرضی یاد نہیں آئی۔" اب کے فارس نے صرف غصیلی آنکھوں سے اسے دیکھا تو وہ فوراً مصالحتی انداز میں ہاتھ اٹھائے قدم قدم پیچھے ہٹنے لگا۔ "جا رہا ہوں.... جا رہا ہوں۔"

ندرت اب ان تینوں کو گھرک رہی تھیں۔ پھر بڑے ابا کو فون کرنے اٹھ گئیں۔ کمرے میں سگنل اچھے نہیں آتے۔ باری باری سب باہر کھسک گئے۔ اب وہ دونوں تنہا رہ گئے۔ وہ اس کے قریب کھڑی گلاس میں چمچ ہلاتی کچھ مکس کر رہی تھی۔ ساتھ ہی مسکرا کے اسے دیکھ بھی رہی تھی۔

"باقی سب...." وہ قدرے پرسکون ہوا تو نقاہت زدہ نظروں سے اسے دیکھتا' دھیمی آواز میں پوچھنے لگا۔

"نیاز بیگ ایکسپائر ہو گیا۔ سانس گھٹنے کی وجہ سے۔ باقی سب ٹھیک ہیں...." پھر گہری سانس لی۔ "ہاشم ہیرو بن چکا ہے۔ جو بھی زخمی ہو جائے عوام کی ہمدردی سمیٹ لیتا ہے۔"

"اور یقیناً سارا الزام میرے سر ڈال چکا ہو گا۔"

"ابھی دیر کتنی ہوئی ہے حادثے کو۔ ابھی تو وہ باہر بھی نہیں نکلا۔ اور وہ ڈال بھی دے تو بھی کیا... وہاں سب نے تمہیں لوگوں کو نکالتے اور بچاتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"واٹ ایور!" اس نے سر جھٹکا۔ وہ گلاس پکڑے اس کے قریب آئی۔ اور اس کے کندھے کو چھوا۔

"گڈ جاب غازی!" وہ کراہا۔

"یہ بات آپ تندرست کندھے کو بھی تھپک کر کہہ سکتی تھیں۔"

"اوہ سوری۔ مجھے تو بھول گیا تھا۔" وہ دبی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"مجھے پتہ ہے تم ناراض ہو۔کب نہیں ہوتیں۔خیر۔میں وہاں سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔میں ایسا نہیں ہوں۔"وہ گردن موڑ کر دوسری دیوار کو دیکھنے لگا تھا۔

"اور اگر تمہیں کچھ ہو جاتا۔تو میں کیا کرتی؟"اس کی آنکھیں پھر سے بھیگیں۔

"اچھا۔تم پریشان ہوئیں؟"فارس نے چونک کے اسے دیکھا'پھر مسکرایا۔تنے اعصاب پہلی دفعہ جیسے سکون میں آنے لگے۔

"پریشان؟ہونہہ۔"اس نے خفگی سے سر جھٹکا۔"بس اتنا اندازہ ہوا کہ نفرت کتنی کرتی ہوں تم سے۔"

"اچھا...کتنی کرتی ہو؟"اس نے سر تکیے کو ٹکا لیا اور دلچسپی سے زمر کو دیکھا۔

"اتنی کہ میں ہاشم کی جان لے لیتی۔"

"کیا فائدہ ہوتا؟میں تو نہ واپس آ سکتا۔"

"جو کہنا ہے کہہ لو۔میں سچ میں بہت پریشان ہو گئی تھی۔"وہ ناک سے سانس اندر کھینچتی زکام زدہ آواز میں بولی تھی۔

"اچھا لگا سن کر۔"

"بہت برے ہو تم۔"

"کیوں میں نے کیا کہا ہے؟کم از کم ہسپتال کے بیڈ پہ تم سے قانون شہادت کے آرٹیکلز نہیں پوچھ رہا۔"اور اس بات پہ وہ بے اختیار ہنستی چلی گئی۔

"وہ....وہ تو...."پھر چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔"خیر میں نہیں بتا رہی کہ وہ کیوں پوچھا تھا میں نے۔بس اتنا جان لو کہ میں تمہیں جانتی ہوں۔"

"صرف جاننا کافی ہے یا کوئی خدمت بھی کرو گی؟"

"کیا خدمت کروں۔"

"کیا کرتے ہیں ایسی سچوئشنز میں؟"وہ یاد کرنے لگا۔"یہ سوپ پلاؤ نا مجھے اپنے ہاتھوں سے۔"

"شیور۔"اس نے تپائی پہ دھرا گلاس اٹھایا'اس میں چمچ ہلایا اور پھر چمچ باہر نکال کر رکھتے ہوئے بولی۔"میں ضرور تمہیں سوپ پلاتی مگر یہ سوپ نہیں ہے۔"گلاس سامنے کیا تو اس نے دیکھا'اندر نارنجی جوس تھا۔"یہ instant drink ہے جو میں نے تمہارے لئے ہلکان ہو کر اپنی ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کے لئے بنائی ہے۔سوری فارس'یہ میری ڈرنک ہے۔"سادگی سے کندھے اچکا کر وہ اس کے عین سامنے گھونٹ گھونٹ جوس پینے لگی اور وہ خفگی سے اسے دیکھے گیا۔

"میں سمجھا تھا موت کے منہ سے واپس آنے کے بعد میری عزت میں شاید کوئی اضافہ ہوا ہو مگر...."اور نا گواری سے سر جھٹک دیا۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بے ساختہ ہنس دی تھی۔وہ ایسی گھڑیاں تھیں جب آنسو اور ہنسی ایک ساتھ نکلنے کو بے تاب لگ رہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

اور تب ہی باہر عجیب سا شور بلند ہوا۔ وہ دونوں چونک کر دیکھنے لگے۔ پھر زمر نے سر جھٹک دیا۔ اب باہر چاہے قیامت بھی آ گئی ہو وہ فارس کو چھوڑ کے کہیں نہیں جا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب ظلم و ستم کے کوہ گراں
روئی کی طرح اڑ جائیں گے

ہاشم کاردار.... اسی ہسپتال کے بہترین پرائیوٹ روم میں لگژری کاؤچ پہ بیٹھا تھا اور مسکرا کے موبائل پہ سوشل میڈیا پہ برپا طوفان دیکھ رہا تھا۔ اس کی زخمی حالت کی تصاویر وائرل ہو چکی تھیں۔ دعائیں' نیک تمنائیں' محبت بھرے سندیسے ہی سندیسے موصول ہو رہے تھے۔ دروازے پہ آوازیں سنائی دیں تو کونے میں کھڑا رئیس فوراً باہر گیا۔ چند لمحے چوکھٹ پہ تکرار ہوتی رہی' یہاں تک کہ بیزاری سے ہاشم نے پکارا۔

"کون ہے یار؟"

"سر شہرین میڈم ہیں۔ میں بتا رہا ہوں کہ آپ ابھی مل نہیں سکتے' لیکن....."

"اچھا بھیج دو۔" اس نے ہاتھ جھلا کر کہا اور سر جھکا کر موبائل دیکھنے لگا۔ رئیس چلا گیا۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ ہیل کی آواز سے مانوس تھا' آج وہ آواز نہیں سنائی دی تھی۔ اس کی نگاہیں شہری کے قدموں تک گئیں تو منجمد ہو گئیں۔ وہ ننگے پیر تھی۔ ہاشم نے نظریں اٹھائیں۔ وہ پریشان سی' آنکھوں میں آنسو لئے کھڑی تھی۔

"واؤ.... تم میرے لئے اتنی پریشان؟ یا یہ کوئی اسٹنٹ ہے؟" وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔

"ہاشم!" اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ "ہم نے تمہیں ٹی وی پہ دیکھا.... تم زخمی تھے.... سونی رونے لگ گئی تھی....."

"اوہ یار تمہیں سونی کو نہیں دکھانے تھے وہ منظر۔ اچھا' اب گھر جاؤ' آرام کرو۔ میں صبح تک آ جاؤں گا۔ سونی سے کہو میں ٹھیک ہوں...."

"ہاشم...." اس کی رندھی آواز کپکپائی۔ "میں اور سونی ایک ساتھ آئے تھے۔ میڈ بھی ساتھ تھی.... مجھے نہیں پتہ کیا ہوا....."

سیل فون ہاشم کاردار کے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ وہ کرنٹ کھا کے کھڑا ہوا۔ "کیا ہوا سونیا کو؟"

"ہاشم...." شہری نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "سونی نہیں ہے.... سونی ہسپتال میں کوما میں ہے....."

کیا تم نے کبھی روح نکلنے کی آواز سنی ہے؟

وہ چیخوں سے زیادہ دلدوز ہوتی ہے۔

وہ بے اختیار آگے بھاگا۔

"کہاں ہے سونیا؟ کہاں ہے میری بیٹی؟" وہ حواس باختہ سا باہر آ کر چیخا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"وہ ابھی میرے ساتھ تھی....رش بہت تھا....میں کال کرنے رکی....میڈ اس کے ساتھ تھی....میں کاریڈور میں آگے نکل گئی' وہ پیچھے رہ گئیں....میڈ سے اس کا ہاتھ چھوٹ گیا....میں نے پولیس کو بتایا ہے....وہ اسے ڈھونڈ رہے ہیں....مگر وہ نہیں مل رہی....وہ کہہ رہے ہیں اس ہسپتال سے ایک ماہ میں تین بچے پہلے بھی اغوا ہو چکے ہیں....سی سی ٹی وی بھی خراب....."

مگر وہ نہیں سن رہا تھا۔ وہ بھاگ رہا تھا۔ سفید چہرہ لئے' سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ کاریڈور میں چلاتے ہوئے بھاگ رہا تھا....

"میری بیٹی سنگ ہے....اسے ڈھونڈ کر لاؤ....رئیس....."

اور رئیس کو بھی ابھی خبر ملی تھی۔ راہداری میں ہاشم کے گارڈز آگے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ پولیس کے افسران اسی طرف آ رہے تھے....ہر چہرے پہ مایوسی تھی....شکستگی تھی....نفی میں ہلتی گردنیں....جھکی آنکھیں....وہ کچھ نہیں دیکھ پا رہا تھا....وہ اسپتال کی گرین شرٹ میں ملبوس راہداری میں آگے بھاگتا جا رہا تھا....دل تھا کہ ڈوب ڈوب رہا تھا....گردن بار بار بے یقینی سے نفی میں ہلتی تھی....روح قبض ہو رہی تھی....جان نکل رہی تھی...

"سونیا کہاں ہے؟" وہ ایک ایک شخص کو روک کر پوچھ رہا تھا۔ چیخ رہا تھا۔ راہداری سے گزرتے ہر بچے کا منہ موڑ کر دیکھتا۔ سونی نہیں تھی۔ کہیں نہیں تھی۔

"وہ کہاں جا سکتی ہے۔ وہ اتنی جلدی کہاں جا سکتی ہے۔ میری بیٹی کو ڈھونڈ کر لاؤ....تم باہر دیکھو....تم اس طرف جاؤ....." وہ ڈھیروں لوگوں کے درمیان کھڑا چلا چلا کر ہدایات دے رہا تھا....پسینے سے تر چہرہ....اس پہ اڑتی ہوائیاں....آنکھوں میں جلتی بجھتی امید....وہ ایک دفعہ پھر سے آگے کو دوڑنے لگا تھا....

رپورٹرز اسی طرف آ گئے تھے....کیمرے دھڑا دھڑ اس کی تصاویر اور فلم اتار رہے تھے....اور وہ ایک ایک کو روک کر پوچھ رہا تھا....."میری بیٹی....وہ سات سال کی ہے...." وہ ہاتھ سے اپنے گھٹنے تک اشارہ کرتے اس کا قد بتاتا۔ "کیا آپ نے اسے دیکھا ہے؟" وہ امید اور خوف سے ہر دروازہ کھول کر اندر دیکھتا' پھر آگے کو دوڑتا....لوگ ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہے تھے.....

"کس نے اٹھایا ہے میری بیٹی کو؟ بتاؤ مجھے۔ کہاں جا سکتی ہے وہ...." راستے میں اسے پولیس کا اعلیٰ افسر نظر آیا تو وہ تیر کی طرح اس پہ جھپٹا اور اس کا گریبان پکڑ لیا۔ "کس لئے ہو تم لوگ؟ تمہارے ہوتے ہوئے وہ کیسے غائب ہو سکتی ہے؟"

وہ ویٹنگ لاؤنج کے وسط میں کھڑا تھا اور پولیس آفیسر کا گریبان جھنجھوڑ کر پوچھ رہا تھا۔ پولیس آفیسر نے ندامت اور افسوس سے نظریں جھکا لیں۔ "سر ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو قرار واقعی سزا دلوائیں گے۔"

"سزا مائی فٹ!" وہ اس کو پرے دھکیل کر چلایا تھا۔ "مجھے میری بیٹی چاہیے۔ میری بیٹی کو لے کر آؤ۔ ایسے کیسے وہ کہیں جا سکتی ہے؟" وہ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھ رہا تھا۔ لوگ ہجوم کی صورت وہاں کھڑے خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے۔ ان میں ندرت بھی تھیں اور سعدی' حنین' اسامہ ان کے ساتھ کھڑے شامل سے نظر آ رہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ہاشم کو اپنا سر گول گول گھومتا محسوس ہو رہا تھا.... رئیس پھولے سانس کے ساتھ بھاگتا آ رہا تھا.... "سر.... سی سی ٹی وی کیمرے بھی عرصے سے خراب پڑے ہیں' ہسپتال کی بہت سی exits ہیں' شاید وہ اب تک بچی کو لے کر نکل گئے ہوں گے۔" ہاشم تیزی سے آگے بڑھا اور پوری قوت سے ایک مکا اس کے منہ پہ دے مارا۔ رئیس تیورا کے پیچھے کو گرا۔

"مجھے میری بیٹی چاہیے.... مجھے میری بیٹی لا کر دو...." وہ سرخ بھبھوکا چہرے کے ساتھ چلایا تھا۔ دو سپاہیوں نے اسے "آرام سے سر آرام سے" کہتے کندھوں سے تھام کر روکا' ورنہ وہ شاید رئیس کے ٹکڑے کر دیتا۔

"کون لے کر گیا ہے میری بیٹی کو...." چاروں طرف دیکھ کر.... اب کے پریشانی اور صدمے سے شکست خوردہ سے انداز میں چلا رہا تھا....

"ایسے کون کرتا ہے؟ ہسپتال سے کسی کا بچہ کون غائب کراتا ہے؟"

اور ندرت ذوالفقار یوسف نے آنکھیں بند کر کے ایسی کرب میں ڈوبی آہ بھری تھی کہ ان کے تینوں بچوں نے ان کے کندھوں اور بازوؤں سے خود کو لگا لیا تھا۔ ان سب کی آنکھوں میں ترحم تھا' خوف تھا.... ہاشم کے لئے.... اعمال کے نتائج کے لئے.....

"ایسے کون کرتا ہے؟" ہاشم سرخ گیلی آنکھوں سے ایک ایک کا چہرہ دیکھ کر' ٹوٹے دل سے پوچھ رہا تھا.... اس کو ابھی تک سپاہیوں نے تھام رکھا تھا.... اس کے گارڈز ادھر ادھر بھاگ رہے تھے.... فون ملا رہے تھے.....

"کسی کا بچہ ایسے کون اٹھاتا ہے.... بچوں سے کون دشمنی کرتا ہے...." وہ نڈھال سا ایک کرسی پہ گر گیا تھا.... آنسو اسکے چہرے پہ گر رہے تھے اور صدمے سے چور آنکھیں اب بھی ہر طرف دیکھتی تھیں.... رپورٹرز اس سے پوچھ رہے تھے کہ آگ والے واقعے کا ذمہ دار کون ہے.... مگر ہاشم نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا.... اسے معلوم تھا اغوا ہوئے بچے واپس نہیں ملتے.... اور یہی جان کر وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے.... ٹوٹا بکھرا سا.... رونے لگ گیا تھا.....

"Sonia was all i hadl..... ایسے کون کرتا ہے" وہ یہی دو فقرے دوہرا رہا تھا۔ ندرت کے تینوں بچے ان کے مزید قریب ان سے تقریباً لپٹ گئے تھے.....

اور شہر کی ایک سنسان خاموش سڑک پہ ڈرائیو کرتی ایمن فون پہ کسی سے کہہ رہی تھی۔ "آپ کی مدد کا شکریہ۔ آج ہاشم سے تمام انتقام ہم نے لے لیے ہیں۔ اب آگے....."

فون پکڑے اس کے ہاتھ میں اب وہ ہیرے کی انگوٹھی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہم محکوموں کے پاؤں تلے
یہ دھرتی دھڑ دھڑ دھڑکے گی

زمر نے کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹائے تو گرم چمکیلی دھوپ چھن کر کمرے میں گرنے لگی۔ باہر ایک روشن خوبصورت صبح دکھائی دے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

رہی تھی۔ وہ مسکرا کے گھومی اور فارس کو دیکھا جو آئینے کے سامنے کھڑا ڈریس شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔ گیلے بال برش کیے' وہ باہر جانے کے لئے تیار لگ رہا تھا۔

''کہاں جا رہے ہو؟'' وہ اس کی طرف آئی... پھر اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی شرٹ کے کھڑے کالر درست کرنے لگی۔

''جاب ڈھونڈنے۔'' زمر نے مسکراہٹ دبا کر مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

''پانچ دن بعد چلنے پھرنے کے قابل ہوئے ہو تو باہر جانے کا اچھا بہانہ ڈھونڈا ہے۔''

''میں اب بالکل ٹھیک ہوں' اس خدمت کے طفیل جو آپ نے میری بالکل نہیں کی۔''

''اچھا۔ ٹائی نہیں پہنو گے؟''

''اونہوں!'' اس نے بے نیازی سے کندھے جھٹکے' آئینے میں دیکھ کر بال دوبارہ درست کیے پھر چابی اٹھاتے ہوئے اس کی طرف مڑا اور مسکرایا۔ ''اچھی لگ رہی ہو۔''

''تم بھی۔''

''میں کب نہیں لگتا؟'' بے نیازی سے شانے اچکائے۔

''اچھا مجھ سے وعدہ کرو' جب ہم نئے گھر' نئی زندگی میں سیٹل ہو جائیں گے تو تم مجھے ڈنر پہ لے کر جاؤ گے۔ عرصے سے وہ ڈنر ادھار ہے تم پہ۔''

''کتنی لالچی ہو تم!'' افسوس سے سر جھٹکتا وہ آگے بڑھ گیا۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے جاتے دیکھتی رہی۔ زندگی نارمل ہو گئی تھی' مگر وہ دونوں کبھی نارمل نہیں ہو سکتے تھے' یہ طے تھا۔

وہ پورچ میں آیا تو گھنٹی بجی۔ گاڑی کی طرف جانے کے بجائے وہ گیٹ تک آیا اور اسے کھولا۔ پھر سامنے کھڑے نوجوان کو دیکھ کر گہری سانس لی۔ کالے دھوئیں والا کمرہ... آگ کے شعلے... سب ذہن میں تازہ ہو گیا تھا۔

وہ خاور کا بیٹا تھا اور ملتجی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ''مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔''

اندر واپس جاؤ تو سعدی کچن کی گول میز پہ موجود ناشتہ کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ فارس کو رخصت کر کے زمر ادھر آئی تو اس کے پاس ٹھہر گئی۔

''سعدی!'' نرمی سے پکارا تو اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا' ہلکا سا مسکرایا۔ ''جی!''

''تم کیسے ہو؟''

''میں؟'' اس نے گہری سانس لے کر شانے اچکائے۔ ''پہلے غصہ تھا' پھر ڈپریشن' پھر میں نے عدالتی شکست کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ انسان کے ہاتھ میں صرف کوشش کرنا ہے' کامیابی تو اللہ دیتا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''پھر میری بات مان لو۔ سیدہ سعدی یوسف چیچ کے کچھ ممبر زتم سے ملنا چاہتے ہیں۔ ان سے مل لو۔'' وہ اس کے شانے پہ ہاتھ رکھے نرمی سے اسے سمجھا رہی تھی۔ مگر سعدی نے نفی میں سر ہلایا۔

''میں ان لوگوں کو کیسے فیس کروں گا جنہوں نے اتنے مہینے اپنے جذبات اور آوازیں میری جدوجہد میں انویسٹ کیں؟ میں ہار گیا ہوں۔ یہ کیسے explain کروں گا؟''

''تم جاؤ تو سہی! ملنے اور بات کرنے سے بہت کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یاد ہے میں اور تم... ایک زمانے میں بات کرنا چھوڑ چکے تھے' مگر ہم ٹھیک تب ہوئے جب بات کرنا شروع کی۔'' پھر رک کر بولی۔ ''آئی ایم سوری... ان چار سالوں کے لئے۔''

''نہیں زمر!'' اس نے نفی میں سر ہلایا اور اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ دیا۔ ''خونی رشتوں کی لڑائیوں اور کٹ آف میں غلطیاں مشترک ہوتی ہیں۔'' وہ آزردگی سے مسکرا دی۔

باہر لان میں واپس آؤ تو وہ دونوں ابھی تک پورچ میں کھڑے تھے۔ نہ فارس نے اسے بیٹھنے کو کہا' نہ وہ اتنا وقت لے کر آیا تھا۔

''کاردار صاحب کی بیٹی کا کچھ پتہ چلا؟ پانچ روز ہو چکے ہیں۔''

''نہیں!'' فارس جیبوں میں ہاتھ ڈالے' سر جھکائے' جوتے سے گھاس کو مسلتے ہوئے بولا تھا۔ ''میں نے اپنے تمام اسٹریٹ کانٹیکٹس کو متحرک کیا ہے' مگر ڈاکٹر ایمن' اس کا خاندان اور سونیا تینوں اب تک اس ملک سے بہت دور جا چکے ہوں گے۔ میں اب بھی کوشش کر رہا ہوں کہ کسی طرح ہم سونی کو ڈھونڈ لیں۔''

''وہ لوگ تو آپ کے دشمن ہیں۔''

''مگر بیٹیاں سب کی برابر ہوتی ہیں۔'' فارس اس لڑکے کو دیکھ کر زخمی سا مسکرایا۔ ''خیر' تم کیسے آئے؟ والد صاحب ٹھیک ہیں تمہارے؟''

لڑکا چپ ہو گیا۔ پھر سر جھکا لیا۔

''میں چاہتا ہوں آپ میرے ابو کو معاف کر دیں۔''

''معاف!'' فارس نے ایک سرد سانس دھیرے سے خارج کی۔ ''میں لوگوں کو جسمانی اذیت دے کر انتقام لینے کو برا سمجھتا ہوں۔ خاور کے ساتھ یہ سب میں نے نہیں کیا تھا۔ خاور نے میرے بھائی' میری بیوی' زمر... سب کو جسمانی اذیت دی' مگر میں نے اتنا کیا کہ سعدی سے کہا' وہ خاور کو ہاشم سے الگ کر دے۔ اس نے خاور کی نوکری ختم کروا دی اور اسے ہاشم کے زیر عتاب لے آیا۔ اس وقت میرا انتقام پورا ہو گیا تھا۔ اب معافی کے لئے کچھ بچا ہی نہیں۔''

''پھر بھی....''

''میں دل صاف کرنے کی کوشش کروں گا' لیکن وعدہ کروں تو یہ جھوٹ ہو گا۔ میں اپنے بھائی اور بیوی کی لاشیں نہیں بھول سکتا۔'' اس نے لڑکے کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔ یہ ملاقات ختم ہونے کا عندیہ تھا......

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

مور چال کی بالائی منزل تک جاؤ تو اپنے کمرے میں حنین اسٹڈی ٹیبل پہ بیٹھی تھی۔ یہاں کھڑکی سے نیچے لان میں کھڑا فارس دکھائی دے رہا تھا' مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی عزیز کتاب کے صفحے پلٹ رہی تھی... کافی دن بعد حنین کو وہ بھاری آبنوسی دروازہ دکھائی دیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا تو وہ کھلتا چلا گیا.....

سامنے تاحدِ نگاہ سنہرا صحرا تھا' مگر جس جگہ وہ کھڑی تھی' وہاں اونچے گھنے کھجور کے درخت ہی درخت تھے... نخلستان نے صحرا کی گرمی اور تپش کو شکست دے دی تھی۔

بوڑھا استاد ایک درخت تلے بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔ سامنے چند تختیاں رکھی تھیں جن کے اوپر وہ قلم کو سیاہی میں ڈبو ڈبو کر لکھ رہے تھے۔ وہ قدم قدم اس طرف بڑھنے لگی تو انہوں نے سر اٹھائے بنا مسکرا کر کہا۔ ''بہت دن بعد آئی ہو۔''

''مگر میں نے یہ دن بے کار نہیں گزارے' شیخ!'' وہ ان کے سامنے آ بیٹھی۔ دوزانو ہو کر۔ وہ سر جھکائے لکھتے رہے۔ ''کیا کیا تم نے ان دنوں میں۔''

''میں نے جو آپ کی کتاب سے سیکھا تھا' اسے اپنی زندگی پہ اپلائی کیا۔ جس علم کو اپلائی ہی نہ کیا جائے وہ تو ایسے ہے جیسے گدھے پہ کتابیں لاد دی گئی ہوں۔ ایسا علم بوجھ بن جاتا ہے۔ میں نے' اے شیخ' آپ کی کتاب ختم کر لی اور میں اب اس کے آخری باب کے متعلق بات کرنے آئی ہوں۔''

کھجور کے درختوں کے بیچ سرسراتی ہوئی ٹھنڈی ہوا نے ماحول کو مزید خوشگوار بنا دیا تھا۔ ایسے میں جہاں ہر طرف سیاہ سفید منظر نامہ تھا' وہ رنگین دکھائی دیتی تھی۔

''پھر.... کیا سیکھا تم نے میری کتاب سے؟''

''میں نے یہ سیکھا کہ ہر انسان vulnerable ہے۔ اس کے ارد گرد کا موسم ایک سا نہیں رہتا۔ کبھی موسم بدلتا ہے تو ہوا میں گردش کرتے مختلف وائرس اسے آ کر جکڑ لیتے ہیں۔ ایسے ہی ماحول بھی بدلتا رہتا ہے۔ نئے ماحول' نئی یونیورسٹی کالج' نیا موبائل فون' ان سب عناصر کے باعث اسے مرضِ عشق کا وائرس آن لگتا ہے۔ اس میں اس کا قصور نہیں ہوتا۔ پھر وہ کیا کرتا ہے' یہاں سے اس کا امتحان شروع ہوتا ہے۔''

''تو تمہارے خیال میں پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟'' درس کا وقت ختم ہو چکا تھا اور امتحان شروع ہو چکا تھا۔ استاد نے تختیاں پرے ہٹا دیں اور پوری توجہ سے اس کا جواب سننے لگے۔ وہ کہہ رہی تھی۔

''اسے دو کام کرنے چاہئیں۔ پہلا غضِ بصر۔ نظر جھکانا۔ وہ شخص جس کی وجہ سے دل ڈسٹرب ہے' اس سے اگر کوئی حلال تعلق نہیں ہے تو اسے اپنی زندگی سے نکال باہر پھینکنا۔ سارے تعلق' سارے روابط کاٹ دینے چاہئیں۔ پھر اس کی یادوں' اس کی تصویروں' اس کے میسیجز' ای میلز' کسی کو بھی دوبارہ نہ پڑھیں۔ یوں نظر محفوظ ہو گی تو دل بھی محفوظ ہو گا۔''

''اور دوسرا طریقہ؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"صرف نظر کی حفاظت کرنا کافی نہیں۔دل کا دھیان بھی بنانا ہوگا۔عشق عشق کو کاٹتا ہے' محبت محبت کو کاٹتی ہے۔آپ کی کتاب کا آخری باب کہتا ہے کہ اپنے دل میں سب سے بڑی محبت...اللہ کی محبت بسائی جائے' وہ ہمارے دل کو اتنا مضبوط کر دے گی کہ ہم اس شخص کی طرف نہیں لپکیں گے۔"

"کیا تمہیں اس بات سے اختلاف ہے؟"

"نہیں۔ہرگز نہیں۔لیکن مجھے ایک اعتراف بھی کرنا ہے۔کئی سال پہلے علیشا نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا مجھے خدا سے محبت ہے؟ میں نے کہا تھا' پتہ نہیں۔آج اتنی ٹھوکریں کھا کر بھی میں نہیں جان سکی کہ اللہ سے محبت کسے کہتے ہیں۔وہ کیسے کی جاتی ہے۔میں نمازیں پڑھتی ہوں اور لوگوں کو دھوکے نہ دینے کی کوشش بھی کرتی ہوں' مگر ابھی تک میں اللہ تعالیٰ سے وہ محبت نہیں کر سکی جو کرنا چاہیے تھی۔میں سمجھتی تھی کہ آخر میں جا کر میں اس محبت کو سمجھ جاؤں گی مگر ایسا نہیں ہو سکا۔اور میں یہی بتانا چاہتی ہوں آپ کو۔اللہ کی طرف جاتا راستہ بہت طویل ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس کے آخر تک پہنچ جائیں اس کو پار کر لیں۔ضروری صرف یہ ہے کہ جب ہمیں موت آئے تو ہم اسی راستے پہ ہوں چاہے لڑکھڑا رہے ہوں' چاہے گر پڑ کر آگے بڑھ رہے ہوں' مگر اس سیدھے راستے پہ رہیں۔اپنے گناہوں کو دلیلیں دے دے کر جسٹی فائی نہ کرتے پھریں۔جب دل میں کچھ کھٹک رہا ہو توبہ کر کے اپنے اعمال درست کر لیں اور راستہ سیدھا کر لیں۔ہمارا مستقبل کورا ہے' ماضی جیسا بھی داغدار ہو بھلے۔مستقبل کو ہم اپنی مرضی سے لکھ سکتے ہیں۔"

"اور اللہ سے محبت؟" انہوں نے یاد دلایا۔حسین نے گہری سانس لے کر...سر اٹھا کے دور تک پھیلے کھجور کے درختوں کو دیکھا۔

"وہ ویسی نہیں کر سکی جیسے کرنی چاہیے۔مگر مجھے ان چیزوں سے محبت ہو گئی ہے جن سے اللہ کو محبت ہے۔مجھے نماز اور قرآن سے محبت ہو گئی ہے' اور مجھے اللہ تعالیٰ سے بات کرنا' دعا مانگنا اچھا لگنے لگا ہے۔مجھے یقین ہے کہ اگر اللہ سے محبت میں ولیوں اور نیک لوگوں جیسی نہ بھی ہو سکی' تب بھی میں ایسے اچھے کام کرتی رہوں گی جن سے کم از کم وہ تو مجھ سے محبت کرے گا نا۔" وہ مسکرا کر امید سے کہہ رہی تھی اور شیخ نے بھی اسی مسکراہٹ کے ساتھ سر کو خم دیا تھا۔

کھجور کے درخت غائب ہو گئے۔اس نے سر اٹھایا تو دیکھا کمرے میں بیٹھی تھی اور اسٹڈی ٹیبل پہ کتاب کھلی رکھی تھی۔اس نے صفحے پلٹائے۔پہلے صفحے پہ واپس آئی۔وہاں آج بھی ہاشم کاردار کا نام لکھا تھا۔

کینسر رہے نہ رہے' وہ بھولتا کبھی نہیں ہے۔اور بھولنا ضروری بھی نہیں ہے۔اس نے گہری سانس لے کر کتاب بند کر دی۔ایک سفر تمام ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور اہلِ حکم کے سر اوپر
جب بجلی کڑکڑ کڑکے گی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

قصرِ کاردار کالا ونج دوپہر کے باوجود اندھیرے میں ڈوبا لگتا تھا۔کھڑکیوں کے آگے بلاک آؤٹ بلائنڈز گرے تھے....گویا روشنی کے سارے راستے کاٹ دیے گئے ہوں۔

وہ بڑے صوفے پہ لمبا لیٹا تھا۔رف ٹراوزر اور آدھی آستین کی ٹی شرٹ پہنے۔بڑھی شیو اور سرخ آنکھیں لئے' وہ چھت پہ جھلملاتے فانوس کو دیکھ رہا تھا۔اس کے قدموں کے قریب ہاتھ باندھے ایک اعلیٰ پولیس آفیسر کھڑا تھا' اور ساتھ رئیس۔

"وہ ملک سے فرار ہو چکے ہیں۔مگر ہم انہیں ڈھونڈ لیں گے۔تاوان کے لئے کوئی کال بھی نہیں کی۔ان کا مقصد آپ کو اذیت دینا تھا۔" پولیس افسر سر جھکائے ڈرتے ڈرتے اطلاع دے رہا تھا۔"اور ہم یہ معاملہ فارس غازی پہ بھی نہیں ڈال سکتے کیونکہ وہ اس وقت زخمی حالت میں ہسپتال داخل تھا...اور..."

ہاشم نے بے زاری سے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔"وہ ایسے کام نہیں کرتا۔بیٹیاں سب کی برابر ہوتی ہیں۔"سرخ آنکھوں سے اس نے پولیس والے کو گھورا تھا۔

"سر' آپ نے بہت غلطی کی۔اتنے شاطر مجرموں کو ایک کمرے میں بند کر کے آگ لگانی چاہی....انہوں نے جوابی حملہ تو کرنا تھا۔"

"بکواس مت کرو میرے سامنے۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا۔ننگے پیر زمین پہ اتارے۔

"میں ان میں سے ایک ایک کو دوبارہ اسی طرح جلا کر ماروں گا' اور اگر مجھے سونیا نہ ملی تو تم لوگوں کے بچے بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔"انگلی اٹھا کر وہ اسے تنبیہ کر رہا تھا۔"تم لوگوں کو بھی جو زیادہ پیسہ دے اس کے ساتھ مل جاتے ہو۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ پولیس کے ہوتے ہوئے ایک بچی کو وہاں سے نکال کر لے جائے اور کسی کو معلوم بھی نہ ہو۔میں صرف سونی کے ملنے کا انتظار کر رہا ہوں۔پھر دیکھنا' میں تم سب کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔" اسے گھورتے ہوئے وہ جھٹکے سے اٹھا' اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔سیڑھیاں تاریک تھیں' ساری دنیا تاریک تھی۔

اپنے کمرے میں آ کر وہ کار کی چابیاں ڈھونڈنے لگا۔روز کی طرح آج بھی اسے شہر کے کونے چھان مارنے جانا تھا۔میز سے چابیاں اٹھاتے ہوئے وہ رکا۔وہاں ڈیجیٹل فوٹو فریم لگا تھا جس میں تصاویر کا سلائیڈ شو مدھم موسیقی کے ساتھ چل رہا تھا۔ہاشم رک کر دیکھنے لگا۔آنکھوں میں یاسیت سی اتر آئی.....

اس کے بچپن کی تصاویر ....وہ اور ڈیڈ....اسٹین فورڈ کے دنوں کی تصاویر....اس کی ڈگری....اور اس پہ بڑا بڑا سا "کاروبار" لکھا....ہر دوسری ہر تصویر میں اورنگزیب اس کے ساتھ تھے....اس کا شانہ تھپکتے' اس کو دیکھ کر مسکراتے....وہ اسے کہا کرتے تھے' وہی ان جیسا ہے ....وہی ان کے کاروبار' ان کی وراثت کا اصل حقدار ہے....جواہرات بے اعتبار اور شیرو نما تھا...علیشا کچھ تھی ہی نہیں....سب ہاشم تھا....ہاشم سنبھال لے گا....اور اب آہستہ آہستہ یہ حقیقت اس کے اوپر عیاں ہو رہی تھی کہ اس کی ساری زندگی ایک جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہ تھی....ہر وہ شے جس پہ اس نے فخر کیا تھا....جس سے اس نے محبت کی تھی....کچھ بھی اس کا نہ تھا....کچھ بھی اس کا نہ رہا تھا....اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

آنکھیں بند کیں۔گرم گرم آنسو گال پہ لڑھکنے لگے۔

پھر اس نے دراز کھولی۔اندر اس کا پستول رکھا تھا۔اس کی ہر شے کی طرح بیش قیمت اور برانڈڈ۔اس نے پستول نکال اور لوڈ کیا۔

اندھیرا لاؤنج میں رئیس اور پولیس آفیسر کھڑے دھیمی سرگوشیوں میں سونی کو ڈھونڈنے کے بارے میں بات کر رہے تھے جب انہوں نے وہ ہولناک فائر سنا۔دونوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

"ہاشم!" رئیس کے لبوں سے نکلا۔وہ دونوں دیوانہ وار اوپر بھاگے....سیڑھیاں عبور کیں...اور کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولا۔

کمرے کے کونے میں رکھا ایکویریم (جو وہ کئی دن پہلے ادھر لے آیا تھا) چکنا چور ہوا پڑا تھا۔پانی گر گیا تھا۔سامنے ہاشم کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"سر آپ ٹھیک ہیں؟" رئیس نے بدحواسی سے پوچھا۔ہاشم کاردار نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"مجھے کیا ہونا ہے؟ اتنا کمزور نہیں ہوں کہ ہار مان لوں گا۔میں صرف اپنے پچھتاووں کی آخری نشانی ختم کر رہا تھا۔جو کیا بالکل ٹھیک کیا۔دس بار پھر کروں گا۔ایک دفعہ مجھے سونی مل جائے پھر میں سب کو بتاؤں گا کہ میری بیٹی کو ایذا دینے والوں کے ساتھ کیا ہونا چاہیے۔اب چلو۔" گن جیب میں اڑستے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔رئیس نے بے اختیار سکون کا سانس لیا تھا۔آج پھر انہیں شہر کا ہر کونا رات گئے تک چھاننا تھا...ایمن کے رشتے داروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے گھروں میں دھاوا بولنا تھا ان کو ہراساں کرنا تھا....وہ کہاں جا سکتی ہے....کوئی تو پتا دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب ارضِ خدا کے کعبے سے
سب بت اٹھوائے جائیں گے

ائیر پورٹ پہ مختلف اطلاعات کی آوازیں اسپیکرز پہ گونج رہی تھیں۔رش کافی تھا۔آوازیں۔شور۔ایسے میں وی آئی پی لاؤنج میں ایک صوفے پہ نوشیرواں بیٹھا تھا اور بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ وہ اکیلا تھا۔سارے میں مجمعے میں بھی اکیلا۔

قریب آتے قدموں کی آہٹ محسوس کی تو سامنے دیکھا۔سعدی یوسف وہاں سے چلا آ رہا تھا۔سفید شرٹ کے آستین کہنیوں تک چڑھائے وہ سنجیدہ چہرے اور چبھتی ہوئی نظروں کے ساتھ اس کے عین سامنے آ رکا۔شیرو بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"پبلک پلیس پہ بلایا تم نے نوشیرواں لیکن میں اس دفعہ گھر والوں کو بتا کر آیا ہوں۔ورنہ سیکورٹی سسٹم....." نظر گھما کر سی سی ٹی وی کیمروں کو دیکھا "اور سیکیورٹی اہلکاروں کا بھروسہ نہیں ہے مجھے۔" پھر اپنی گھڑی دیکھی۔"میرے پاس صرف دس منٹ ہیں۔جو بھی کہنا ہے بغیر تمہید کے کہو۔"

نوشیرواں چند لمحے تذبذب سے اسے دیکھے گیا۔سلک کی گرے شرٹ اور...سیاہ کوٹ پہنے وہ بال چھوٹے کٹوا کر پہلے سے بہت مختلف نظر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

آ رہا تھا۔ ''سونیا ابھی تک نہیں ملی۔''

''مجھے اس کا بہت افسوس ہے۔ ہم بھی تلاش کر رہے ہیں اپنے طور پہ جتنا ہو سکا کریں گے۔ اور کچھ؟'' اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

''سعدی کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے؟'' وہ ایک دم جذباتی سا ہو کر بولا۔ ''کیا تم مجھے اس بوجھ سے آزاد نہیں کر سکتے؟ میں جیل گیا میں عدالتوں کے چکر لگاتا رہا' ہمارا خاندان ٹوٹ گیا' اپنے سوشل سرکل میں میں مذاق بن کر رہ گیا۔ کیا تم میری سزا ختم نہیں کر سکتے؟'' اس کی آواز آخر میں گلوگیر ہو گئی تھی۔ سعدی نے ایک گہری سانس لی صوفے پہ بیٹھا اور اسے اشارہ کیا۔ ''بیٹھو۔'' وہ کسی معمول کی طرح سامنے بیٹھ گیا۔ دم سادھے۔ اب سعدی نے آگے جھکے' ہاتھ باہم پھنسائے' غور سے اسے دیکھتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔ ''میں تمہارا کون تھا نوشیرواں؟''

نوشیرواں سے کچھ بولا نہیں گیا۔

''میں تمہارا دوست تھا۔ جس نے تمہاری جان بچائی تھی۔ جو یونیورسٹی میں تمہاری ہر طرح سے اخلاقی طور پہ مدد کیا کرتا تھا مگر تم نے پہلے مجھ سے لڑائی کی' پھر مجھ سے حسد شروع کیا۔ کیا تھا اگر تم اس بات کو اپ سیٹ کر لیتے کہ ایک مڈل کلاس کا لڑکا اتنا پراعتماد ہے مگر تم جلنے لگے۔ تم نے ہر موقع پہ مجھے نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ لوگ کہتے ہیں پہلا قتل عورت پہ ہوا تھا۔ غلط کہتے ہیں۔ پہلا قتل حسد کی وجہ سے ہوا تھا۔ قابیل نے تب نہیں مارا ہابیل کو جب یہ فیصلہ ہوا کہ ہابیل اس لڑکی سے شادی کرے گا جس سے قابیل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے تب مارا اسے جب اللہ نے ہابیل کے حق میں فیصلہ دیا۔ پہلے اس کا ہابیل سے مقابلہ تھا۔ اب وہ ہابیل سے جیلیس ہوا تھا۔ تم نے جب مجھے مارنا چاہا تو میں نے وہی کہا جو ہابیل نے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ میں تم پہ ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ لیکن تم نے مجھے گولیاں ماریں' مجھے بوٹ مارے۔ کیا میں وہ بھول سکتا ہوں؟'' شیرو کا چہرہ جھک گیا۔ کان گلابی پڑ رہے تھے۔

''جب میں قید سے رہا ہو کر آیا تو روز سوچتا تھا' کیا میں وہ بھول سکتا ہوں؟ تمہیں معاف کر سکتا ہوں؟ پھر مجھے احساس ہوا کہ ہاں' میں یہ کر سکتا ہوں۔''

نوشیرواں نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔ وہ پرتپش نگاہوں سے اسے دیکھتا کہہ رہا تھا۔

''تمہیں لگتا ہے کہ میں اتنا بے رحم اور انتقام میں اندھا ہو گیا تھا کہ ہر قیمت پہ تمہاری پھانسی چاہتا تھا؟ نہیں نوشیرواں' حالانکہ قصاص میرا حق تھا' مگر میں چاہتا تھا تم اپنی اصلاح کرو۔ تم نے زمر کو بھی بچایا' تم اپنی معافی' اپنی نجات کہاں کہاں نہیں ڈھونڈتے رہے' مگر تم میرے پاس نہیں آئے۔ تم آتے بھی تو میں تمہیں معاف نہ کرتا۔ کیونکہ میں چاہتا تھا تم دنیا کے سامنے مانو' عدالت میں اعتراف کرو' یا عدالت اس بات کو مانے کہ میں سچ کہہ رہا تھا۔ اگر تم اصلاح چاہتے ہوتے تو مان لیتے' یا اپنے بھائی کو روکتے کہ مجھ پہ اور میرے خاندان پہ کیچڑ نہ اچھالتا رہے' مگر تم خاموش رہے۔ تم برادران یوسف کی طرح سمجھتے ہو کہ ''اس گناہ کے بعد ہم نیکوکار ہو جائیں گے'' والا طریقہ درست ہے۔ نہیں نوشیرواں اصلاح کے سفر کی بنیاد جھوٹ پہ نہیں رکھی جاتی۔ سچ پہ رکھی جاتی ہے۔ عدالت میں جھوٹ کو بڑے جھوٹ سے بے شک ہرایا جائے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

مگر زندگی میں جھوٹ کو سچ سے ہی ہرانا چاہیے۔"

"میں اعتراف کرتا تو مجھے پھانسی ہو جاتی!" وہ دبا دبا سا چیخا تھا۔ آنکھیں پھر سے گلابی پڑنے لگی تھیں۔

"میں نے کہا نا' میں فیصلہ کر چکا تھا۔ اگر تم اعتراف کر دیا اگر عدالت تمہیں مجرم مان لے تو میں بھی تمہیں معاف کر دوں گا۔ مگر تم اصلاح والی زندگی نہیں چاہتے تھے۔ تم صرف زندگی چاہتے تھے۔ تم ایک دفعہ اعتراف کر کے تو دیکھتے۔ میں خود سارے الزام واپس لے لیتا۔ ایک دفعہ پھر تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی۔ میں صرف اس ملک میں ایک precednet سیٹ کرنا چاہتا تھا کہ ہاں طاقتور بھی قانون کے ہتھوڑے تلے آ سکتا ہے مگر تم بزدل نکلے۔۔۔" وہ سپاٹ انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ "اس لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ میں وہ تین گولیاں بھی بھول سکتا ہوں مگر تم نے ایک زخمی پڑے دوست کو بوٹ سے ٹھوکریں ماری تھیں۔ میں وہ نہیں بھول سکتا۔" پھر رک کر بولا۔ "ہابیل کو مارنے کے بعد قابیل کو پھانسی نہیں دی گئی تھی۔ مقدس کتابوں میں آتا ہے کہ اس کے ماتھے پہ خدا تعالیٰ نے ایک مہر لگا دی تھی اور بنی نوع انسان پہ اس کا قتل حرام کر دیا تھا۔ وہ ساری عمر اس نشان کو لیے بھٹکتا رہا' مگر لوگ اس کو اس نشان کے سبب پہچان لیتے اور اس کو قتل نہ کرتے۔ وہ سینکڑوں سال زندگی کی قید میں رہا۔ ہر قابیل کا مرنا ضروری نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں تم بھی قابیل کی طرح بھٹکتے رہو۔ کیونکہ ہاشم پھر بھی اپنے پیاروں سے مخلص تو ہے۔ ان کو مار سکتا ہے' ان کو جلا سکتا ہے' قید کر سکتا ہے' مگر ان کو دھوکہ نہیں دیتا ہے۔ تم نے تو ہاشم کو بھی صرف استعمال کیا۔ ہر قابیل کا مرنا ضروری نہیں ہوتا شیرو!" وہ رکا اور تصحیح کی۔ "مگر تمہارا نام نوشیرواں ہے!"

سعدی یوسف نے ایک ملامتی نظر اس پہ ڈالی اور مڑ گیا۔ نوشیرواں بھیگی آنکھوں سے اس کو دور جاتے دیکھتا رہا۔ اپنے ماتھے پہ لگی دیکھتی مہر کو وہ ابھی سے محسوس کرنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بہم اہل سفا مردود حرم

مسند پہ بٹھائے جائیں گے

اور اسی وقت قصرِ کاردار میں بنے جواہرات کے پرتعیش کمرے میں کوئی اور بھی حساب کتاب لیئے بیٹھا تھا۔

وہ کھڑکی کی طرف رخ کیے بیٹھی' چغے کی صورت ہڈ سر پہ گرائے' درشتی سے پیچھے کرسی پہ بیٹھے ہارون سے کہہ رہی تھی۔ "کیوں آ جاتے ہو ہر روز مجھے کچوکے لگانے؟"

"تمہاری ملازمہ مجھے آنے دیتی ہے۔ میں کیا کروں؟" وہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے' تھری پیس میں ملبوس تھے۔ اس بات پہ مسکرا کے شانے اچکاتے بولے تھے۔ "اور پھر مجھے اچھا لگتا ہے تمہارے ساتھ بیٹھ کر آبی کو یاد کرنا۔ ویسے کیا اب احساس ہوا ہاشم کو کہ کسی کی بیٹی کو چھیننا کیسا ہوتا ہے؟"

"ہونہہ۔" وہ تلخی سے ہنسی۔ "جیسے تمہیں اپنی بیٹی سے بہت محبت تھی۔ ہرگز نہیں۔ کسی کو اپنی اولاد سے اتنی محبت نہیں ہو سکتی جتنی مجھے اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

بیٹوں سے ہے۔"

"ہر کسی کو اپنی اولاد پیاری ہوتی ہے جواہرات۔ مجھے بھی تھی۔" وہ درشتی سے بات کاٹ کر بولے تھے۔ "مگر میں ہاشم کی طرح دیوانہ وار ایک ایک کا گریبان نہیں پکڑ سکتا تھا۔ میں تم لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ میں خود کو مزید طاقتور بنانا چاہتا تھا تاکہ کبھی تو تم سے انتقام لے سکوں۔"

"میں نے کچھ نہیں کیا آپی کے ساتھ۔ ہاشم نے کیا جو بھی کیا۔"

"تم نے اور بہت کچھ کیا ہے۔ پہلے میری بیوی پہ الزام لگایا' اس کا سکینڈل بنوایا' میں نے اسے قید میں ڈال دیا تو تم اس کو نکال کر لے گئیں۔ تم نے میری بیوی کو مروایا' اس کے زیور ہتھیا لئے۔ وہ antique در جیولری... اس کی وجہ سے میری بیٹی تباہ ہو گئی۔" وہ کہہ رہے تھے اور ایک ایک لفظ میں درد سا بسا تھا۔ "میں اسے کبھی وقت نہیں دے سکا۔ وہ موت سے obsessed ہوتی گئی۔ میں نے اس کی حفاظت کرنی چاہی' اس کو باڈی گارڈ خرید کر دینا چاہا۔ مگر کوئی میرے اشارے پہ نہ چلا۔ نہ تم لوگ' نہ زمر اور فارس۔ یہاں تک کہ ہاشم نے اسے چھین لیا۔"

"چلے جاؤ تم یہاں سے۔ میری... میری۔" وہ ہذیانی انداز میں چلانے لگی۔ "اس آدمی کو نکالو یہاں سے۔" مگر وہ خود ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور کوٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے بولے تھے۔ "ایک دفعہ پھر... تمہاری حالت پہ بہت افسوس ہوا جواہرات!"

باہر آ کر کار میں بیٹھتے ہوئے ہارون عبید نے موبائل نکال کر ای میلز کھولیں تو تیسری میل دیکھ کر لبوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ انہوں نے اس میں موجود نمبر دیکھ کر اس کو کال ملائی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فون میں کہہ رہے تھے۔

"آپ کو بقایا رقم' آسٹریلوی شہریت' اور سفری دستاویزات آج مل جائیں گے ڈاکٹر ایمن۔ اس رات آپ نے مجھے کال کر کے اپنی زندگی کا سب سے بہترین فیصلہ کیا تھا۔" پھر رک کر سننے لگے۔ "بے فکر رہیں۔ بچی کہاں ہے' زندہ بھی ہے یا نہیں' یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ اس رات کے بعد سے میرا مسئلہ ہے۔" اور مسکرا کے فون بند کر دیا۔

سیاہ شیشوں والی کار تیزی سے سڑک پہ دوڑتی رہی اور وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ باہر دیکھتے رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سب تاج اچھالے جائیں گے
سب تخت گرائے جائیں گے

رات گہری ہو رہی تھی اور شہر کی ایک پررونق سڑک پہ ہاشم کی کار دوڑتی جا رہی تھی۔ وہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا تھا اور کھڑکی سے باہر ویران نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ رئیس کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس کو سونیا کے اغوا کی تفتیش کے بارے میں آگاہ کر رہا تھا۔ مگر وہ بس دکھی نظروں سے باہر دیکھے جا رہا تھا۔ شہر روشنیوں سے منور تھا' دنیا اس کی ذہنی حالت سے بے نیاز اپنی روش پہ چل رہی تھی' بہہ رہی تھی' جل رہی تھی' اور وہ کتنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پیچھے رہ گیا تھا۔ زندگی میں ایک ہی سچ بچا تھا۔ سونیا....اور اس نے اسے بھی کھو دیا تھا۔ وہ کہاں جائے' وہ کیا کرے؟ وہ آنکھیں بند کر کے کنپٹیاں سہلانے لگا۔

کار رکی تو اس نے چونک کے سر اٹھایا۔

"سر یہاں مارکیٹ میں ڈاکٹر ایمن کے بھائی کی شاپس ہیں۔ میں بندے لے جا کر ان سے ذرا....بات کرتا ہوں۔ آپ بیٹھیں۔ مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" ہاشم نے محض سر ہلا دیا۔ اور سر ہاتھوں میں گرا کے وہیں بیٹھا رہا۔ آگے پیچھے رکتی گاڑیوں کے دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ پھر گارڈز کے دور جانے کی چاپ سنائی دیتی رہی۔ وہ آنکھیں موندے بیٹھا رہا۔

"ٹھک ٹھک!" شیشہ کھٹکا تھا۔ اس نے بے زاری سے آنکھیں کھولیں اور گردن موڑی۔ کھڑکی پہ ایک شخص جھکا ہوا تھا اور اسے باہر آنے کو کہہ رہا تھا۔ گول چشمے والا شخص....وہ اسے فوراً پہچان گیا تھا۔ یہ وہی تھا جو ہر روز عدالت آیا کرتا تھا۔ ہاشم ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ پھر اچنبھے سے اس کے ساتھ کھڑے دو افراد کو دیکھا۔

"جی؟" خشک آواز میں پوچھا۔

"ہاشم کاردار....آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"آہاں....مگر کیوں؟" اس کا ماتھا ٹھنکا۔

"ہمیں آپ سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔ آپ کو ہمارے آفس آنا ہوگا۔" چشمے والا بے تاثر انداز میں کہہ رہا تھا۔ اندھیرے میں کار کے ساتھ کھڑے ان تینوں کو اس نے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"کون ہو تم لوگ؟"

چشمے والے نے اپنے کوٹ میں ہاتھ ڈالا اور ایک بیج بمع کارڈ کے اس کے سامنے لہرایا۔ ہاشم کے جبڑے کی رگیں تن گئیں۔ اس نے تھوک نگلا۔

"سو....تم لوگ سرکاری خفیہ ایجنسی کے آفیسرز ہو۔ گڈ۔ گڈ۔" اس نے کمال ضبط سے سر کو دو تین دفعہ اثبات میں ہلایا۔ "مجھ سے کیا بات کرنی ہے۔"

"مسٹر کاردار' آپ کے خلاف terror financing کے الزام ہیں۔ ہمیں آپ سے اس حوالے سے بات کرنی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹی کے لئے کافی پریشان ہیں مگر وہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہمیں آپ کو یہاں سے لے جانا ہے۔۔"

"پہلی بات۔ مجھے اریسٹ وارنٹ دکھاؤ۔" وہ انگلی اٹھا کر سختی سے تنبیہ کرتے ہوئے بولا۔ "دوسرا....میں امریکی شہری ہوں' میرے پاس مرینڈا رائیٹس (خاموش رہنے کے حقوق) ہیں۔ میں اپنے وکیل کی موجودگی کے بغیر کچھ نہیں کہوں گا۔ تیسرا' مجھے اپنی ایمبیسی کال کرنی ہے' اور ایک امریکی شہری کو حراست میں لیتے وقت تم لوگوں کو لازمی میری ایمبیسی سے ڈیل کرنا ہوگا' اور چوتھی بات میں تمہارے ساتھ چلنے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

لئے تیار ہوں اگر تم مجھے اپنے وکیل کو کال کرنے دو اور ہاں میں ہتھکڑی نہیں لگواؤں گا۔ کوئی مجھے ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔"

"مسٹر کاردار!" چشمے والا دو قدم آگے آیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "ہم آپ کو گرفتار نہیں کرنے آئے۔ ہم ایجنسی کے لئے کام کرتے ہیں۔ پولیس گرفتار کرتی ہے' ہم صرف اغوا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم وکیلوں' عدالتوں اور سفارت خانوں کے جھنجھٹ میں نہیں پڑتے! ہمارے ہاں ملزم نہیں ہوتے' صرف مجرم ہوتے ہیں۔ اور ہم.... مجرم کو.... صفائی کا حق.... نہیں دیا کرتے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ہاشم کو گریبان سے پکڑا' گاڑی سے لگایا' دوسرے آفیسر نے اس کا جبراً رخ موڑا' پھر اس کے بازو پیچھے لے جا کر زبردستی کلائیاں قریب لے کر آیا' اور ان میں ہتھکڑی ڈال کر کلک کے ساتھ بند کی۔ ہاشم سرخ پڑتا چہرہ لئے ضبط سے کہہ رہا تھا۔ "مجھے اپنی ایمبیسی کو کال کرنی ہے۔ میں اپنے رائیٹس جانتا ہوں۔"

"ہاشم کاردار....' اس نے ہاشم کے کان کے قریب جا کر کہا۔ "آج سے آپ ایک مسنگ پرسن ہیں۔" اور دوسرے نے اس کے منہ پہ سیاہ بیگ گرا دیا۔ ساری دنیا جیسے بجھ گئی تھی۔ اندھیرا.... تاریکی.... ہر سو تاریکی.....

انٹروگیشن روم میں چھت پہ ایک تیز.... سورج جیسی تیز اور آگ جیسی جھلساتی روشنی والا بلب جھول رہا تھا۔ باقی کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ ایک میز بچھی تھی جس کے اوپر ہاشم بیٹھا تھا۔ کہنیاں میز پہ جمار کھی تھیں اور وہ چندھیائی ہوئی آنکھیں مل رہا تھا۔ سامنے چشمے والا آفیسر بیٹھا تھا' مگر اب اس نے چشمہ نہیں پہن رکھا تھا۔ وہ ایک کھلی فائل کو دیکھتے ہوئے کڑے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"تم نے ہاشم کاردار کورٹ میں آن ریکارڈ عسکری گروپس کے بارے میں ایسی معلومات دی ہیں جو کنفیڈینشل ہیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوئیں وہ باتیں اگر تم ان کا حصہ نہیں ہوتے؟"

ہاشم ٹیک لگا کر بیٹھا اور نفی میں سر ہلایا۔ "اپنے وکیل اور ہائی کمشنر کی غیر موجودگی میں میں ایک لفظ بھی نہیں بولوں گا۔"

"تم نے شوال کی مسجد کے نیچے واقع عسکری ٹریننگ سینٹر کا ذکر کیا تھا۔ وہ انتہائی حساس معلومات تمہیں کیسے ملیں؟" پھر وہ آگے ہو کر طنز سے بولا۔ "کیا تم نے غلطی سے بول دیا تھا۔"

"Oopsl" ہاشم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شانے اچکائے۔ وہ بہت ڈھیٹ تھا۔ آفیسر مسکرایا۔

"ہم شروع لائٹ نارچر سے کرتے ہیں!" بلب کی طرف اشارہ کیا۔ (جس سے ہاشم کے سر میں درد ہونے لگا تھا مگر وہ ضبط سے مضبوط اعصاب کا مظاہر کرتا بیٹھا نظر آ رہا تھا۔) "پھر مختلف اقسام کے نارچر زا پلائی کرتے ہیں۔ کچھ نہیں بولو گے تو کسی بے نشان قبر میں دفنا آئیں گے۔ لیکن اب تم سورج نہیں دیکھ سکو گے کاردار۔"

"مجھے چوبیس گھنٹے کے اندر عدالت میں پیش کرنا ہے تمہیں۔"

"تمہارے پاس فی الحال ایسا کوئی حق نہیں۔"

"ہے۔ میرے پاس خاموش رہنے کا حق ہے۔" وہ اطمینان سے بولا تھا۔ "میں امریکی شہری ہوں' میرے پاس مرینڈا رائیٹس ہیں' اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا

ہے پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈاور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

میں پاکستانی شہری بھی ہوں میرے پاس آرٹیکل تیرہ موجود ہے۔"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو۔تم نے کورٹ میں بہت کچھ بولا ہے۔اپنے منہ سے تم نے اپنے لیے گڑھا کھودا ہے۔"

"تب میں ملزم نہیں تھا۔اب ہوں۔تب میرے پاس خاموشی کا حق نہیں تھا۔اب ہے۔" ہاشم نے زور سے میز پہ ہاتھ مارا۔"جب بھی کوئی انسان ملزم بنتا ہے تو یہ حق اس کو فوراً مل جاتا ہے اور ...." وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا۔لب کھل گئے....آنکھوں میں شاک سا ابھرا...."انہوں نے مجھے میرا حق نہیں استعمال کرنے دیا۔اسی لئے...." وہ چونکا تھا۔ایک دم سے سارے پزل حل ہو گئے تھے...

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بس نام رہے گا اللہ کا

وہ اپنے سرونٹ روم سے خاموشی سے نکلی اور بلی کی چال چلتی ہوئی گھر کی پچھلی سمت جانے لگی۔آج اسے درخت پہ چڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔صرف انیکسی کے عقب میں موجود پرانا چھوٹا دروازہ کھول دیا تو دیکھا...وہ سرخ مفلر اوڑھے سامنے کھڑا تھا اور جیبوں میں ہاتھ ڈال رکھے تھے۔

"میرے پیسے لائے ہو؟" ملازمہ نے اشتیاق اور دلچسپی سے پوچھا۔اس نے پینٹ کی جیب سے خالی لفافہ نکالا اور اس کی طرف بڑھایا۔"گن لو۔پورے ہیں۔"

وہ لفافہ تھامتے ہوئے مسکرائی۔"مجھے تمہارا یقین ہے فارس!تم میرے مالکوں جیسے نہیں ہو۔" اور یہ کہہ کر فیونا نے گردن موڑ کر دور نظر آتے قصر کا دار کو دیکھا۔

سرخ مفلر والا شخص دو قدم قریب آیا تو اس کا چہرہ چاند کی روشنی میں واضح ہوا۔وہ زخمی انداز میں مسکراتا ہوا فارس تھا۔"تھینک یو فیونا۔تم نے میری بہت مدد کی۔تم نہ ہوتیں تو میں سعدی کا پاسپورٹ ہاشم تک نہ پہنچا سکتا اور پھر مجھے اس کے لاکر سے اس کے قیمتی کاروباری کاغذ کون لا کر دے سکتا تھا بھلا۔"

"میں نے یہ سب صرف پیسوں کے لئے کیا ہے فارس۔میری کے ہوتے ہوئے میں یہاں راج نہیں کر سکتی تھی میں نے جان لیا تھا۔اور اب...." اس نے لفافہ اٹھا کر دکھایا۔"میں اپنے ملک واپس جا رہی ہوں اور وہ کیا کہا تھا تم نے کیا ہے میرے نام کا مطلب؟"

"فیونا...یعنی گوری خوبصورت لڑکی۔" وہ مسکرا کے بولا۔

"ہاں اب میں اپنے نام کی طرح خوبصورت زندگی گزاروں گی۔اور میں کوشش کروں گی کہ مسز کاردار کی طرح نہ بن جاؤں۔"

"پیسہ ختم ہو جاتا ہے فیونا مگر کچھ کام باقی رہتے ہیں۔" پھر اس نے گھڑی دیکھی۔"میں چلتا ہوں۔زمر نے نئے گھر میں سب کو ڈنر پہ مدعو کر رکھا ہے اور میں لیٹ نہیں ہونا چاہتا۔یہ ہماری آخری ملاقات تھی۔بون وواج۔" مسکرا کے ہاتھ اٹھا کر الوداع کہتا وہ مڑ گیا۔پھر اسی طرح جیبوں میں ہاتھ ڈالے دور جاتا گیا۔وہ مسکرا کے اسے دیکھے گئی۔بالآخر وہ اب اس اونچے محل اور اس کی سازشوں سے آزاد ہونے جا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

رہی تھی.....

اورانٹروگیشن روم میں بیٹھا ہاشم جیسے کسی خواب سے جاگا تھا۔ایک دم چونک کر تفتیشی افسر کو دیکھنے لگا۔"انہوں نے مجھے میرا خاموشی کا حق استعمال نہیں کرنے دیا۔میں مجرم تھا'سعدی کے اغوا کا'مگر انہوں نے مجھے نامزد نہیں کیا'کیونکہ جس لمحے میں ملزم بنتا'میں خاموش ہو جاتا...."وہ خواب کی سی کیفیت میں بول رہا تھا۔"میں اپنا وکیل کر لیتا۔مگر وہ چاہتے تھے....کہ میں بولتا رہوں۔"گویا کرنٹ کھا کر اسے دیکھا۔"وہ تم نہیں تھے۔تم نے مجھے سعدی کا پاسپورٹ نہیں دیا تھا۔وہ گمنام میسیجز کرنے والے...وہ تم نہیں تھے...وہ....وہ فارس تھا۔ڈیم اِٹ۔اس نے مجھے سیٹ اَپ کیا ہے۔"اس نے بے بسی بھرے غصے سے میز پہ ہاتھ مارا۔

"کاردار'تمہاری ٹویٹس کو بھی ہم نے decrypt کر لیا ہے'تمہاری وہ رینڈم نمبرز والی ٹویٹس ہر دہشت گردی کی واردات کے بعد آتی تھی'اور وہ خفیہ کوڈز پہ مشتمل ہوتی تھی۔اور جواب میں ایک معروف عسکری ونگ کا سربراہ شوال سے ٹویٹ کیا کرتا تھا'وہ بھی اسی شفٹ سائفر پہ مشتمل ہوتی تھیں جو تم استعمال کر رہے تھے...."

"ڈیم اِٹ میں نے کوئی ٹویٹس نہیں کیں۔"اس نے غصے سے میز پہ ہاتھ مارا۔"دیکھو وہ مجھے پھنسا رہا ہے۔اس نے بولا کہ وہ میرے ساتھ کام کرنا چاہتا ہے'میں صرف اسکے کہے پہ عمل کر رہا تھا۔میں کسی کوڈز کے بارے میں نہیں جانتا۔اوہ ڈیم اِٹ!"اس نے پیشانی انگلیوں سے دبائی۔سر پہ جھولتا تیز بلب....اردگرد کا اندھیرا....اس کا سر پھٹنے کو تھا....

"تم نے دہشت گردوں کے بارے میں جو باتیں کہیں وہ سچ تھیں'مگر ہم جانتے ہیں کہ سعدی اس وقت سری لنکا میں تمہاری قید میں تھا۔سارا ملک جانتا ہے۔تو پھر وہ معلومات تمہیں کون دیتا رہا۔"وہ بے تاثر انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"وہ....وہ...سب جھوٹ تھا۔سعدی دہشت گرد نہیں ہے۔وہ تو میں اس کو پھنسانے کے لئے کہہ رہا تھا۔نہیں نہیں میری بات سنو....یہ سب غازی نے کیا ہے۔اس نے مجھے پھنسایا ہے۔تمہیں...تمہیں وہ پہلے دن سے جانتا تھا۔تمہیں اس نے بولا تھا نا کہ عدالت میں آواز دیکھو ہاشم کیسے حساس معلومات آن ریکارڈ کہتا ہے۔ڈیم اِٹ۔"وہ چکرا کے رہ گیا تھا۔

"ہمارے پاس وارث غازی کے لیپ ٹاپ کی فائلز بھی ہیں اور ایک میموری کارڈ اور بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا فرنٹ مین کرنل خاور ایک اعلیٰ فوجی افسر اور اس کے خاندان کی ہلاکت میں ملوث تھا۔جانتے ہو یہ کتنے سنگین جرائم ہیں؟"

مگر ہاشم پیشانی پکڑے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔"اس نے مجھے ٹریپ کیا ہے۔میں کچھ نہیں جانتا۔یہ لائٹ بند کرو۔میں کچھ نہیں بولوں گا...."

وہ آخر میں چلایا تھا۔سارے جسم پہ پسینہ آ رہا تھا اور دماغ درد سے پھٹنے کو تھا.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جو غائب بھی ہے حاضر بھی
جو ناظر بھی ہے منظر بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

وہ بنگلہ چھوٹا سا' خوبصورت سا تھا اور اسکے لان میں ایک اونچا سا باٹل پام کا درخت لگا تھا۔ فارس نے کار روکی' مسکراتے ہوئے میرون مفلر اتارا' اور تہہ کر کے ڈیش بورڈ کے اندر رکھ دیا۔ یہ اس نے وارث کے اس سوئیٹر سے کاٹ کر بنایا تھا جو جیل میں اہل اور سارہ اسکے لئے لائی تھیں۔ اس کا اون اسے وارث کی یاد دلاتا تھا۔ اور اتنے مہینوں سے ہاشم کے خلاف شطرنج کی ایک ایک چال چلتے ہوئے' یہ پہن کر اسے لگتا تھا' وہ اس قرض کو اتار رہا ہے جو وارث اس کے اوپر چھوڑ گیا تھا۔ آج سارے قرض اتر گئے تھے۔ سارے حساب پورے ہو گئے تھے۔

گھر کے اندر جا بجا پیک شدہ کارٹن رکھے تھے۔ ندرت اور حنہ سارا دن کام کرواتی رہی تھیں۔ اور اب کھانا کھایا جانا تھا۔ ڈائننگ ٹیبل تک آیا تو زمر کھانا لگا چکی تھی اور سب نشستیں سنبھالے بیٹھے تھے۔

"اتنی دیر لگا دی۔" زمر نے آنکھوں میں خفگی لئے گھورا۔

"نوکری کی تلاش میں نکلا تھا' دیر تو ہو ہی جاتی ہے۔" وہ خوشگوار انداز میں کہتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ ندرت نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"اتنا مسکرا کیوں رہے ہو؟" (فارس نے فوراً منہ سیدھا کیا۔)

"نہیں تو۔" اور سنجیدہ شکل بنائے پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔ زمر نے ایک گہری نظر ڈالی' پھر میز کو دیکھنے لگی۔ سب کھانا شروع کر چکے تھے۔ اسے خیال آیا کہ پانی نہیں رکھا۔

"میں پانی لاتی ہوں۔" وہ اٹھی اور پانی لا کر رکھا۔ پھر دیکھا' ٹشو ندارد۔ دوبارہ گئی اور ٹشو کا ڈبہ لا کر میز پہ سجایا۔ پھر کسی اور خیال سے اٹھی۔

"بیٹھ جاؤ زمر!" ندرت نے ٹوکا تھا۔ "گھر کی مالکن کا کام کھانے کے دوران میز سے بار بار اٹھنا نہیں ہوتا۔ اس کا کام ہے کھانا بنانا' اور کھانا لگانا۔ چاہے مہمان ہوں' گھر والے یا سسرال والے' اگر تم کھانے کے دوران بار بار اٹھ کر تازہ پھلکے لا کر دو گی یا ان کے نخرے اٹھاؤ گی تو تمہاری تو آہستہ آہستہ ڈائننگ ٹیبل سے جگہ ہی ختم ہو جائے گی۔ ان کو تمہارے بغیر کھانے کی اور تمہیں اٹھانے کی عادت پڑ جائے گی۔ عادتیں عورتیں خود بگاڑتی ہیں اور پھر جب سسرال والے سر پہ چڑھ کر ناچنے لگتے ہیں تو شکایت کرتی ہیں۔ نئے گھر' نئی زندگی میں سیٹل ہونے کے بعد لڑکیوں کو بہت اچھا بننے اور جی حضور کر کے بڑھ چڑھ کر خدمت کرنے کی بجائے صرف اتنا کام کرنا چاہیے جتنا وہ اپنے گھر میں کرتی تھیں' کیونکہ وہ اتنی ہی ذمہ داری آگے بھی نبھا سکتی ہیں۔ ذمہ داری اتنی لو جتنی نبھا سکتی ہو۔" زمر آہستہ سے واپس بیٹھ گئی۔

"بس کر دیں امی۔ آپ پہ یہ مخلصانہ مشورے سوٹ نہیں کر رہے۔" حنین نے بیزاری سے لقمہ دیا۔ اور ندرت نے صرف گھورا۔ (پرایا گھر دیکھ کر جوتے تک ہاتھ لے جانے سے خود کو روک کے رکھا۔)

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔ سارے دورانیے میں فارس کے لبوں پہ مسکراہٹ رینگتی رہی۔ ساری اداکاری ایک طرف' وہ اس مسکراہٹ کو نہیں چھپا پا رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھانے کے بعد سیم ٹی وی لاؤنج میں زمر فارس کا ٹی وی دیکھنے چلا گیا۔(بڑے دن سے گھر سے وہ شیطان کا ڈبہ غائب تھا تو یہاں ٹی وی دیکھنے میں مزا آرہا تھا۔) ابا کو بھی ساتھ لے گیا۔ مدرت نماز پڑھنے کمرے میں چلی گئیں۔ اور وہ چاروں میز پہ بیٹھے رہ گئے۔ سوئیٹ ڈش کھائی جا چکی تھی اور وہ یونہی بیٹھے تھے۔

"آج میں نوشیرواں سے ملا۔" سعدی نے خالی کپ میں چمچ ہلاتے سر اٹھا کر کہا۔ ساتھ بیٹھی حنین نے جہاں چونک کے دیکھا' وہیں سامنے بیٹھے زمر اور فارس بھی حیران ہوئے۔

"فکر نہ کریں۔ وہ بس معافی مانگ رہا تھا۔ وہ امریکہ جا رہا تھا۔ جاب مل گئی ہے اسے ادھر۔"

"تم نے کیا کہا۔"

"میں اسے معاف نہیں کر سکتا تھا۔ سوری۔ مگر میں خود کو مجبور نہیں کر سکتا۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے' وارثوں کو خون معاف کرنے کے لئے مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ یہ تو پھر میرا اپنا خون تھا۔" اس نے سادگی سے شانے اچکائے۔ سب خاموش ہو گئے۔

"اگر عدالت اس کو سزا دے دیتی' تب تم معاف کر دیتے اسے؟" زمر نے نرمی سے پوچھا۔ سب غور سے سعدی کو دیکھ رہے تھے۔

"جی۔ میں تیار تھا۔ مجھے یقین تھا کہ عدالت میرے حق میں فیصلہ دے گی۔ لیکن شاید ہمارا کیس کمزور تھا۔" پھر شکوہ کناں نظروں سے زمر کو دیکھا۔ "میں آپ کو کہتا رہا کہ کیس ہاشم کے خلاف ہونا چاہیے۔ مگر آپ لوگوں نے میری بات نہیں مانی۔"

"میں نے تو صرف مشورہ دیا تھا۔" فارس نے کان کھجاتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"اگر ہمارے پاس وہ فائلز ہوتیں' حنہ کا میموری کارڈ ہوتا' یا ہاشم کو میرا پاسپورٹ نہ ملتا تو ہمارا کیس کمزور نہ ہوتا۔" وہ افسوس کر رہا تھا۔ حنین اور فارس نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور زمر نے باری باری ان دونوں کو' پھر سعدی کو مخاطب کر کے بولی۔

"ویسے سعدی.... غلطی تمہاری ہے۔ پاکستان آ رہے تھے تو کسی کو اپنی فلائیٹ کا علم نہ ہونے دیتے۔ اس کو معلوم تھا تمہاری فلائیٹ کا اسی لئے تو اس نے تمہارا پاسپورٹ چرا لیا۔"

"کسی کو بھی میری فلائیٹ کا علم نہیں تھا زمر۔" وہ تنک کر بولا۔ "کسی کو نہیں معلوم تھا کہ میں آ رہا ہوں' سوائے...." اور وہ بولتے بولتے رک گیا۔ چونک کے فارس کو دیکھا۔ "آپ کو معلوم تھا۔ صرف آپ کو۔" حنین نے گڑبڑا کے' اور زمر نے بڑے مزے سے مسکرا کے اسے دیکھا۔ فارس شدید غیر آرام دہ ہوا۔ کرسی پہ پہلو بدلا۔

"ہاں تو؟"

"اور سعدی.... شاید فارس نے ہی تمہیں کہا تھا کہ تم افغانستان کے راستے آؤ۔ ہے نا؟" زمر محظوظ انداز میں مسکراہٹ دبائے بولی تھی۔ فارس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ (یہ جانتی تھی؟) مگر سعدی سن بیٹھا تھا۔

"اور وہ فائلز.... اور میموری کارڈ.... وہ تو کسی چھوٹے' موٹے' سرخ مفلر والے آدمی نے چرائے تھے' حنہ وہ سب کیا تھا؟" وہ اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

طرف گھوما۔

حنین تیزی سے کھڑی ہوئی۔ ''میری نماز کا وقت ہو رہا ہے۔'' سعدی نے ہاتھ سے کھینچ کر اسے واپس بٹھایا۔ وہ شرمندگی سے آنکھیں میچ کر بیٹھی۔ ''میرے پاس آرٹیکل تیرہ کے تحت خاموش رہنے کا حق ہے۔''

''تم نہ بتاؤ' حنین' میں بتاتی ہوں۔'' زمر یوسف تھوڑی تلے ہتھیلی رکھے' دلچسپی سے مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔ ''جب گواہ جھوٹ بولتے ہیں... عدالت اور پولیس کے سامنے... انہیں کسی شخص کو بچانا ہوتا ہے... تو اس کا حلیہ الٹ بتاتے ہیں کہ جی موقع سے فرار ہونے والا ملزم چھوٹا' موٹا تھا جبکہ وہ....'' دائیں طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ''کافی اسمارٹ اور قد آور ساتھا۔''

''بہت شکریہ۔'' وہ جل کر بڑبڑایا۔ (چڑیل نہ ہو تو۔)

''آپ نے چرائے تھے وہ سب حنین کے کمرے سے؟'' سعدی دنگ رہ گیا تھا۔

''کسی نے کچھ نہیں چرایا سعدی ڈیئر۔ میرے شوہر اور تمہاری بہن نے ہم سے جھوٹ بولا۔ فارس نے گھر سے جاتے وقت حنین سے وہ چیزیں لیں' اور اس کو کہا کہ کہیے وہ کھو گئی ہیں۔ حنین اوپر گئی' کھڑکی کھولی' اور چیخ ماری۔ ہم لوگ اوپر گئے تو اس نے ہمیں لمبی سی کہانی سنا دی جو مجھے اسی وقت سمجھ آ گئی تھی کیونکہ ایک ننھا سا میموری کارڈ اگر مبینہ چور نے پکڑ بھی رکھا ہو تو وہ اتنی دور سے حنہ کو کیسے نظر آ سکتا ہے؟ جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ وارث غازی کی فائلز بھی حنین کھول چکی تھی' لیکن ہمیں اس نے کہا کہ اس میں فروزن کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور اصل فائلز کہیں اور منتقل کر دیں۔''

''میں نے سچ کہا تھا۔'' وہ تیزی سے بولی۔ ''ماموں نے مجھ سے پہلے وہ ادھر سے ڈیلیٹ کر کے اپنے پاس منتقل کر لی تھیں۔ اور باقی ساری باتوں پہ آرٹیکل تیرہ کے تحت مجھے خاموش رہنے کا حق ہے۔''

''واؤ!'' سعدی نے غصے سے فارس کو دیکھا جو گردن موڑ کے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ برے برے منہ بھی بنا رہا تھا۔ ''آپ میرا کیس کمزور کرتے رہے۔'' فارس نے تنک کے اسے دیکھا۔

''ان سب کے باوجود بھی کیس ثابت نہ ہو پاتا سعدی۔ میں نے صرف ان چیزوں کا اچھا مصرف ڈھونڈا۔ ان ثبوتوں کو عدالت میں داغدار کرنے کی بجائے کیس کو نوشیرواں تک محدود رکھا تا کہ ہاشم خاموشی کا حق استعمال نہ کرے' اور بولتا رہے۔ وہ جیتنا چاہتا تھا، ہر قیمت پہ۔ میں نے اسے جیتنے دیا۔''

''آپ نے اسے کہا کہ وہ مجھے دہشت گرد ثابت کرے!'' اس نے میز پہ زور سے ہاتھ مارا۔

''حالانکہ اصل دہشت گرد کوئی اور ہے۔'' (خفگی سے زمر کو گھورا جس نے مسکرا کے شانے اچکا دیے) پھر بات جاری رکھی۔ ''تم کچھ بھی ثابت نہ ہو پاتے مگر وہ جینوئن انفارمیشن استعمال کر کے خود کو پھنسا لیتا۔ میں نے صرف ایک ایجنسی سے ڈیل کی کہ وہ آ کر خود دیکھ لیں ہاشم کیا کہتا ہے اور....''

"وہ چشمے والا آدمی.... وہ ایجنسی کا تھا' مگر آپ تو اس کو جانتے تک نہیں تھے۔" سعدی نے طنزیہ کہا تھا۔ فارس نے بے بسی سے ایک انگلی سے تھوڑی کھجائی۔

"مجھے کیا معلوم تھا وہ کس کو بھیجتے ہیں۔ شروع میں تو میں نہیں پہچانتا تھا اسے' مگر اس کے فنگر پرنٹ سے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کون ہے۔"

"مگر ہمارے سامنے آپ اداکاری کرتے رہے کہ آپ اس کو نہیں جانتے۔"

"نوازش!"

"اور جب ثمر کو شک ہوا کہ کوئی قریب کا بندہ انوالو ہے تو آپ نے میرا شک حسینہ پہ ڈلوانا چاہا۔"

"بے چاری حسینہ!" ثمر نے چچ کی آواز نکالی۔

"تو کیا اپنے اوپر ڈلواتا؟ پھر تم لوگ' قانون کی سربلندی کی چلتی پھرتی مثالیں مجھے کہاں کچھ کرنے دیتے؟" وہ خفا خفا لگ رہا تھا۔

"اور کون کون انوالو تھا آپ کے ساتھ؟" سعدی زیادہ خفا تھا۔ فارس اب کوئی فرار نہیں اختیار کر سکتا تھا۔

"ہاشم کی ملازمہ فیونا... وہ چھوٹے موٹے کام کر دیتی تھی۔ میرا جیل کا دوست جلال الدین۔ اس کی مدد سے میں ہاشم کو کچھ کوڈز بھیجتا تھا جن کو وہ نئے کاروباری مواقع کی لالچ میں ٹویٹ کر دیتا تھا۔"

"تھا؟" سعدی نے ابرو اٹھائی۔ پہلی دفعہ فارس کھل کر مسکرایا۔

"ہاں... تھا۔ کیونکہ آج اسے ایجنسی والے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ اور وہ اب دوبارہ سورج کی روشنی نہیں دیکھ سکے گا۔"

"مجھے اندازہ ہو گیا تھا۔" ثمر محظوظ ہوئی تھی۔ "تم اتنے مسکرا جو رہے تھے۔ نوکری ڈھونڈنے کے بہانے۔"

"محترمہ آپ نے غور نہیں کیا شاید۔ میں نے ٹویٹ کی تھی۔ میں ان کو ایک دہشت گردی کا سہولت کار دوں گا اور وہ جواب میں میری ایجنسی میں میری نوکری واپس بحال کروائیں گے۔" ثمر کے چہرے پہ خوشگوار مسکراہٹ امڈ آئی۔

"مطلب اب تم بے روزگار نہیں رہے۔"

"جی ہاں، اب میں بے روزگار نہیں رہا۔" وہ طنزیہ مسکرا کے بولا۔ سعدی نے اسی خفگی سے میز بجائی۔ "اپنے مسئلے بعد میں سلجھائیے گا۔ پہلے میرے سوالوں کے جواب دیں۔"

"سب کچھ تو بتا چکا ہوں۔ اور کیا رہ گیا ہے؟" وہ اکتا گیا۔

"ماموں آپ نے ہمیں ایک بات کبھی نہیں بتائی۔" حنین فوراً چہکی۔ سعدی نے اسے خفگی سے اس کے سر پہ چپت لگائی۔ اس نے ناراضی سے بھائی کو دیکھا۔

"کیا بھائی۔ اگر آپ دونوں پہ ماموں نے اعتبار نہیں کیا اور مجھ پہ کیا تو پلیز جیلیس نہ ہوں۔ اچھا۔" اور سنجیدگی سے فارس کی طرف گھومی۔ "آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سعدی بھائی کو نوشیرواں نے گولی ماری ہے اور یہ کہ وہ ہاشم کی قید میں ہے!"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اب وہ تینوں اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ ڈائننگ ہال پہ سناٹا طاری ہوگیا اور وہ شدید غیر آرام دہ محسوس کرنے لگا تھا۔

"میں ہر بات بتانے کا پابند نہیں ہوں۔" وہ تینوں خاموشی سے اسے گھورتے رہے۔ فارس نے تھک کر گہری سانس لی۔

"وہ نیکلیس!" اس نے باری باری تینوں کو دیکھا۔ "جب سعدی غائب ہوا تو میں نے اس کے کمرے کی تلاشی لی۔ پولیس' زمر' سب اس لئے تلاشی لے رہے تھے کہ کوئی کام کی چیز مل جائے۔ میں اس لئے تلاشی لے رہا تھا کہ اور کیا کیا نہیں موجود۔ تب میں نے دیکھا کہ وہ نیکلیس غائب ہے جو اس روز ہاشم نے سعدی کی جیب میں پلانٹ کروایا تھا۔ مجھے شک ہوا کہ صبح وہ ہاشم کے آفس ہی گیا ہوگا۔ نیکلیس واپس کرنے۔ زمر اور حنین کسی حلیمہ کا نام لے رہے تھے۔ میں نے پتہ کیا' اور معلوم ہوا کہ ہاشم کی سیکرٹری کا نام حلیمہ ہے۔ کچھ عرصے بعد میں نے فیونا کو چند پیسے اوپر دے کر خرید لیا۔ اب سارا معاملہ واضح تھا کہ یہ کاردارز کا کام ہے۔" پھر رک کر خفگی سے زمر کو دیکھا۔ "اور آپ کب سے میری سرگرمیوں سے واقف تھیں؟"

"آخری اطلاعات تک میں آپ کی بیوی ہوں' اور جس مشکوک کو آپ کے کار کے ڈیش بورڈ میں چھپا کر رکھتے ہیں' وہ کار میں کئی دفعہ ڈرائیو کرنے کا شرف حاصل کر چکی ہوں۔"

"استغفراللہ۔ کسی شریف انسان کی ذاتی چیزوں کی تلاشی لینا انتہائی غیر اخلاقی حرکت ہے۔"

"نہیں میں نے سوچا' شاید آپ کی کسی پرانی کلاس فیلو کی کوئی باقیات مل جائیں ادھر سے۔"

"یار آپ دونوں لڑ بعد میں لینا' پہلے مجھے حساب دیں۔ مجھے اتنے مہینے اندھیرے میں کیوں رکھا آپ نے۔" وہ جھنجھلا کر کہہ رہا تھا' مگر میز کی دوسری طرف بیٹھے زمر اور فارس' ایک دوسرے کی طرف رخ موڑے' شروع ہو چکے تھے۔ اس نے بے بسی سے حنین کو دیکھا جو فوراً گڑبڑا کے کھڑی ہوئی' دونوں ہاتھ اٹھائے۔ "آرٹیکل تیرہ!!" بولا اور اندر بھاگ گئی۔

کمرے میں آکر اس نے مدرت کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "ویسے امی' یہ حسینہ نے اتنا قیمتی موبائل لیا کیسے؟" امی نے نماز سے ابھی ابھی سلام پھیرا تھا۔ اس کو دیکھ کر کہنے لگیں۔ "اس نے یا تو اپنا زیور بیچا ہے۔ یا اپنے ماں باپ سے پیسے لے کر لیا ہے۔ اس لئے اس سوال پہ پھنکی پڑ جاتی ہے۔"

"لو اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"کیونکہ تم لوگ اپنے موبائل' ٹیبلیٹ' اور لیپ ٹاپ جب اس کے سامنے استعمال کر رہے ہوتے ہو تو کیا اس کا دل نہیں چاہتا ہوگا؟ ہم لوگوں کو احساس ہی نہیں ہوتا حنین کہ ہم قیمتی شاپنگ اور بھرے فریج سے اپنے ملازموں کو کتنے احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔" اور وہ سر جھٹک کر نوافل کی نیت باندھنے لگیں۔ حنین گہری سانس لے کر رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اٹھے گا انا الحق کا نعرہ

آئس کریم پارلر میں بجتی موسیقی کسٹمرز کے شور میں دب سی گئی تھی۔ ہر میز پہ رش لگا تھا۔ ایسے میں بمشکل حنین نے دو افراد کی ایک میز قابو کی' اپنا بیگ ادھر رکھا' اور پھر ساتھ کھڑی زمر کو مسکرا کے دیکھا۔ "میں ہماری جگہ رکھتی ہوں جب تک کہ آپ آئس کریم لے آئیں۔" پھر ذرا جتا کر بولی۔ "ظاہر ہے اتنے عرصے بعد جو آپ نے میرے لئے وقت نکالا ہے تو آرڈر بھی آپ لائیں گی۔" اور مسکرا کے اپنی کرسی پہ بیٹھ گئی۔ وہ بالوں کو فرنچ چوٹی میں باندھے ہوئے تھی اور ماتھے پہ گرتے بال تازہ کٹے لگ رہے تھے۔

"شیور۔" زمر جو سامنے' سینے پہ بازو لپیٹے' اور بالوں پہ سن گلاسز لگائے کھڑی تھی' مسکرا کے کندھے اچکائے بولی۔ "تمہارے لئے کون سا فلیور لاؤں؟" آج واقعی عرصے بعد وہ دونوں سارے جھمیلوں سے آزاد ہو کر فرصت سے مل بیٹھی تھیں۔

"جو اپنے لئے لیں' اس کے بالکل الٹ۔" وہ ہتھیلیوں پہ تھوڑی گرائے بیٹھی' مزے سے بولی تھی۔ زمر سر ہلا کے آگے بڑھ گئی۔ پھر جب واپس آئی تو ہاتھ میں دو کپس تھے۔

"دیکھ لو۔ اندر سے دونوں آئس کریمز ایک جیسی ہیں' مگر اوپر سے ایک دوسرے کے بالکل الٹ ہیں۔" حنہ ہنس دی' اور کندھے اچکا کر اپنا کپ قریب کھسکا لیا۔ وہ بھی اب سامنے بیٹھ چکی تھی۔ ارد گرد شور اور رش ویسا ہی موجود تھا' مگر وہ دونوں چونکہ فراغت سے ایک دوسرے کی طرف متوجہ تھیں تو دھیرے دھیرے اطراف سے دھیان ہٹتا گیا یہاں تک کہ ان کو لگا وہ تنہا بیٹھی ہیں۔

"سو زمر یوسف.... کیسا جا رہا ہے آپ کا نیا گھر؟" حنین چمچ سے پھل کے ٹکڑوں کو آئس کریم میں مکس کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"مجھے لگتا تھا سعدی کا کیس ختم ہو گا تو مجھے بہت وقت مل جائے گا' میں فارغ ہوں گی مگر ورکنگ ویمن کے لئے فراغت ایک خیالی پلاؤ ہے۔ یا شاید مصروفیت کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تم سناؤ۔"

"میں ٹھیک ہوں۔ گھر میں سب ٹھیک ہیں۔ ارے ہاں میں ہوم ڈیکور اور ہوم امپروومنٹ پہ ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔ کیا میں نے آپ کو بتایا؟"

"غالباً تم مجھے پچھلے دو ہفتوں میں دو سو دفعہ بتا ہی چکی ہو۔"

حنہ نے برا منہ بنا کر اسے دیکھا۔ "روز تو ملتے ہیں ہم' اب سمجھ ہی نہیں آتا کہ "اور سناؤ" کا جواب کیا دے انسان۔"

"تمہیں یاد ہے حنین.... میں اور تم.... ایکسی کے تہہ خانے میں زمین پہ بیٹھ کر.... رات کے اندھیرے میں.... ایک دوسرے سے سچ بولا کرتے تھے؟" زمر آئس کریم کھاتے ہوئے مسکرا کے یاد کر رہی تھی۔ حنہ کی آنکھیں چمکیں۔

"چلیں آج پھر ایک دوسرے سے سچ بولتے ہیں۔ پہلے آپ کی باری۔"

"ہوں!" وہ منہ میں کریم سے بھرا چمچ رکھ کر نگاہیں اوپر کیے سوچنے لگی۔ پھر حنہ کو دیکھا اور مسکرائی۔ "جب تم چھوٹی تھیں تو میں اکثر تمہارے گھر میں چابیاں بھول جاتی تھی۔ جان کر۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اور مجھے کئی سال بعد مگر سمجھ آ گئی تھی کہ آپ وہ جان کر بھولتی ہیں' اور میں کھڑکی سے آپ کو دیکھا کرتی تھی۔" حنہ خفیف سا ہنس دی ۔"مجھے یقین تھا کہ آپ پلٹ آنے والوں میں سے ہیں۔"

"اور تم بھی!" چند لمحے کے لئے دونوں کے درمیان آزردہ سی خاموشی چھا گئی۔ پھر حنہ نے اداسی دور کرنے کو مسکرا کے سر جھٹکا۔ "اب سب ٹھیک ہے۔ اب ہم نے اداس نہیں ہونا۔ چلیں.. اب پھر سے آپ کی باری۔"

"مجھے تو اور کچھ یاد نہیں آ رہا۔" زمر نے بے بسی سے کندھے اچکائے۔

"اچھا ایک بات بتائیں۔" وہ درمیان میں چمچ کو لبوں کے اندر رکھنے کو رکی' اسے منہ میں گھمایا' پھر بولی۔ "آبدار کے بعد.... کیا آپ پرسکون ہیں؟ میرا مطلب ہے' آپ کو فارس ماموں کی طرف سے' بھلے آپ کو چڑانے اور جلانے کے لئے ہی سہی' دوسری عورت والا جھٹکا تو نہیں لگا رہتا۔"

"ہرگز نہیں۔" زمر نے فخر سے گردن کڑائی۔ "مجھے یقین ہے کہ آئندہ وہ مجھے تنگ کرنے کے لئے بھی کسی دوسری عورت کا نام نہیں لے گا۔"

چند ثانیے دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ پھر حنہ نے زبان کھولی۔ "یہ سچ نہیں تھا۔"

"بالکل۔ یہ سچ نہیں تھا۔" زمر نے گہری سانس لی اور وہ دونوں ہنس پڑیں۔

"ویسے تم خوش ہو؟ میرے اور فارس کے جانے سے؟"

"اوں...." حنہ نے ابرو اچکا کے بے نیازی سے ادھر ادھر دیکھا۔ "میں اب کافی میچور ہو گئی ہوں۔ آپ سعدی بھائی کو زیادہ توجہ دیں یا فارس ماموں کو میں اب بالکل بھی جیلیس نہیں ہوتی۔"

"اوکے مگر یہ جھوٹ تھا۔"

"آف کورس یہ جھوٹ تھا۔" حنہ جھرجھری سی لے کر اپنے کپ پہ جھک گئی اور جلدی جلدی کھانے لگ گئی۔

"سنو حنہ.... ہمیں یہ سب...." آئس کریم کے کپس کی طرف اشارہ کیا۔ "زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے' تاکہ ہم ایک دوسرے سے سچ بولنا سیکھ لیں۔"

"کیا یہ سچ تھا؟" حنہ نے اس کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں تو وہ ہنس پڑی اور اپنے کپ میں چمچ گھمانے لگی.... موسیقی اب بھی انسانوں کے شور' اور قہقہوں کے اندر دبی ہوئی تھی... اور آئس کریم پارلر میں رش بڑھتا ہی جا رہا تھا.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جو میں بھی ہوں' اور تم بھی ہو

فوڈ لی ایور آفٹر میں اس دوپہر نوجوانوں کا ایک ہجوم جمع تھا۔ چند میزوں پہ ایک طرف انہوں نے قبضہ کر رکھا تھا اور وہ پرجوش انداز میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ایک دوسرے سے باتوں میں مگن تھے۔ بار بار گھڑیاں بھی دیکھتے' موبائل بھی چیک کرتے۔ جیسے انتظار میں تھے۔

بالائی منزل کے ہال میں سارا سامان سمیٹا جا چکا تھا' بس ایک میز پہ کچھ باکس رکھے تھے جن میں سے فارس کھڑا جھک کر کچھ کاغذات الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ اس نے سیاہ پینٹ پہ سفید ڈریس شرٹ اور سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا' بال اب بھی پہلے کی طرح چھوٹے تھے' مگر چہرے سے ساری کلفت' بےزاری اور اکتاہٹ دور ہو چکی تھی۔ اس پہ ہمہ وقت ٹھنڈے اور خوشگوار تاثرات رہا کرتے تھے۔

دروازہ دھاڑ سے کھلا اور سعدی اندر داخل ہوا۔ وہ نہیں ہلا' اپنا کام کرتا رہا۔ سعدی اس کے سر پہ آ کھڑا ہوا اور برہمی سے اسے گھورا۔ "ان لوگوں کو کس نے بلایا ہے؟"

"ہر غلط کام میں میرا ہاتھ نہیں ہوتا سعدی یوسف۔" وہ مصروف انداز میں چند کاغذ ایک فائل میں لگا رہا تھا۔

"یہ مختلف شہروں سے آئے سید سعدی یوسف بیچ کے ایکٹو ممبرز ہیں ماموں۔ میں ان سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔ میں شرمندہ تھا۔"

"میں نے نہیں بلایا یاران کو۔ تمہاری امی کا ہاتھ ہوگا اس میں۔ میں اپنے کام سے آیا ہوں ادھر۔" وہ سادگی سے اسے دیکھ کر بولا تو سعدی نے خفگی سے سر جھٹکا۔

"اب میں ان سے جا کر کیا بات کروں؟ کیسے ان کو تسلی دوں کہ اس ملک میں قاتل بچ جاتے ہیں مگر پھر بھی اس کا مستقبل روشن ہے؟"

"یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ مجھے الزام نہ دینا۔"

"ٹھیک ہے' میں مانتا ہوں کہ ہم وہ ثبوت استعمال کر لیتے تب بھی نوشیرواں نہ پکڑا جاتا' لیکن .... ہاشم ہم اس کو سزا دلوا سکتے تھے ....عدالت کے ذریعے .... تاکہ ایک مثال قائم ہوتی۔ یوں بیک ڈور سے کسی ایجنسی کے ذریعے نہیں۔"

"واٹ ایور۔" وہ اپنے بیگ میں چند فائلز ڈال کے سیدھا ہوا' بیگ اٹھایا اور اسی سادگی سے اسے دیکھا۔ "اب وہ تمہارے مہمان ہیں۔ تم ان کے پاس جا کر ایک اچھی سی تقریر کر دو۔ مجھے کام ہے۔ میں جا رہا ہوں۔" اس کے کندھے کو دبایا' اور آگے بڑھ گیا۔

سعدی یوسف جس وقت ریسٹورانٹ کے لاؤنج میں داخل ہوا' سب اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سیاہ شرٹ نیلی جینز کے اوپر پہنے ہوئے تھا' اور سنجیدہ مگر متذبذب نظر آ رہا تھا۔ کسی نے سیلفی بنائی' کسی نے کلک کلک کر کے تصاویر اتار دیں۔ وہ جبراً مسکرا کے سب کو ہاتھ ہلاتا ایک مرکزی میز تک آیا' اور کرسی کھینچی۔ سب اس کے ساتھ ہی بیٹھے۔ خاموشی سی چھا گئی۔ سعدی کی نظریں نمکین اور گلاس پہ جمی تھیں۔ وہ اس سے تسلی لینے آئے تھے' اس سے جواب مانگنے آئے تھے' انہیں کن الفاظ میں اچھی امید تھمائے؟

"آپ لوگوں کا شکریہ کہ آپ یہاں آئے۔" کھنکھار کے اس نے کہنا شروع کیا۔ نظریں اب بھی جھکی تھیں۔ وہ کتنا اچھا مقرر تھا' بہترین بولتا تھا' مگر آج سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔ وہ کیسے لوگوں کو بتائے گا کہ حق کے لئے اتنے مہینے لڑنے کا کوئی فائدہ تھا اگر وہ خود اس سوال کا جواب نہیں جانتا تھا۔ وہ کیسے اپنی اتنے مہینوں کی خواری کو جسٹی فائی کر پائے گا۔

"میں .... دراصل مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں آپ سے کیا کہوں۔" اس نے بدقت نظریں اٹھائیں۔ میزیں باہم جوڑ کر وہ لوگ ان کے گرد

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیٹھے اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھے۔ سعدی یوسف کو گھٹن سی محسوس ہونے لگی۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

"ہم نے کئی مہینے کورٹ میں لڑائی لڑی مگر آخر میں ...."

"میں ایک سکول ٹیچر ہوں' سر!" دائیں قطار میں بیٹھی اسکارف والی لڑکی ایک دم بولنے لگی۔ وہ رک کے اسے دیکھنے لگا۔ سب اس کو دیکھنے لگے۔ وہ سانولی سی تھی' اور اس کی آنکھیں بہت سنجیدہ تھیں۔ "اور میں بغیر کسی شرمندگی کے آپ لوگوں کو یہ بتا سکتی ہوں کہ میرے اسکول کا ایک کلرک پچھلے پانچ سال سے مجھ سمیت کئی ٹیچرز کو اپنی پراپیوٹ پراپرٹی سمجھتا تھا۔ اس کا جب دل چاہتا وہ کسی کو بھی ہراس کر سکتا تھا' مگر اسے کوئی روکنے والا نہیں تھا۔" شدت جذبات سے بولتے اس کو چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ "لیکن جس دن میں نے آپ کو دیکھا...وہ انٹرویو دیتے ہوئے...وہ قانونی جنگ لڑتے ہوئے...روز عدالت میں سر بہادری سے اٹھا کر چل کے جاتے ہوئے...تب میں نے جانا تھا کہ اپنے حق کے لئے اور ظلم کے خلاف کیسے لڑا جاتا ہے۔ اس دن سر' میں اٹھ کھڑی ہوئی' میں نے ٹیچرز کو اکٹھا کیا' اور ہم نے اس کلرک کو دن کی روشنی میں سب کے سامنے بے عزت کیا' اس کی شکایت کی' اس کو...."

"یونو...مجھے یونیورسٹی میں دو لڑکے bully کرتے تھے۔" اسکی بات ختم ہونے سے پہلے ایک دوسرا لڑکا بول اٹھا۔ "اور میں اتنے مہینے سے ان کا errards boy بنا ہوا تھا۔ میں ان کے کام کرتا' ڈانٹ بھی اور نصابی بھی...میں ان سے ڈرتا تھا...میں ان سے ہراساں ہوتا تھا مگر جب آپ نوشیرواں کاردار کے خلاف کھڑے ہوئے تھے نا سعدی بھائی' تب میں نے بھی اپنے خوف کا بت توڑا' میں نے انگلی اٹھا کر ان کو بھرے مجمعے میں کہا کہ آج کے بعد وہ مجھ پہ حکم چلا کر تو دیکھیں' میں انہیں کورٹ میں گھسینوں گا' میں ان کو...." مگر ساتھ ہی ایک دوسرے نوجوان نے تیز تیز بولنا شروع کر دیا تھا۔

"میرے دوست کی بہن کو اس کا کالج ٹیچر بلیک میل کر رہا تھا' اور یقین کریں سعدی' اگر آپ کو میں نے وہ انٹرویو دیتے نہ دیکھا ہوتا...اگر آپ کی بہن کی گواہی نہ سنی ہوتی تو میں کبھی اپنے دوست کو نہ سمجھا سکتا کہ اسے بلیک میل کا کیسے بہادری سے مقابلہ کرنا ہے' اسے کیسے اپنی عزت کی حفاظت...."

"میرے والد انکم ٹیکس میں کام کرتے ہیں' ان کا باس ان کو ہر وقت...."

"میں جب ہاسٹل میں تھی تو جانتے ہیں میری وارڈن نے کیا کیا؟"

"میں نے جب آپ کو ان امیر بدمعاشوں کے سامنے کھڑے ہوتے دیکھا تھا نا سعدی بھائی' تب میرے اندر ہمت آئی اور...."

وہ دم بخود بیٹھا تھا...کبھی ٹکر ٹکر ایک ایک کی شکل دیکھتا' کبھی دوسرے کی طرف رخ پھیرتا...وہ کچھ بول نہیں پا رہا تھا...وہ ان کو ٹوک بھی نہیں پا رہا تھا۔ وہ اس سے تسلی سننے نہیں آئے تھے...وہ اس کو سنانے آئے تھے...داستانیں...کہانیاں...ہمت اور بہادری سے لڑی جانے والی جنگیں...اور وہ یک ٹک سن رہا تھا...پلک جھپکے بغیر...وہ ایک ایک کا چہرہ تک رہا تھا...وہ صرف ان کی بہادری کی' جدوجہد کی کہانی سن پاتا' مگر پھر دوسرا بول اٹھتا اور وہ جان ہی نہ پاتا کہ اس کلرک کو کیا سزا ملی' ہراساں کرنے والے دوستوں کا کیا بنا' بلیک میلر کالج ٹیچر کو نکالا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

گیا یا نہیں' نیم ٹیکس والے باس اور ہاسٹل کی وارڈن کی نوکری گئی یا نہیں...اور اس سے فرق بھی نہیں پڑتا تھا.....نہ انہیں اس بات سے فرق پڑتا تھا کہ نوشیرواں بچ گیا اور بھاگ گیا۔وہاں سب کے لئے صرف جدوجہد اہم تھی...اپنے خوف کے بت توڑ دینا...آزاد ہو جانا...وہاں صرف مقتل میں اترنے کی دھج کا ذکر تھا' اس شان کا ذکر تھا....وہ شان جو ایک کی ہوتی ہے مگر کئی ہزاروں کو ہمت دے جاتی ہے....سب کو کچھ سکھا جاتی ہے....وہ اس سے تسلی لینے نہیں آئے تھے....وہ اس کو تسلی دینے بھی نہیں آئے تھے....وہ تو اپنی داستانیں سنانے آئے تھے....اس کے گلے میں آنسوؤں کا گولا پھنس رہا تھا...وہ اسی طرح رونا چاہتا تھا جیسے فیصلے کے دن رویا تھا....مگر آج وجہ وہ نہیں تھی۔آج وجہ یہ تھی کہ اسے اب معلوم ہوا تھا کہ فیصلے کی گھڑیاں شاید تب بیتی نہیں تھیں....فیصلہ تو اب ہوا تھا....وہ ہارا نہیں تھا....وہ جیت گیا تھا...اور جو جیتا تھا' وہ اس سے کہیں زیادہ تھا جو اس نے ہارا تھا...اس نے ڈبڈباتی آنکھوں سے ریستوران کی شیشے کی دیوار کو دیکھا۔جہاں پارکنگ میں فارس اپنی کار کا دروازہ کھول رہا تھا۔اور اسی طرف دیکھ رہا تھا۔سعدی کو دیکھتے پا کر وہ مسکرایا' ایک آنکھ دبائی اور پھر اندر بیٹھ گیا۔

بہت سے آنسو اندر ہی اتار کے سعدی یوسف بڑبڑایا تھا۔"دو نمبر آدمی!"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھے ماہ بعد

دسمبر 2016

پورا چاند آسمان پہ یوں جگمگا رہا تھا جیسے چاندی تھال ہو۔وہ آج اتنا بڑا' اتنا قریب نظر آ رہا تھا کہ لگتا' ابھی پگھلی ہوئی چاندی زمین پہ انڈیلنے لگے گا۔اس کے گرد سرمئی بادل جمع ہو رہے تھے۔ہلکے' بوجھ سے آزاد بادل.....

نیچے دیکھو تو ہوٹل کے سبزہ زار میں نیلے سوئمنگ پول کے پانی میں چاند کا عکس تیر رہا تھا۔جھکولے کھا رہا تھا۔پول کے ایک طرف دو آرام کرسیاں بچھی تھیں اور وہ دونوں ساتھ ساتھ ان پہ بیٹھے تھے۔سردی اپنے جوبن پہ تھی اور اسی مناسبت سے فارس نے بھوری جیکٹ پہن رکھی تھی اور گردن اٹھائے چاند کو دیکھ رہا تھا۔ساتھ بیٹھی زمر سفید جیکٹ پہنے ہوئے تھی اور اس کا چہرہ بھی اوپر کی طرف اٹھا تھا۔

"تمہیں پورے چاند کو دیکھ کر کیا خیال آتا ہے' فارس غازی؟" وہ اس مسحور کن لمحے کے زیر اثر چاندی کے تھال کو تکتے بولی تھی۔وہ اس کے منہ سے کچھ خوبصورت سننا چاہتی تھی۔

"یہی کہ اگر نیل آرم اسٹرانگ نہ مرتا تو کم از کم ہمیں یہ تو بتا دیتا کہ انسان چاند پہ گیا بھی تھا یا وہ صرف ایک امریکی ڈرامہ تھا؟" سارا فسوں ٹوٹ گیا۔زمر کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔خفگی سے نظریں موڑ کے فارس کو دیکھا۔وہ مطمئن' ہشاش بشاش سا نظر آتا' سر پیچھے ٹکائے اب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے' تم نے کتنے عرصے سے مجھے یہ نہیں کہا کہ میں تمہیں کتنی اچھی لگتی ہوں اور....."

"کس نے کہا تم مجھے اچھی لگتی ہو؟" (اونچی بڑبڑاہٹ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"....اور نہ ہی میری تعریف کی ہے۔"

"کس چیز کی تعریف کروں؟ان بالوں کی جو تم ڈائی کرتی ہو'یا اس چہرے کی جس پہ ہر وقت غصہ دھرا رہتا ہے؟"

"ارے واہ۔ایک زمانے میں تو سات سال تک قید میں ڈالنے کی باتیں کرتے تھے اور اب دیکھو....کتنے عرصے بعد تمہیں ذکر کروانے کا وقت ملا ہے۔" وہ خفگی سے بولی تھی۔

"وہ بھی اس لئے تمہیں لایا ہوں کیونکہ تم نے کہا تھا کہ بل تم دو گی۔" وہ تپانے والے انداز میں مسکرایا تھا۔(وہ باہر اس لئے بیٹھے تھے کیونکہ ابھی ڈائننگ ایریا میں کوئی میز خالی نہ تھی۔)

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔ویسے بھی میرے سارے پیسے تم نے رکھ لئے تھے۔"

"بی بی...ایک منٹ..." وہ حیران سا سیدھا ہوا۔"میں آپ کو ساری رقم واپس کر چکا ہوں چھے ماہ پہلے ہی۔"

"کوئی ثبوت؟" اس نے سنجیدگی سے ابرو اٹھائی۔فارس نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"تم جج بننے کے لئے امتحان کیوں نہیں دے دیتیں۔بہت اچھی جج بنو گی تم۔" اور وہ بے اختیار ہنس دی۔پھر دوبارہ سے گردن اٹھا کے چاند کو دیکھنے لگی۔

"میں خوش ہوں فارس!"

"میں بھی خوش ہوں۔"

"تم کیوں خوش ہو؟"

"کیونکہ میرے آفس میں دو بہت خوبصورت لڑکیاں کام کرتی ہیں اور...."

"فارس غازی!" اس نے زور سے پیر زمین پہ پٹخا تو وہ مصالحتی انداز میں ہاتھ اٹھا کر جلدی سے بولا۔"میں..میں اس لیے خوش ہوں کیونکہ میری زندگی اب stable ہو گئی ہے۔میرے پاس ایک بہت اچھی...دل کی اچھی بیوی ہے۔میرا خاندان مجھ سے خوش ہے...عزیزوں رشتے داروں میں مجھے اب کوئی قاتل یا مجرم نہیں سمجھتا۔ہاشم اور اس کا خاندان ہماری زندگیوں سے جا چکا ہے...میرے بھانجے اپنی زندگیوں میں صحت مند شہری بن کے بالآخر سیٹل ہو چکے ہیں۔میرے پاس ایک اچھی گاڑی ہے'جاب ہے'گھر ہے اور میرے آفس میں دو بہت خوبصورت لڑکیاں کام کرتی ہیں۔"

اور اس دفعہ آخر میں وہ دونوں ہنسے تھے۔

"آئی ریئلی ہیٹ یو فارس!"

"لو یو ٹو!" وہ مسکرا کے بولا تھا۔وہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اس کی ناک کی لونگ دمک رہی تھی۔سفید جیکٹ سے ڈھکے کندھوں پہ گرتے گھنگریالے بھورے بال اور بھوری آنکھوں کی مسکراتی چمک...وہ واقعی خوش تھی....اور وہ بھی تھا....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

دھماکے کی آواز آئی تو وہ چونکا۔ وہ بھی چونکی۔ لمحے بھر کو دل گھبرایا' مگر پھر دیکھا... ساتھ سے گزرتی ایک لڑکی سیل فون پہ کوئی فلم دیکھ رہی تھی۔ یا کسی فلم کا ٹریلر۔ زمر نے اس کا پہلے لمحے بھر کو ششدر رہ جانے والا چہرہ دیکھا' اور پھر اسے ریلیکس ہوتے دیکھا تو نرمی سے بولی۔ ''فارس۔ اب سب ٹھیک ہے۔ کوئی سازشیں... کوئی قتل وغارت اب ہماری زندگیوں میں نہیں ہوگی۔''

''میں جانتا ہوں۔'' وہ گہری سانس لے کر مسکرایا۔ پھر جھرجھری سی لی۔ ''بس کبھی کبھی... ایک خیال سا ذہن سے گزرتا ہے... جیسے دور کہیں... کوئی کارما ہے جو میری گھات میں بیٹھا ہے۔''

''یہ صرف تمہارا وہم ہے۔ میں جانتی ہوں ہم سے بھی غلط کام ہوئے ہیں مگر ہم سر دائیول کی جنگ لڑ رہے تھے۔ ہم اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اصول یہ ہے کہ اگر بدلہ لو تو اتنا لو جتنا ظلم کیے گئے تھے اور اگر اس کے بعد کوئی تمہارے ساتھ زیادتی کرے تو پھر اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ سو تم....'' ہاتھ بڑھا کے اس کے گھٹنے پہ رکھا۔ ''ریلیکس ہو جاؤ اور اللہ پہ بھروسہ رکھو۔ اللہ تمہیں ضائع نہیں کرے گا۔''

''میں اب آتھینٹسٹ نہیں رہا۔ میرا ایمان اور یقین اب واپس آ چکا ہے۔'' وہ مسکرایا۔ ''اب میں پرسکون رہنے کی کوشش کروں گا۔''

''اور جب تک زندہ ہو' یہ یاد رکھنا کہ ہم سب ہمیشہ تمہارے ساتھ کھڑے ہیں اور میں جب تک زندہ ہوں یہ یاد رکھوں گی کہ تم میرے سب سے اچھے دوست ہو۔''

وہ ہلکا سا ہنسا۔ ''آج بہت عرصے بعد تم چڑیل نہیں لگیں۔''

''او کے اب ذرا ہم ڈنر ہال کی طرف جاتے ہیں... اور راستے میں تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ میرا یہ نام کس نے رکھا تھا...'' وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

''عمر نے۔'' وہ بھی ساتھ کھڑا ہو گیا۔

''اور تم نے اسے ایک دفعہ بھی ٹوکا؟''

''بالکل نہیں۔ میں نے تو اسے شاباش دی تھی....''

''اور تھوڑی سی شرم آئی تمہیں شاباش دیتے ہوئے۔''

''دیکھو میں ایک شریف آدمی ہوں اور....'' وہ دونوں ماہ کامل کی اس سرور رات میں قدم اٹھاتے چلتے جا رہے تھے... دور ہوتے جا رہے تھے... اور ان کی آوازیں مدھم ہو رہی تھیں... دور سے یہی دکھائی دیتا تھا کہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چلتا غازی' اس کی طرف جھک کر مسلسل کچھ کہہ بھی رہا تھا اور وہ نفی میں افسوس سے سر ہلائے جا رہی تھی... مسلسل لڑ رہی تھی... چاندی کے تھال سے چاندی اب بہہ بہہ کر ساری دنیا پہ گرنے لگی تھی.... سب کچھ چمکنے لگا تھا...

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اور راج کرے گی خلق خدا

جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو۔

اور چند میل کے فاصلے پہ بنی عمارت کے وسیع آڈیٹوریم میں کرسیاں اوپر سے نیچے تک بھری تھیں۔ پہلی قطار سے ایک طرف کیمروں اور فلیش لائٹس کی چکا چوند روسٹرم پہ کھڑے سعدی کی آنکھیں چندھیائے دے رہی تھی مگر وہ اب ان کا عادی تھا۔ سیاہ تھری پیس سوٹ ٹائی کف لنکس پہنے بالوں کو جیل لگا کر پیچھے کیے وہ ڈائس پہ ہاتھ رکھے کھڑا مائیک پہ چہرہ جھکائے آنکھیں لوگوں پہ مرکوز کیے کہہ رہا تھا۔

"میرا نام سعدی یوسف خان ہے۔ لوگ مجھے پیار سے سعدی کہہ کر بلاتے ہیں۔ اور غصے سے بھی یہی کہتے ہیں۔"

ہال میں کھلکھلاہٹ سی گونجی تھی۔ وہ مسکراہٹ بھرے پرسکون چہرے کے ساتھ کہنے لگا۔

"چھ ماہ پہلے جب میں کیس ہارا تھا تو مجھے لگا تھا میں ہار گیا ہوں۔ ختم ہو گیا ہوں۔ مجھے لگا تھا اب اس ملک کا کچھ نہیں ہو سکے گا۔ جب اتنا بڑا مجرم جس کے خلاف عینی شاہد ہوں جب جج اس کو بری کر دیں یا پولیس دباؤ ڈال کر مقتول کے وارثوں سے ملزم کو معافی دلوا دے تو انسان سوچتا ہے اس ملک کا کیا بنے گا۔ جب ججوں کی بحالی اور عدلیہ کی آزادی کی تحریک چلانے والے ججوں کو متکبر اور وکلاء کو متشدد بنے دیکھیں تو سوچتے ہیں کہ ہماری ریاضت رائیگاں گئی مگر مجھے کچھ عرصہ لگا یہ سمجھنے میں کہ ایسا نہیں ہوا...." اس کی آواز سارے ہال میں گونج رہی تھی... اور لگتا تھا وہ کابل کی اس برف رات میں وہ آواز دنیا کے ایک ایک کونے تک جا رہی تھی....

(میں سعدی یوسف آپ سب لوگوں کے سامنے ببانگ دہل یہ بات کہتا ہوں کہ جب کوئی پاکستانی شہری کسی قاتل امیر آدمی یا کسی کرپٹ سیاستدان کے خلاف عدالت میں کیس لے کر جاتا ہے... تو اگر مصلحت کے مارے جج فیصلہ دیتے وقت مجرم کو فائدہ دے بھی جائیں... ہاں تب بھی مدعی نہیں ہارتا... انصاف کے لیے لڑنے والا نہیں ہارتا... وہ تو اسی دن جیت گیا تھا جب اس نے ہمت اور بہادری دکھاتے ہوئے امیر قاتلوں اور ڈاکوؤں کو عدالت میں گھسیٹا تھا... جب ایسے مصلحت میں لپٹے فیصلے آتے ہیں تو جج ہارتے ہیں... قانون ہارتا ہے... ملک کے انصاف کے ادارے ہارتے ہیں... مدعی نہیں ہارتا... ایسے فیصلے ہونے سے انصاف کے مدعی کا کچھ نہیں جاتا... وہ تو جیتا ہوا تھا... ایپیسوڈز تو جز ہوتے ہیں... ہماری ناکام کمزور اور کرپٹ عدلیہ اپنے آپ کو ایسے فیصلے کر کے خود بے عزت کر دیتی ہے... یاد رکھیے گا... انصاف کے لیے لڑنے والا کبھی نہیں ہارتا....)

اس تنگ و تاریک کوٹھڑی کے دروازے میں ایک چھوٹا سا چوکھٹا بنا تھا۔ جس میں شیشہ لگا تھا۔ ہاشم اس دروازے کے ساتھ کمر لگائے بیٹھا تھا۔ قیدیوں کا لباس پہنے اس کی شیو بڑھی تھی اور وہ گھٹنوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنائے بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ دروازے پہ آہٹ ہوئی تو وہ کرنٹ کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دروازہ کھلا اور ایک سیاہ وردی والا سپاہی نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔

"میری بات سنو۔" ہاشم بے بسی اور غصے بھری دبی آواز میں بولا تھا۔ "تم میری بات پہ غور کر کے تو دیکھو۔ میرے پاس اب بھی بہت سے خفیہ بینک اکاؤنٹس ہیں جن کا نہ میرے گھر والوں کو علم ہے نہ ان سکیورٹی ایجنسی والوں کو۔ اگر تم میری مدد کرو تو میں تمہیں بہت امیر کر سکتا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوں۔"

گارڈ نے ٹرے اندر پھینکی اور ایک غصیلی خاموش نظر اس پہ ڈالتا باہر نکل گیا۔ دروازے کے آہنی تالے چڑھنے کی آواز آئی تو ہاشم نے زور سے دیوار پہ مکا دے مارا۔

"میرے اعصاب بہت مضبوط ہیں' یہ جیل میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں نکلوں گا اس سے ایک دن۔ پھر میں تم سب کو دیکھ لوں گا۔" اور تابڑ توڑ کے دروازے پہ مارنے لگا یہاں تک کہ اسکے ہاتھوں سے خون بہنے لگا۔ "مجھے نہیں معلوم اس وقت میں کس ملک میں ہوں' لیکن تم لوگ پچھتاؤ گے۔ مجھے میری بیٹی کو نہیں ڈھونڈنے دیا تم نے.... تم سب پچھتاؤ گے۔"

(اور چونکہ مجھے آج اس سیمینار میں آپ سے بات کرنے کا موقع ملا ہے تو میں آپ کو سورۃ النمل کی چند آیات سنانا چاہوں گا۔ قرآن کی آیات کے معانی ہر دفعہ نئے سرے سے ہم پہ کھلتے ہیں۔ سورۃ النمل کی آخری آیات بھی مجھے یوں لگتا ہے آج مجھے پہلی دفعہ سمجھ آئی ہیں۔)

قصرِ کاردار رات کے اس پہر اندھیرے میں ڈوبا تھا... اب اس کی بتیاں رات گئے تک جلا نہیں کرتی تھیں۔ بس بجھی رہتی تھیں۔ تاریک بالکونی میز پہ چیکس بکس' آفس ڈاکومنٹس اور عینک رکھی تھی اور ریلنگ کے ساتھ ایک ہیولہ سا کھڑا نظر آتا تھا... سلور رنگ کا چغہ پہنے' ہڈ سر پہ گرائے' وہ جلے ہوئے ہاتھ ریلنگ پہ جمائے دور کہیں پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی.... اور انیکسی اس کو دیکھ کر زخمی سا مسکرا رہی تھی۔

("میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی دھتکارے ہوئے شیطان سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اور جب ان پر وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ یہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے۔" وہ سانس لینے کو رکا اور ایک نظر خاموش ہال کو دیکھا۔ "النمل کی آخری آیات میں ایک زمین کے جانور کا ذکر ہے جو قربِ قیامت زمین سے نکلے گا' اور لوگوں سے باتیں کرے گا۔ ویسے تو یہ ایک قیامت کی نشانی ہے مگر یہ اس سورۃ کے اختتام میں آئی ہے جو چیونٹیوں کی سورۃ ہے... جس کے ہر واقعے میں ایک ایک چیونٹی اکیلی سارے عالم سے ٹکراتی ہے' ان کو اصلاح کی طرف پکارتی ہے' ان کا ہاتھ ظلم سے روکتی نظر آتی ہے.... مگر ہر کوئی اسے نہیں سنتا.... ہم چیونٹیوں جیسے لوگوں کی جب متکبر لوگ بات نہیں سنتے تو آخر میں زمین پھٹتی ہے' اور بڑے بڑے جانور نکل کر... انہی جیسے خوفناک جانور نکل کے انہیں عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں.... جب چیونٹیوں کو قدموں تلے پیسا جاتا ہے تو وہ کاٹیں یا نہ کاٹیں' زمین کے اندر چھپے جانوروں کو باہر نکال لاتی ہیں وہ....")

کانفرس روم میں متعدد غیر ملکی مہمان بیٹھے تھے' اور ان کے میزبان بھی مسکراتے ہوئے سامنے موجود نظر آ رہے تھے۔ ادھر ادھر مختلف یادداشتوں پہ دستخط ہو رہے تھے اور ڈاکٹر سارہ مسکرا کے اس ساری کارروائی کو دیکھ رہی تھی۔ قریب بیٹھی لڑکی نے جھک کر سرگوشی کی۔ "تھرکول بالآخر ایک حقیقت بننے جا رہا ہے۔ کیا سعدی اب بھی واپس نہیں آئے گا؟"

سارہ نے اس کے کان کے قریب آہستہ سے کہا۔ "وہ پرائیویٹ سیکٹر میں چلا گیا ہے۔ اب جب راستہ کھل گیا ہے تو وہ آنے پہ راضی نہیں۔ کہتا ہے وہ سرکاری عہدہ لے کر مصلحتوں کا شکار ہو کر نہیں کام کر سکتا۔ وہ زیادہ daring کام کرنا چاہتا ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

(اور آگے اللہ فرماتا ہے..."اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے پھر ان کی جماعت بندی ہوگی یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوں گے کہے گا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم انہیں سمجھے بھی نہ تھے یا کیا کرتے رہے ہو۔اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جائے گا پھر وہ بول بھی نہ سکیں گے۔" یہ آیات ہر مظلوم کے دل کو ٹھنڈک دیتی ہیں۔ ان کو پڑھ کے ان کو سمجھ کے میں نے یہ جانا ہے کہ آج عدالتوں میں ٹی وی پہ چوراہوں اور چوک میں یہ ظالم بار سوخ کرپٹ لوگ کتنا مرضی جھوٹ بول لیں ابھی قیامت نہیں آئی۔اور جب آئے گی تو وہ بول بھی نہیں سکیں گے۔اس دن ان کی کوئی صفائی کوئی توجیہہ نہیں سنی جائے گی۔ہاں کبھی تو ان ظالموں کی بھی زبان بندی ہوگی۔اس لئے ان کی زبانوں سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے۔)

سفید دیواروں والے کمرے میں خوبصورت پینٹنگز آویزاں تھیں...گھومنے والی کرسی پہ سفید کوٹ پہنے بیٹھی ڈاکٹر پیڈ پہ قلم سے چند الفاظ گھسیٹ رہی تھی۔اور سامنے بیٹھا' آنکھوں تلے حلقے لئے نوشیرواں پژمردگی اور اداسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا اب میں یہ دوا چھوڑ نہیں سکتا؟ کیا ان دواؤں کے بغیر مجھے کہیں سکون نہیں ملے گا؟"

"آئی ایم سوری' لیکن آپ کی ذہنی حالت کے لئے یہ بہت ضروری ہیں۔" وہ عینک پھاڑ کے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی تھی...شیرو نے اذیت سے آنکھیں موند لیں۔دوائیاں....نیند کی...ڈپریشن کی...سکون کی....قابیل کی مہر ماتھے پہ دہکنے لگی تھی...

(" کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تا کہ اس میں چین حاصل کریں اور دیکھنے کو دن بنایا البتہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی گھبرائیں گے مگر جسے اللہ چاہے اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے۔" یہ آیات سن کر میرے دوستو...کیا ہم صرف اپنے دشمنوں کی عاقبت کا سوچتے ہیں یا اپنا بھی سوچتے ہیں؟ کیا ہم اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہنے والے کام کرتے ہیں؟)

ہارون عبید ایک ٹاک شو کے سیٹ پہ بیٹھے مسکرا مسکرا کے مقابل موجود دو مہمانوں سے بحث کر رہے تھے...ان کے انداز میں بے نیازی تھی....آگے بڑھنے کی لگن...عنقریب پا لینے والی فتح کی چاہ....اور وہ کہہ رہے تھے۔۔"ہم نے اس ملک میں جمہوریت کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ہماری منزل قریب ہے...آپ دیکھئے گا کہ ہم کیسے.."

("اور تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے یہ تو بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے اس اللہ کی کاریگری سے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے اسے خبر ہے جو تم کرتے ہو۔" درست فرمایا اللہ نے۔چاہے وہ ظالم لوگ ہوں یا ظالم حالات یوں لگتا ہے وہ پہاڑ جیسے ہیں۔جمے ہوئے۔کبھی ہماری زندگیوں سے' ہمارے راستوں سے نہیں ہٹیں گے...مگر ایسا نہیں ہے۔میں نے ان ظالم لوگوں اور ظالم حالات کو روئی کے گالوں کی طرح دھنکے جاتے دیکھا ہے....باقی رہ جانے والا صرف اللہ ہے....باقی سب کو زوال آنا ہے....خود ہمیں بھی....)

صاحبزادی صاحبہ اپنے لاکر کو کھولے کھڑی تھی۔اس میں بڑا ایک بڑا ڈبہ کھلا ہوا تھا...اور اس کی سیاہ مخمل پہ جگمگاتے ہیرے پڑے نظر آ رہے تھے۔آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے زیورات...ان کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرا رہی تھی...وہ جب سے زندگی میں آئے تھے' وہ بے رحم فیصلے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کرنے لگی تھی مگر اب پرواہ نہیں رہی تھی.....وہ زیورات...ان کی چمک.....

("جو نیکی لائے گا سوا سے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہوں گے۔" اللہ تعالیٰ ہمیں اس آیت میں یہ بتاتا ہے کہ ہمیں سکون' انعام' جنت' یہ چیزیں اپنی نیکیوں کے "بدلے" کے طور پہ نہیں ملیں گی' بلکہ جو بھی نیکی کرے گا اس کو اس کی نیکی سے "بڑھ کے" بدلے میں یہ سب ملے گا۔ پھر جب فیصلے کی گھڑی آئے گی تو یہ ہماری چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہوں گی جو ہمارے دل کو دنیا اور آخرت میں گھبراہٹ سے بچائیں گی۔ اگر آپ کا دل بات بہ بات گھبرا جاتا ہے تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر نیکیاں کیا کیجیے۔ کسی کا دل رکھ لینا' کسی کو پانی پلا دینا' زبان پہ طنز آ جانے کے باوجود کسی کو ہرٹ نہ کرنے کے لئے اس کو لبوں سے نہ نکالنا' خاموش رہنا...اور ایسے ان گنت کام آپ کے دل کو بہادر بنائیں گے.....یاد رکھیں.....ہر نیکی دوسری نیکی کا راستہ کھولتی ہے.....)

بک شاپ کے اس اونچے ریک پہ کتابیں ترتیب سے سجی تھیں اور حنین ان کے سامنے کھڑے مسکرا کے انہیں دیکھ رہی تھی۔ ساتھ کھڑے اسامہ نے تفاخر سے کہا تھا۔

"تمہاری بک یہاں دیکھ کر میں یہ فخر سے کہہ سکتا ہوں حنہ کہ تم صرف اپنی ہیرو نہیں ہو' بلکہ تم میری ہیرو بھی ہو...."

اور اس نے ہنس کر سیم کے سر پہ چپت لگائی تھی.....

("اور جو برائی لائے گا سو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔" یعنی اللہ انسان پہ ظلم نہیں کرے گا۔ اس دنیا میں تو ہمیں ہمارے اعمال سے کم یا زیادہ مل جاتا ہے مگر اس بڑے دن ہمیں اس کا بدلہ ملے گا جو ہم کرتے تھے۔ ہم پہ کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ وہ وعدہ کرتا ہے تو اسے سچ کر کے دکھاتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ دعا مانگو میں قبول کروں گا تو ہم اس وعدے کو سچ کرنے کے لئے دعا میں شدت کیوں اختیار نہیں کرتے؟ ہاں ہمارے اردگرد کا معاشرہ بدل رہا ہے' لوگ بدل رہے ہیں' زمانہ بدل رہا ہے' مگر اللہ نہیں بدلے گا۔ اللہ کا وعدہ نہیں بدلے گا۔ اللہ اپنے سارے وعدے پورے کرے گا۔ کیا ہم کریں گے؟)

کال کوٹھڑیوں کے دروازے کھلے تھے اور تمام قیدی باہر نکل رہے تھے۔ وہاں ایک تاریک سا بڑا کمرہ تھا جس میں وہ دن بھر جمع رہتے تھے۔ ایسے میں ایک گارڈ ہاشم کے قریب آیا اور موپ اسے تھمایا۔ "کیا تمہیں روز بھول جاتا ہے؟ اس جگہ کی صفائی تم نے کرنی ہے۔"

ہاشم نے درشتی سے اس سے موپ پکڑا اور پھر اس کے قریب آیا۔ "تمہیں جتنے پیسے چاہئیں میں دوں گا بس مجھے اتنا پتہ کروا دو کہ میری بیٹی کہاں ہے؟ میری بیوی' ماں یا بھائی' کسی کو علم ہے یا نہیں؟ صرف اتنا بتا دو مجھے...."

"خاموشی سے یہ فرش صاف کرو۔" وہ اسے گھورتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ ہاشم نے ایک نظر میلے فرش کو دیکھا...پھر اپنے آپ کو...بدرنگ جمپنگ سوٹ (قیدیوں کا لباس) پہنے....میلے کچیلے حلیے میں....وہ اب اس غلیظ فرش کو...صاف کرے گا؟؟...اس نے سارے خیال ذہن سے سر جھٹک دیے اور ضبط کرتے ہوئے موپ کو فرش پہ رگڑنے لگا...آنکھوں میں بار بار درد سا ابھرتا تھا...مگر نہیں....وہ آخری دم تک ان لوگوں سے لڑے گا....کبھی تو وہ آزاد ہوگا....کبھی تو....اس کی آنکھیں گیلی ہونے لگیں مگر اس نے سختی سے خود کو جھڑکا۔ "مجھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کوئی افسوس نہیں ہے۔میں نے جو کیا ٹھیک کیا۔سب نے میرے ساتھ زیادتی کی۔سب سے زیادہ ظلم میرے ساتھ ہوا۔وہ سب ایک ساتھ تھے۔ایک میں اکیلا رہ گیا تھا...میں اکیلا لڑتا رہا...میں کب تک لڑ سکتا تھا۔۔"بھیا تک اندھیرے آس پاس اس کی گھات میں کھڑے تھے...اس کو نگلنے کے لیے تیار...

("مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے مالک کی بندگی کروں جس نے اسے عزت دی ہے اور ہر ایک چیز اسی کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں۔اور یہ بھی کہ قرآن سناؤں پھر جو کوئی راہ پر آ گیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہہ دو میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں۔اور کہہ دو سب تعریف اللہ کے لیے ہے تمہیں عنقریب اپنی نشانیاں دکھا دے گا پھر انہیں پہچان لو گے اور تیرا رب اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔")

ریسٹورانٹ کی اس میز پہ خوبصورت گلاب کے پھول رکھے تھے'دو موم بتیاں روشن تھیں...زمر اور فارس آمنے سامنے بیٹھے تھے...اشتہا انگیز خوشبو لئے کھانا ان کے سامنے سجا تھا...اور وہ مسکرا کے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"تو بالآخر آج ایک پرامن اور پرسکون ڈنر کا قرض تم نے اتار ہی دیا!"

"بالکل۔تو پھر کیا خیال ہے؟اب میں تمہیں اپنے آفس کی خوبصورت لڑکیوں کے بارے میں بتا سکتا ہوں؟"اور وہ دونوں ایک ساتھ ہنس دیے تھے۔

"اور ان آیات کو سنانے کے بعد...میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔"وہ ڈائس پہ ہاتھ رکھے کھڑا مجمعے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔"کہ میں نے یہ جان لیا ہے کہ میرا کام تھا صرف پہنچا دینا۔ہمارا کام پیغام پہنچا دینا ہوتا ہے۔اسلام کو زبردستی لوگوں کے اوپر نافذ کرنا نہیں ہوتا۔آپ دین کو جبر اور سختی سے کسی کے عمل میں شامل نہیں کر سکتے۔آپ جج سے زبردستی انصاف بھی نہیں کروا سکتے۔ہم نے صرف سچ کے لئے آواز بلند کرنی ہے'اسکے لئے لڑنا ہے'کوشش کرنی ہے۔ہمارے ہاتھ میں صرف کوشش ہے۔کامیابی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ضروری نہیں ہے کہ ہم ہر دفعہ کامیاب بھی ہوں'ہم ہر دفعہ جیتیں بھی نہیں۔ہم نے صرف اپنا ہنڈرڈ پرسینٹ دینا ہے۔کیونکہ ہمارا یہی کام ہے۔خود عمل کرنا اور صرف دوسروں کو پہنچا دینا۔آگے کوئی مانے یا نہ مانے'میں تو ہوں صرف پہنچا دینے والوں میں سے!"وہ بات ختم کر کے خاموش ہوا تو ہال تالیوں سے گونج اٹھا...لوگ اپنی جگہوں سے اٹھ اٹھ کر اس کے لئے ہاتھ بلند کیے تالیاں بجا رہے تھے اور وہ مسکرا کے ان کو دیکھ رہا تھا۔

وہ فیصلے کی گھڑی آنے سے پہلے ہی جیت گیا تھا'اس کو بس علم دیر سے ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سولہ سال بعد:

وہ اوپر سے دیکھنے سے کسی امریکی ریاست کا کوئی معروف شہر لگتا تھا۔خوبصورت اونچی عمارتیں'صاف ستھری سڑکیں...معروف سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

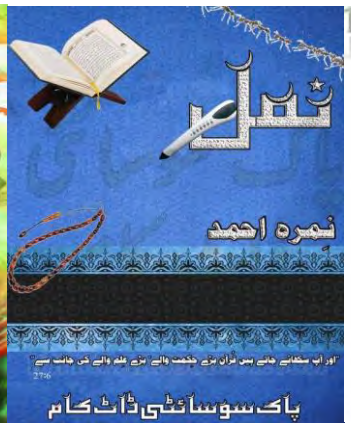

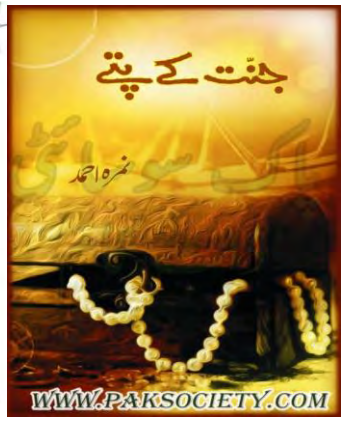

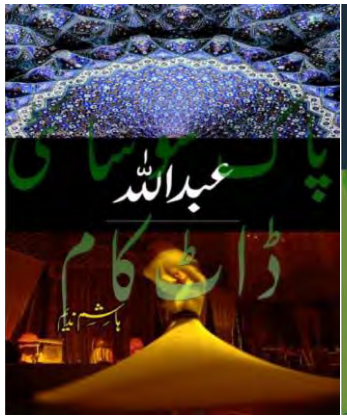

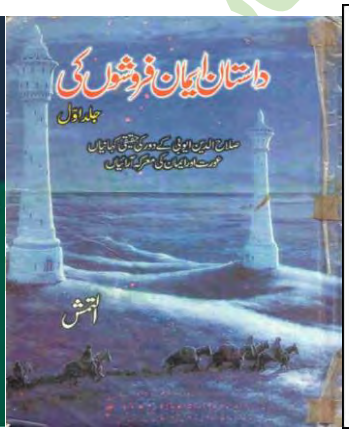

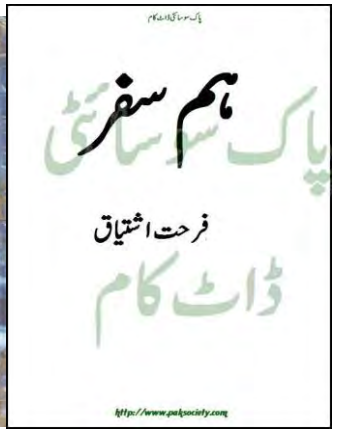

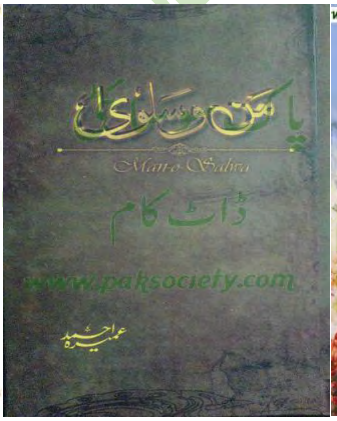

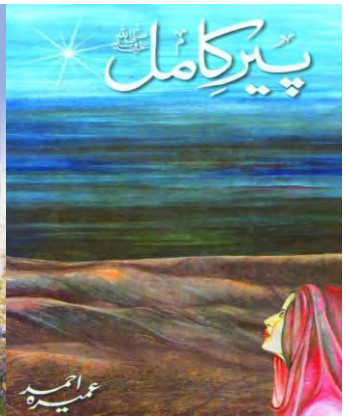

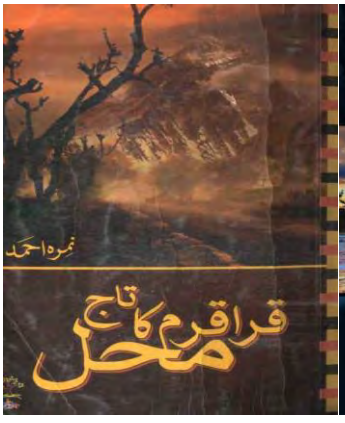

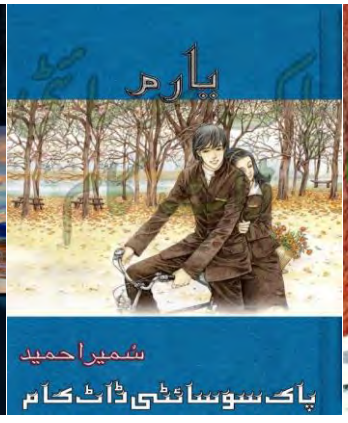

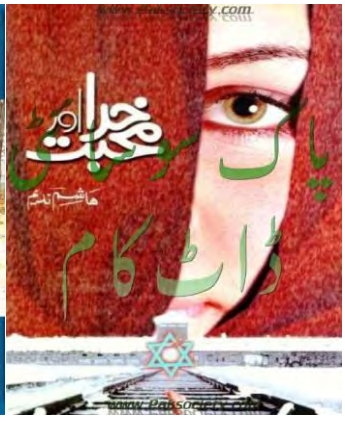

تیز تیز چلتے لوگ ...ایسے میں وہ مخالف سمت سے چلتی ہوئی آتی دکھائی دے رہی تھی۔ تیز ہوا کے باعث سیاہ بال اڑ اڑ کے چہرے پہ آ رہے تھے اور وہ بار بار ان کو کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔ خوبصورت چہرہ' سیاہ شفاف آنکھیں اور ایک بے نیاز مسکراہٹ ...وہ مگن سی چلتی آ رہی تھی ...جب قریب سے گزرتے ایک آدمی سے ٹکرا گئی۔

"سوری ...سوری۔" مسکرا کے معذرت کی تو وہ آدمی "نو پرابلم" کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ اب کہ وہ واپس مڑی اور قدم بڑھاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا مردانہ والٹ کھولا۔ اس آدمی کا آئی ڈی کارڈ ...چند ویزا کارڈ ...کڑکڑاتے ہوئے ڈالرز کے نوٹ ...ہوں گڈ ...اس نے اسی سرد مسکراہٹ کے ساتھ کارڈز جیب میں رکھے' والٹ قریبی بن میں اچھالا' اور نوٹ مٹھی میں دبائے آگے بڑھ گئی۔

ایک بیکری کے قریب وہ رکی اور اندر چلی گئی۔ جب واپس آئی تو ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ڈبہ تھا۔ کیک کا ڈبہ۔ اب تک اس کی مسکراہٹ سوگوار پڑ چکی تھی۔

وہ ڈبہ لئے سڑک کنارے چلتی گئی ...چلتی گئی ...یہاں تک کہ زیر زمین ٹرین اسٹیشن کو جاتی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔ وہ نیچے اترتی آئی ... وہاں کونے میں ایک بوڑھا سیاہ فام آدمی بیٹھا تھا۔ شکل سے وہ ڈاؤن سنڈروم کا شکار لگتا تھا۔ دنیا مافیہا سے بے خبر ...وہ اس کے پاس آ بیٹھی ...وہیں زمین پہ ...اور ڈبہ کھول کے درمیان میں رکھا۔ اندر ایک چھوٹا سا کیک تھا۔ اس پہ ننھی سی موم بتی رکھی تھی۔ اس نے لائٹر نکال کر جلایا' موم بتی روشن کی' اور سیاہ فام کو دیکھا۔ وہ غائب دماغی سے اسے گھور رہا تھا۔

لڑکی نے اپنے ٹخنے سے جینز اوپر کی' وہاں بندھا چاقو نکالا' اور کیک کے قریب لائی۔ پھر پھونک ماری۔ شعلہ بجھ گیا۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو می ...ہیپی برتھ ڈے ٹو سونیا ..." وہ اب کیک کو دیکھتے ہوئے مدھم ...اداس سا گنگنا رہی تھی۔ ساتھ میں چاقو سے اسے کاٹ بھی رہی تھی۔

"جب میں چھوٹی تھی تو میرے بابا میری سالگرہ ایسے مناتے تھے کہ ساری دنیا دیکھا کرتی تھی ...شہر کی سب سے زیادہ شاندار سالگرہیں شاید میری ہوتی تھیں۔ اور اب ..." اس نے گہری سانس اندر کھینچی۔ "اور اب میں ان کے ساتھ سالگرہ نہیں منا سکتی۔ میں نے کتنے سال ان کے ساتھ سالگرہ نہیں منائی۔ اور تم کیا جانو ...میرا باپ کتنا عظیم انسان تھا ..." پھر آنکھیں اٹھا کر بوڑھے بھکاری کو دیکھا اور مسکرائی۔ "اتنا عرصہ کھوئے رہنے ...بک جانے ...ظلم سہنے کے بعد بھی ...میری دادی نے مجھے ڈھونڈ ہی لیا ...مگر میری قسمت میرے بابا سے الگ ہے البرتو ...میری دادی نے مجھے اپنے بیٹوں کی طرف بڑا نہیں کیا ...انہوں نے مجھے ایک ہتھیار کی طرح تراشا ہے ..." اس کی آواز سرد ہوتی گئی۔ "میں نے اتنے دھکے کھائے ہیں کہ اب میں ہر قسم کے لوگوں سے لڑنا' اور ان کو ہر طرح سے مارنا سیکھ چکی ہوں۔ اور میں یہ تمہیں اس لئے بتا رہی ہوں کیونکہ آج صبح معلوم ہوا ہے کہ میرے بابا زندہ ہیں ...اور اب البرتو مجھے اپنے ملک واپس جانا ہے۔ اپنے بابا کو ڈھونڈنے' ان کو واپس لانے' اور اپنے خاندان کو جوڑنے کے لئے ..." کہتے کہتے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا جذبہ جاگا ...چمک ...پر تپش برف جیسی چمک ...سلگتی ہوئی لکڑی کی سی حدت ... "اور آج شاید میں آخری دفعہ تمہارے ساتھ بیٹھ کر کچھ کھا رہی ہوں۔ اب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

شاید میں واپس نہ آؤں۔میرا سفر بہت طویل ہے'اور مجھے صرف اپنے خاندان کو اکٹھا نہیں کرنا' بلکہ مجھے....'' آنکھیں سلگنے لگیں۔ٹرین قریب آرہی تھی...اور اس کی آواز میں سونیا کی آواز دب سی گئی...مدھم سرگوشی میں بدل گئی...

''مجھے اس ایک شخص اور اس کے خاندان سے بھی اپنا انتقام لینا ہے۔میں اس کا نام کبھی نہیں بھولی....میں اس کی آنکھیں نہیں بھولی....وہ آخری دفعہ مجھے ہسپتال کے کاریڈور میں نظر آیا تھا...فارس غازی....میں نے اس دن کا برسوں انتظار کیا ہے البرتو....جب میں پوری طرح تیار ہوں گی...اور میں اس کے خاندان کے ایک ایک فرد کو ہر اس ظلم کی سزا دوں گی جو انہوں نے میرے خاندان پہ ڈھایا تھا....میں ایک ایک زخم کا بدلہ لوں گی...اس آدمی نے میری ساری دنیا تاریک کردی...وہی وجہ ہے ہر چیز کی...چودہ سال...چودہ سال اس نے اور اس کے خاندان نے سکون سے گزار دیے....مگر اب اور نہیں....''اس نے کیک کا ڈبہ البرتو کی طرف بڑھایا اور خود بیگ کندھے پہ ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔آنکھیں پرتپش تھیں اور چہرہ برف کی طرح سفید.....

''اب وہ اپنے ایک ایک جرم کا حساب دے گا۔میرے محبت کرنے والے عظیم باپ کے ساتھ اس نے جو کیا...وہ اس کا حساب دے گا....میں اپنے باپ کو ڈھونڈ نہ بھی سکی تو فارس غازی سے ضرور ملوں گی'اور وہ اس ملاقات کو یاد رکھے گا۔ویسے مجھے ابھی بھی امید ہے کہ وہ مجھے کبھی بھولا نہیں ہوگا۔اسے بھی میری آنکھیں یاد ہوں گی۔''اور وہ سامنے سے ہٹ گئی۔کیک کا ڈبہ یونہی پڑا رہا گیا۔البرتو نے گردن گھما کر دائیں بائیں دیکھا۔

وہ کہیں نہیں تھی۔ایسے جیسے بھیڑ میں غائب ہوگئی ہو۔

کسی جن کی طرح۔
کسی پری کی طرح۔
اور اگر کبھی تمہیں کوئی کہے
کہ انتقام کا چکر کبھی ختم نہیں ہوتا
تو یقین کرلینا
کیونکہ
ہر انتقام کے آخر میں
نئے سرے سے بدلہ لینے کے لئے
اور اس چکر کو دوبارہ شروع کرنے کے لیے
ایک سروائیور
ضرور باقی بچ جاتا ہے.....

(ختم شد)(اختتام....نمل)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY